دل کی

گیتا

اردو نظم میں

خواجہ دل محمد ایم اے

2/0

God is great
he knows better than
us. we don't know anything
what is good or what is
wrong ~~from~~ for us we
should face those difficu
lities which comes in our
way. oh my God ah
my lord give me Perman
ent Job here not only me
~~of~~ all those employees
which are enemployed
every body. has some
needs which they can
not fullfill without
Job

دل کی گیتا

یعنی

شریمد بھگوت گیتا کا ترجمہ

اردو نظم میں

از

خواجہ دل محمد صاحب ایم اے فیلو پنجاب یونیورسٹی

و

سب رجسٹرار لاہور

(ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور)

ملنے کا پتہ

خواجہ بک ڈپو موہن لال روڈ لاہور

قیمت عہ مجلد ۸ر

حجازی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل صاحب پرنٹر چھپا
اور خواجہ گلزار محمد صاحب پبلشر نے چھپوا کر موہن لال روڈ سے شائع کیا

تیسری بار دو ہزار

عنوان

سنہ ۱۹۴۵ء

ایک ہزار روپیہ انعام

پنجاب گورنمنٹ نے از راہ ادب نوازی "دل کی گیتا" پر مصنف کو ایک ہزار روپیہ کا درجہ اول کا جلیل القدر عطیہ بطور انعام عنایت فرمایا ہے ؎

فہرست مضامین

حُسنِ قبول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵

گیتا اور اُس کی تعلیم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۹

گیتا کا منظوم ترجمہ

پہلا ادھیائے ۵۶
دوسرا ادھیائے ۶۵
تیسرا ادھیائے ۱۰۱
چوتھا ادھیائے ۱۱۷
پانچواں ادھیائے ۱۳۳
چھٹا ادھیائے ۱۴۴
ساتواں ادھیائے ۱۶۱
آٹھواں ادھیائے ۱۷۲
نواں ادھیائے ۱۸۵
دسواں ادھیائے ۱۹۷
گیارھواں ادھیائے ۲۱۳
بارھواں ادھیائے ۲۳۵
تیرھواں ادھیائے ۲۴۳
چودھواں ادھیائے ۲۵۵
پندرھواں ادھیائے ۲۶۵
سولھواں ادھیائے ۲۷۳
سترھواں ادھیائے ۲۸۳
اٹھارھواں ادھیائے ۲۹۳

خاتمہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۲۰

حسنِ قبول

خدا کے فضل و کرم سے شریمد بھگوت گیتا کا یہ منظوم ترجمہ جس محبت سے لکھا گیا اُسی محبت سے مقبول عام ہُوا۔ پہلا اڈیشن دو تین مہینوں میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب طبع ثانی پیش نظر ہے۔ ملک کے طول و عرض سے اس کتاب کی وہ قدر دانی ہوئی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ یادگار کے طور پر چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

سر تیج بہادر سپرو فرماتے ہیں۔

مَیں نے خواجہ دل محمد صاحب ایم اے سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کی منظوم مترجم اُردو شریمد بھگوت گیتا کا بہت سا حصّہ مطالعہ کیا ہے۔ جس خوبی اور روانی سے یہ کتاب سلیس آسان اُردو میں نظم کی گئی ہے وہ قابلِ تعریف ہے۔ خواجہ صاحب نے یہ کتاب لکھنے میں نہایت وسعتِ نظر سے کام لیا ہے۔ ان کی یہ محنت پسندیدہ اور قابلِ تحسین ہے۔

دیوان بہادر راجہ نرنا مُدر ناتھ فرماتے ہیں:۔

بھگوت گیتا کا ترجمہ اُردو نظم میں مصنّفہ خواجہ دل محمد صاحب میری نظر سے گذرا میں اس کے مطالعہ سے محظوظ ہُوا۔ اس ترجمہ کی زبان کی خوبی مطالعہ سے تعلق رکھتی ہے اصل مطلب کو دلاویز زبان میں ادا کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک شلوک کے ترجمہ

کے ساتھ اس کا نمبر درج ہے۔ اردو نظم میں صرف ادائے مطلب ہی کو مقصود نہیں رکھا گیا۔ بلکہ تحت اللفظ ترجمہ کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ ہندوستانی پبلک کو خواجہ صاحب کا مشکور ہونا چاہیئے کہ اُنہوں نے ان اعلیٰ اصولوں کو عام فہم اور دلآویز الفاظ میں ترجمہ کے ذریعہ بیان کیا۔

شری سوامی امرانندجی سرسوتی مہاراج چانسلر گیتا یونیورسٹی فرماتے ہیں:۔

مَیں نے لافانی شریمد بھگوت گیتا کا یہ اردو منظوم ترجمہ پڑھا۔ بحر چھوٹی اور مترنم ہے اور آسانی سے گائی جا سکتی ہے زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ دیباچہ بے غرضانہ اور بے تعصبانہ انداز سے لکھا گیا ہے جس کی مَیں قدر کرتا ہوں۔ مَیں گیتا پریمیوں اور طالبانِ حق سے پُرزور سفارش کرتا ہوں کہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ فٹ نوٹ نہایت اعلیٰ اور مبتدیوں کے لئے مفید ہیں۔

ڈاکٹر لکشمن سروپ صاحب ایم اے پرنسپل یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور فرماتے ہیں:۔

مَیں نے آپ کے منظوم ترجمہ کے بہت سا دھیائے پڑھے مجھے تعجب ہوا کہ آپ نے اس کام کو کس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے۔ آپ نے نہ فقط اصل سنسکرت کا صحت کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ بلکہ اصلی رُوحِ مضمون کو قائم رکھا ہے۔ یہ نہ فقط گیتا کا خوبصورت ترجمہ ہے۔ بلکہ اُردو علم ادب میں قابلِ قدر اضافہ ہے۔ مَیں آپکو اس عالیشان کامیابی پر خلوصِ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

دیوان بہادر دیوان کرشن کشور صدر سناتن دھرم سبھا لاہور فرماتے ہیں:-

مجھے اس کتاب کے مطالعہ سے ازحد مسرت ہوئی عالم فاضل مترجم نے اصل پستک کے صحیح خیالات کو اپنی نظم میں قائم رکھنے میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے ترجمہ شلوک وار ہے۔ میں خواجہ صاحب کو انکی اس کامیاب کوشش پر تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں

لالہ رام چند منچندہ ایم اے ایڈوکیٹ لاہور ہائی کورٹ فرماتے ہیں:-

میں نے اس کتاب کا توجہ اور غور سے مطالعہ کیا۔ اصل کی طرح اس کتاب کو جہاں سے شروع کرو آخر تک پڑھنے کو جی چاہتا ہے میں خواجہ صاحب کو تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے دیباچہ میں گیتا کا عرفانی پہلو آسان طور پر بیان کر دیا ہے مجھے یقین کامل ہے کہ دل کی گیتا بھگت ادیب اور عام پبلک سب پسند کرینگے کیونکہ اس میں بے نظیر خوبیاں ہیں۔

آنریبل جسٹس سردار تیجا سنگھ جج ہائیکورٹ لاہور فرماتے ہیں:-

میں نے اس کتاب کا بہت سا حصہ پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نے بہت محنت سے اس کتاب کو لکھا ہے اور آپنے اردو دان پبلک کی بیش بہا خدمت سرانجام دی ہے بلاشبہ یہ کتاب اردو کے مذہبی لٹریچر میں قابل قدر اضافہ ثابت ہوگی اور عام پبلک اس کا مطالعہ کریگی اور اسے پسند کرے گی۔

پنڈت ٹھاکر دت شرما وئید موجد امرت دھارا فرماتے ہیں :-

"دل کی گیتا" کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی اس واسطے ہوئی ہے کہ یہ اردو نظم گیتا کا سچا ترجمہ ہے۔ ایک ایک لفظ کا مناسب ترجمہ کیا ہے کوئی بات اپنی طرف سے ترجمہ میں جوڑی نہیں گئی اور پھر بھی نظم کی روانی میں کوئی فرق نہیں آیا اور جہاں سے شروع کریں چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا فاضل مترجم کو میں سچے دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اردو دان پبلک کے واسطے ایک بے نظیر کتاب بنا دی ہے۔

ان کے علاوہ سوامی منیشور انند صاحب برہمچاری پروفیسر ڈاکٹر موہن سنگھ صاحب دیوانہ۔ ڈاکٹر لچھمن سروپ صاحب پروفیسر آف سنسکرت گورنمنٹ کالج لاہور۔ مولانا محمد علی ایم اے پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ رائے زادہ شانتی نارائن صاحب بانی آل انڈیا گیتا سہتیا منڈل۔ پنڈت نرسنگھ لال پردھان شری پنجاب براہمن منڈل پروفیسر ہیرا لال چوپڑہ ملتان۔ لالہ رگھوناتھ سہائے سابق ہیڈ ماسٹر سنہری باغ روڈ دہلی۔ رائے بہادر لاہوری لال کلسی پنشنر۔ دیوان ہند پلس قمر رائے صاحب چونی لال۔ اخبار ٹربیون۔ بہار کشمیر۔ ناردرن انڈیا۔ ابزرور۔ ویر بھارت وغیرہ۔۔۔۔ بیسیوں گیتا پریمیوں۔ عالموں فاضلوں ایڈیٹروں نے اس کتاب کو پسند فرما کر بہترین آرا ارسال کی ہیں جو بوجہ قلت گنجائش درج نہیں کی جا سکتیں۔

گیتا

اور
اُس کی تعلیم

عرفان کی پھول مالا

شریمد بھگوت گیتا دُنیا کی قدیم روحانی کتابوں میں بے نظیر اہمیت رکھتی ہے۔ اس کا مضمون شری کرشن جی مہاراج کا وہ اُپدیش ہے جو اُنہوں نے ارجن کو کوروکشیتر کے میدان میں مہابھارت کی جنگ کے وقت دیا۔ جسمیں اُنہوں نے بتایا ہے۔ انسان کیا ہے، روح کیا ہے۔ خدا کیا ہے بھگتی اور وصال باری کیونکر حاصل ہو سکتے ہیں۔ انسان کے فرائض کیا ہیں نشکام کرم یعنی بے لوث عمل کا کیا درجہ ہے۔ یہ عرفانی مضمون سنسکرت کے سات سو شلوکوں میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر شلوک معرفت کا رنگیلا پھول ہے۔ انہی سات سو پھولوں

کی مالا کا نام گیتا ہے۔

یہ مالا کروڑوں انسانوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ لیکن تا حال اسکی تازگی، اس کی نفاست، اسکی خوشبو میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ پھول اُس باغ سے چُنے گئے ہیں جس کا نام گلشنِ بقا ہے، جسے آبِ حیات نے سینچا ہے۔ اور جس پہ حُسن کی اُس ملکہ کا راج ہے جس کا نام حقیقت ہے۔

اس پھول مالا میں عجب خوشبو ہے اور اس خوشبو میں عجب تاثیر۔ اس مالا کو پہنو تو دل و دماغ پر لاہوتی تاثرات چھا جاتے ہیں۔ اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں آفتاب جھلکنے لگ جاتے ہیں۔ ہر خار پھول بن جاتا ہے اور ہر پھول فردوسِ نگاہ۔ عالم تمام تجلی گاہِ ربانی نظر آنے لگتا ہے۔ جسم کا تودۂ خاکی نور کی مورت بن جاتا ہے۔ دل پر ایک روحانی سکون چھا جاتا ہے۔ اور اس پھول مالا کی ہر پتی کتابِ عرفان کا ورق بن جاتی ہے۔

آؤ آج ہم بھی اس کتابِ عرفان کے چند اوراق کا مطالعہ کریں۔ شاید حقیقت کے کچھ رموز ہم پر بھی روشن ہونے لگیں۔

پرماتما (خدا)

سب سے پہلا اور سب سے اہم سوال خدا کی ہستی کا ہے۔ کیا

خُدا ہے؟

گیتا جواب دیتی ہے "خُدا ہے" "بلکہ خُدا ہی ہے" دوسرے لفظوں میں گیتا وحدتِ وجودی کی قائل ہے۔

فطرت کہو، نیچر کہو، پرکرتی کہو، مایا کہو، غرضیکہ عالم میں جو کچھ نظر آرہا ہے۔ خُدا ہی کا ظہور ہے۔ سُورج کے جلال میں اُسی کی تابانی ہے۔ چاند کے جوبن میں اُسی کی دلفریبی، سرو وچنار میں اُسی کی رعنائی۔ پھُولوں میں اُسی کی نفاست، سمندر میں اُسی کی بے پایانی۔ آسمان میں اُسی کی بلندی اور زمین میں اُسی کا حِلم کارفرما ہے یعنی "جدھر دیکھتا ہُوں اُدھر تُو ہی تُو ہے" کا عالم ہے۔

اُسی کو حق پہنچتا ہے کہ کہے۔

یہ سُورج کی تابش مرا نُور ہے۔ جہاں جس کے جلوؤں سے معمور ہے ف ۱۲/۱۵
رہے چاند رخشاں مرے نُور سے۔ تو آتش درخشاں مرے نُور سے

جو ہر سمت پاتا ہے میرا ہی نُور۔ مجھی میں جو ہر شے کا دیکھے ظہور ۲۰/۶
کبھی مجھ سے منہ موڑ سکتا نہیں۔ کبھی میں اُسے چھوڑ سکتا نہیں

ف ۱۲/۱۵ سے مراد ہے۔ گیتا کے پندرھویں ادھیائے کا بارھواں شلوک۔ اسی طرح اس مضمون میں ہر جگہ نیچے کے عدد سے ادھیائے کا نمبر مُراد ہے۔ اور اُوپر کے عدد سے شلوک کا نمبر

۳۱/۶ جو کثرت میں وحدت کا دیکھے سماں جو پوچھے مجھے ہوں جو سب میں عیاں
وُہ یوگی رہے گو کسی ڈھنگ میں. مجھی سے ہو واصل وُہ ہر رنگ میں
عالم کا ذرہ ذرہ اُسی سے وابستہ ہے۔ اگر وُہ نہ ہو تو یہ شیرازہ منتشر ہو جائے۔

۷/۷ سُن ارجن نہیں کچھ بھی میرے سوا۔ نہ ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی دُوسرا
پرویا ہے سب کچھ مِرے تار میں۔ کہ ہیرے ہوں جیسے کسی ہار میں
وُہ آنکھ سے نہیں دیکھتا۔ لیکن آنکھ اُس سے دیکھتی ہے وُہ کان
سے نہیں سُنتا۔ لیکن کان اُس سے سُنتے ہیں۔ وُہ زبان سے نہیں بولتا۔ لیکن زبان
اُس سے بولتی ہے وہ سانس سے دم نہیں لیتا۔ لیکن سانس اُس سے دم لیتا
ہے۔ وُہ دل سے خیال نہیں کرتا۔ لیکن دل اُس سے خیال کرتا ہے وُہ آنکھ
کی آنکھ ہے۔ کان کا کان ہے۔ زبان کی زبان ہے۔ جان کی جان ہے۔
اور دِل کا دِل۔

۱۳/۱۳ اُسی کے ہیں سب دست و پا چار سُو۔ اُسی کا ہے رُخ رونما چار سُو
اُسی کی نظر کان سر ہر طرف۔ محیط جہاں سر بسر ہر طرف

۱۴/۱۳ بظاہر نہیں گرچہ اُس کے حواس۔ درخشاں صفات حواس اُس کے پاس
وُہ ہے بے تعلق مگر سب کا رب۔ گُنوں سے بری اور گُن اُس میں سب

خدائی فطرت

اب خدائی فطرت پر غور کرو۔ سانکھیہ فلاسفی کے مطابق دُنیا کی ہر چیز دو مختلف خودمختار ابدی عناصر سے پیدا ہوتی ہے۔ (۱) بیجان پرکرتی (مادہ) سے (۲) جاندار پرش (رُوح) سے۔ لیکن گیتا وحدانیت کی قائل ہے۔ اِس کے مطابق مادہ اور رُوح دونوں ایک ہی پرمیشور کا ظہور ہیں۔ مادہ کو خدا کی اپرا پرکرتی (ادنےٰ فطرت) سمجھو اور رُوح کو پرا پرکرتی (اعلیٰ فطرت) دُنیا کی ہر چیز انہی دونوں سے پرمیشور کی نگرانی میں پیدا ہوتی ہے۔ اپرا پرکرتی (ادنیٰ فطرت) کے عناصر آٹھ ہیں۔

۴/۷ یہ مٹی یہ پانی یہ آگ اور ہوا — یہ آکاش دُنیا پہ چھایا ہُوا
یہ دانش یہ دل یہ خیالِ خودی — ہے ان آٹھ حصوں میں فطرت مری
۵/۷ یہ فطرت تو ادنیٰ ہے سُن اے قوی — مگر میری فطرت ہے اک اور بھی
وُہ فطرت ہے عالی بنے جو حیات — اسی سے تو قائم ہے کُل کائنات

یہ اعلیٰ فطرت رُوحانی فطرت ہے۔ یہی منبع زندگی ہے۔ یہی جیو آتما کی شکل میں نباتات حیوانات سب میں پائی جاتی ہے۔

۲۰/۱۰ سُن اے ارجن میں ہوں آتما بالیقیں۔ جو ہے جانداروں کے دل میں مکیں

میں ہوں تسلسل جہاں اہلِ جہاں ہیں نہاں میں اوّل میں آخر میں ہوں درمیاں

صرف پرکرتی اور پرش ہی خدا کا مظہر نہیں بلکہ ان کے تمام صفات بھی

خدا ہی کا مظہر ہیں۔

۷/۸ میں پانی میں رس چاند سورج میں نور میں ہوں اوم ویدوں میں جس کا ظہور

صدا مجھ کو آکاش میں کر خیال۔ میں مردوں میں مردی ہوں کنتی کے لال

لیکن اس ادنیٰ فطرت (پرکرتی) اور اعلیٰ فطرت (پرش) سے بلند تر خود

پرماتما کی ذات پاک ہے۔ جو انسانی تخیل سے بالا۔ جستجو کی رسائی سے بلند

ظاہر سے مستور اور باطن سے بھی دور ہے۔

۸/۲۰ پرے غیب سے بھی ہے اک ذاتِ غیب۔ وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب

کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے۔ فقط ایک وہی ذات باقی رہے

۲/۱۷ اُسی کو بقا ہے اُسی کو ثبات۔ جہاں پر ہے چھائی ہوئی جس کی ذات

بھلا کس کی طاقت ہے کس کی مجال۔ فنا کر سکے ہستیِ لازوال

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

۹/۴ خفی سے خفی ہے مری ہست و بود | مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود

مجھی میں ہے مخلوق ساری مکیں | مگر میں مکیں خود کسی میں نہیں

لیکن ذاتِ خفی کا سمجھنا آسان کام نہیں۔

۵/۱۲ جو ذاتِ خفی میں لگاتے ہیں دل۔ اُٹھاتے ہیں تکلیف وُہ متصل
کہ ذاتِ خفی کا ہے مشکل شہود۔ خفی کو نہ سمجھیں گے اہلِ وجود

وُہ ذاتِ بالا و برتر ہر ابتدا کی ابتدا اور ہر انتہا کی انتہا ہے بست اور است یعنی حق و باطل یا باقی و فانی دونوں سے بالا ہے۔ وہی محض وہی اس قابل ہے کہ اس کو جانا جائے۔ اسی کے علم کا نام امرت اور آبِ حیات ہے

۱۲/۱۲ سزاوارِ عرفاں ہے وہ پاک ذات۔ کہ ہے علم ہی اس کا آبِ حیات

وُہ بے ابتدا لم یزل ذی حشم۔ نہ ست یا است کہہ سکیں جس کو ہم

نگاہیں اُسی کے جلوے کی متلاشی ہیں۔ کان اُسی کے نغمے سننے کے لئے بیتاب ہیں لیکن جب تک مایا کا پردہ دُور نہ ہو۔ وُہ کیونکر نظر آئے۔ اُس کی میٹھی باتیں کیونکر سُنی جائیں۔

۲۴/۷ میں چشمِ جہاں سے نہاں ہوں نہاں۔ مگر مجھ کو ناداں سمجھ لیں عیاں
وُہ مجھ کو نہیں جانتے بے مثال۔ میری ذات عالی ہے اور بے زوال

خدا ہر چیز پر محیط ہے کوئی چیز اُس سے باہر نہیں۔

۶/۹ ہوا گو چلے زور سے سر بسر   اِدھر سے اُدھر یا اُدھر سے اِدھر

وہ آکاش سے جائے باہر کہاں ۔ سمجھ لو یونہی میرے اندر جہاں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا ہر چیز میں موجود ہے تو کیا وہ قابلِ تقسیم ہے؟ گیتا کا جواب ہے نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ اس کی تقسیم محال ہے

۱۶/۱۳ محال اس کی تقسیم اے ذی شعور ۔ مگر اس کا ہر شے میں حصہ ضرور

سزاوارِ عرفاں وہ پروردگار ۔ فنا و بقا کا اُسی پر مدار

دنیا میں جو کچھ ہے اور ہوگا اس کی اصل اور بیج پرماتما ہے۔

۳۹/۱۰ کروں خلقِ عالم کی ترویج میں ۔ ہوں ارجن ہر اک چیز کا بیج میں

ہے ساکن کوئی یا کہ سیار ہے ۔ مگر مجھ سے باہر نہ زنہار ہے

لیکن جب درخت اُگتا ہے ۔ اُس کا بیج فنا ہو جاتا ہے ۔ یہاں معاملہ برعکس ہے ۔ یہ بیج کبھی فنا نہیں ہوتا ۔

۱۰/۷ سُن ارجن میں ہوں بیج ہر ہست کا ۔ میں وُہ بیج ہوں جو نہ ہوگا فنا

میں دانش ہوں اُنکی جو ہیں ہوشیار ۔ میں تابش ہوں اُنکی جو ہیں تابدار

۱۸/۹ میں آقا میں والی سجن میں گواہ ۔ میں منزل میں مسکن میں جائے پناہ

میں آغاز و انجام و گنج و مقام ۔ میں وُہ بیج ہوں جو رہے گا مدام

وحدت اور کثرت

اگر ہر طرف وحدتِ وجود ہی کا ظہور ہے تو پھر یہ کثرت کیسی؟
اس کا جواب یہ ہے کہ اصل ہر شے کی ایک ہے۔ صرف نام اور رُوپ یعنی صورتِ ظاہری کا فرق ہے۔ کمہار کے پاس وہی مٹی ہوتی ہے۔ کہیں اس سے پیالہ بناتا ہے۔ کہیں صراحی۔ کہیں مٹکا۔ کہیں رکابی۔ کہیں ہنڈیا۔ غور کرو۔ تو سب کی اصل وہی ایک مٹی ہے۔ نام اور رُوپ کا فرق ہے۔ اسی کا نام مایا ہے۔ اسی کو فریبِ نظر۔ موہ۔ جہالت۔ اگیان جو چاہو کہو۔ ارجن سے ارشاد ہوتا ہے۔

۶۱/۱۸ سُن ارجن خدا ہے خدا ہر کہیں۔ خدائی کے دل میں خدا ہے مکیں
وہ سب ہستیوں کو گھماتا ہے۔ وُہ مایا کا چکر چلاتا رہے

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

۶/۴ مری ذات ہے مالکِ کائنات۔ نہ اس کو ولادت نہ اس کو ممات
جو کام اپنی فطرت کو لاتا ہوں میں۔ ظہور اپنی مایا سے پاتا ہوں میں
۳/۱۴ شکم ہے مری قدرت کا مسلہ جو میں تخم ڈالوں تو ہو حاملہ
یہی ہے مہابرہم اصلِ حیات۔ اسی سے ہویدا ہو کُل کائنات
۲۹/۱۳ جو سمجھے کہ دُنیا کی سب ریل پیل ہے مایا کا کرتب ہے مایا کا کھیل

ہے خود آتما پُرسکوں بے عمل ۔ نظر ہے اُسی کی نظر بے خلل

بہ خُدا کی ثنا میں چند اور شلوک ملاحظہ ہوں ۔

۱۶/۱۵ ہے باقی و فانی سے بالا وُہ حق
کہ قائم ہوئے جس سے تینوں طبق
وُہ ہے لافنا سب پہ چھایا ہُوا
وُہ ہر مشہور ہے وُہ پرماتما

۱۷/۱۳ وُہی ذاتِ نُورٌ علیٰ نُور ہے ۔ جو نارکیوں سے بہت دُور ہے
وُہ عرفاں کا حاصل بھی مقصود بھی ۔ وُہ عرفاں بھی ہر دل میں موجود بھی

۲۷/۱۷ جو ہے کچھ نظر تو اُسی کی نظر
نظر میں رہے جس کی پرمیشور
ہے سب جان والوں میں جانی وُہی
کہ فانی میں ہے غیر فانی وُہی

۱۵/۱۳ کسی شے میں جُنبش کسی میں سکُوں
وُہ موجود سب میں درون و بروں
لطیف ایسا احساس معذور ہے ۔ وُہی ہے قریب اور وُہی دور ہے

یہ روحانی گیت جس کا نام شریمد بھگوت گیتا ہے۔ ایسے ہی بلند خیالات سے معمور ہے۔ طالبانِ حق خود ملاحظہ کریں۔ ہاں اتنا یاد رہے کہ اگر فطرتِ یزدانی کی مندرجہ بالا سہ گونہ نوعیت کو مدنظر نہ رکھینگے۔ تو خیالات میں اُلجھن پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ کسی شلوک میں ادنیٰ فطرت (اپراپرکرتی) کی طرف اشارہ ہے۔ تو کسی میں عالی فطرت (یعنی پراپرکرتی) کی طرف اور کسی میں ہر دو سے بالا ذاتِ باری (پرماتما) کا ذکر ہے۔ جو صفات سے بالا (نِرگُن) ہے۔ اسی لئے اس نازک مضمون کو سوچکر پڑھنے کی ضرورت ہے اور پڑھنے سے زیادہ اس پر غور کرنے کی :

آتما (رُوح)

پرماتما اخدام کے صحیح تصوّر کے بعد خود انسان کا صحیح تصوّر ہونا بھی ضروری ہے جسطرح پرماتما کی فطرت کو تین رنگوں میں دیکھ چکے ہو یعنی اپراپرکرتی (ادنیٰ فطرت) پراپرکرتی (اعلیٰ فطرت) اور پرمیشور اسی طرح انسان کی فطرت کا حال ہے۔

(۱) پیکر کثیف یعنی تن یہ انسان کی ادنیٰ فطرت ہے۔

(۲) پیکر لطیف یعنی حواس من عقل وغیرہ یہ اس کی اعلیٰ فطرت ہے۔

(۳) آتما یعنی رُوح یہ وہ اصل چیز ہے جس کا نام انسان ہے۔

تن فانی، ہر لمحہ تغیّر ہونے والا، بچپن میں کچھ، جوانی میں کچھ، بڑھاپے میں کچھ، اسی کو سب کچھ سمجھنا نادانی ہے۔

من، حواس، عقل وغیرہ لباس کی طرح ہیں جن میں آتما ملبوس ہے، یہ آتما کی طرح لازوال نہیں۔

آتما (رُوح) یہ قائم، دائم، باقی، بچپن میں بھی وہی، جوانی میں بھی وہی، بڑھاپے میں بھی وہی، بے تغیّر بسیط یہی اصل چیز ہے۔
انسان نہ تن کا نام ہے نہ من کا۔ یہ اسی آتما (رُوح) کا نام ہے۔
اور یہ رُوح لازوال ہے۔

شری کرشن اُرجن سے فرماتے ہیں۔

۱۲/۲ ازل سے تھی موجود ہستی مری ۔ ازل سے تھی موجود ہستی تری
یہ راجے سبھی اور یہ خلقت تمام ۔ ہمیشہ سے ہیں اور رہیں گے مدام
۱۶-۱۷/۲ بسائے ہیں سب آتما نے وجود ۔ وہ قائم ہے دائم ہے اور بے حدود

ہے فانی بدن آتما لازوال۔ پھر ارجن ہے کیوں جنگ میں قیل وقال

آتما (روح) پر حادثات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

٢٣/٢ کٹے گی نہ تلوار سے آتما — جلے گی کہاں نار سے آتما
نہ گیلی ہو پانی لگانے سے یہ — نہ سوکھے ہوائیں سکھانے سے یہ

٢٤/٢ نہ کٹ ہی سکے اور نہ جل ہی سکے — نہ سوکھے نہ پانی سے گل ہی سکے
قدیم اور اٹل بھی ہے دائم بھی ہے — محیطِ جہاں بھی ہے قائم بھی ہے

آتما (روح) کو موت نہیں آتی۔

٢٠/٢ جنم اس کو لینا نہ مرنا اسے — نہ آکر جہاں سے گزرنا اسے
انادی ولادت تغیر سے پاک — یہ مرتی نہیں گو بدن ہو ہلاک

١٩/٢ کبھی خون کرتی نہیں آتما — کبھی خود بھی مرتی نہیں آتما
نہ قاتل ہے یہ اور نہ مقتول ہے — جو ایسا سمجھتا ہے مجہول ہے

٣٠/٢ جو ہے سب کے تن میں مکیں آتما — یہ دائم ہے فانی نہیں آتما
جو اس پر یقیں ہے تو بھارت کے لال — نہ کر اہلِ ہستی کا رنج و ملال

٢٥/٢ نہیں آتما کو تغیر زوال — حواس اس کو پائیں نہ پہنچے خیال
تجھے آتما کا جو یہ گیان ہے — تو پھر کس لئے غم سے ہلکان ہے

تناسخ

یہاں گیتا وہ نقطۂ نظر پیش کرتی ہے جو اسلامی اور اکثر دیگر مذاہب کے نقطۂ نظر سے مختلف ہے۔

۲۲/۲ بدلتا ہے انساں لباسِ کُہن — نیا جامہ کرتا ہے پھر زیبِ تن
اسی طرح قالب بدلتی ہے رُوح — نئے بھیس میں پھر نکلتی ہے رُوح

۱۳/۲ کرے رُوح جیسے تغیر بغیر — لڑکپن جوانی بڑھاپے کی سیر
نئے تن میں پھر ویسے ہو گی مکیں — اگر دل ہے مضبوط چنتا نہیں

آتما (رُوح) کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔

۴۲/۳ حواس آدمی کے ہیں اعلیٰ تمام — مگر ان سے اُونچا ہے من کا مقام
ہے من سے بڑا مرتبہ عقل کا — مگر عقل سے بڑھ کے ہے آتما

آتما پرماتما ہی کا انس (جزو) ہے۔ اس کا تعلق من اور حواس کے ساتھ کیا ہے یہ بھی ملاحظہ ہو۔

۷/۱۵ مِری آتما ہی کا جزوِ قدیم — بنے رُوح ہو اہلِ جاں میں مقیم
جو مایا میں لپٹے ہیں من اور حواس — یہی رُوح کھینچے انہیں اپنے پاس

۸/۱۵ جہاں الشور یعنی جیو آتما ۔ ہو اِک تن میں داخل اور اِک سے جُدا
تو ساتھ اپنے لے جائے من اور حواس ۔ صبا جیسے لے جائے پھولوں کی باس
۱۰/۱۵ مسافر جو آیا جو آ کر گیا ۔ جو لُطف اِن گنوں کے اُٹھا کر گیا
نہیں اس کو گمراہ پہچانتے ۔ ہیں اہلِ بصیرت فقط جانتے
۲۹/۲ کوئی آتما سے تعجب میں آئے ۔ کوئی بات حیرت سے اسکی سُنائے
کوئی ذکر سُن سُن کے حیران ہے ۔ مگر سُن سُنا کر بھی انجان ہے

پرکرتی (مادی دُنیا)

جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ فطرتِ ایزدی کا سب سے ادنیٰ مظہر مادی دُنیا ہے ۔ اسی کو نیچر یا مایا کہتے ہیں۔ یہ تین عناصر سے مرکب ہے اور انہی کی ترکیب اور باہمی کشمکش پر عالم کی تمام نیرنگیوں کا دارومدار ہے۔ اِن عناصر کے نام یہ ہیں۔

(۱) ستوگن (۲) رجوگن (۳) تموگن

ستوگن کو صفاتِ عُلوی سمجھو۔ ان کا رجوع بلندی اور ترقی کی طرف ہے۔ یہ صفات انسان کو نیکی اور خدا کی طرف لے جاتی ہیں۔

رجوگن کو صفاتِ جذباتی کہو۔ ان کا مقصد حرکت۔ جدوجہد اور کشمکش ہے۔ یہ صفات انسان کو کاروباری اور کامیاب دُنیادار بناتی ہیں۔

تموگن کو صفاتِ سفلی کہو یہ انسان کو گناہ اور پستی کی طرف لے جاتی ہیں۔ آتما جب تن کے پنجرے میں آتی ہے۔ اور مایا کے پردے میں چھپ جاتی ہے تو یہی جیو آتما یا رُوح انسانی کہلاتی ہے۔ ان گُنوں کا اثر جیو آتما کو پابند کرنا اور اُس کی آزادی میں خلل ڈالنا ہے۔

۵/۱۲۱ نمودار مایا سے ہوں تین گُن	ستوگن رجوگن تموگن یہ سُن
جو ہے لافنا رُوح تن میں مکیں	یہ گُن قید کرتے ہیں اُسکو وہیں
۶/۱۲۲ ستوگن کی فطرت ہے پاکیزہ نور	نہ عیب اس میں ارجن نہ کوئی قصور
کرے رُوح کو شوقِ راحت سے قید	کرے رُوح کو ذوقِ دانش کا صید
۷/۱۲۳ رجوگن کی فطرت ہے جذباتی	ہے جینے کا شوق اسکو اور تشنگی
یہ ذوقِ عمل کا بناتی ہے جال	کرے رُوح کو قید کُنتی کے لال
۸/۱۲۴ تموگن جہالت کی اولاد ہے	کب اس سے مکین تن کا آزاد ہے

کرے قید دھوکے سے بیمار اسے۔ کرے خواب و غفلت سے غارت اسے

اِس لئے انسان کی زندگی کا مقصد جیو آتما کو گنوں کی قید سے رہائی دلانا ہے۔ تموگن کی وجہ سے رُوح جہالت اور موہ کے جنجال میں پھنسی ہو تو رجوگن کی طرف ترقی کرے۔ رجوگن کے غلبہ سے دنیوی کاروبار میں انہماک ہو تو ستوگن کی طرف بڑھے۔ ستوگن کی وجہ سے مسرت اور ذوقِ دانش کا شوق ہو تو عرفان باری کی مدد لے کر اُس سے بھی پار نکل جائے۔ اور واصل بحق ہونے کی کوشش کرے۔ کیونکہ آتما کا انتہائے کمال پرماتما سے وصال ہے۔ اسی کا نام موکش ہے۔ اسی کا نجات۔

۲۰/۱۴ بدن کا ہے تینوں گنوں پر مدار۔ مکین بدن گر کرے اُن کو پار
وُہ چکھتا ہے امرت وُہ پاتا ہے سُکھ
نہ جینا نہ مرنا نہ پیری نہ دُکھ

۲۵/۱۴ نہ ذِلّت کی پروا نہ عِزّت کی بُھوک
کرے دوست دشمن سے یکساں سلُوک
غرض تیاگ دے مجھ پہ سب کاروبار۔ سمجھ لو گنُوں سے وُہ ہوتا ہے پار

١٧/١٤ ستوگن سے عرفاں کا پیدا ہو نور۔ رجوگن سے حرص و ہوا کا ظہور
تموگن سے دھوکا بھی غفلت بھی ہو۔
طبیعت پہ غالب جہالت بھی ہو

١٨/١٤ ستوگن سے جائیں سُوئے آسماں۔ رجوگن سے لٹکے رہیں درمیان
تموگن کا گُن ہے جو سب سے رذیل۔ یہ پستی میں ڈالے یہ کر دے ذلیل

نجات کے تین راستے

جب مادی دُنیا میں پھنسی ہُوئی جیو آتما کا منتہائے نظر پرماتما سے جا ملنا ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ اس منزلِ مقصود (یعنی نجات) تک پہنچنے کے لئے کونسے راستے اختیار کرنے چاہئیں یہ راستے تین ہیں۔
(١) کرم مارگ (راہ عمل) (٢) بھگتی مارگ (راہِ عشق و محبت) (٣) گیان مارگ (راہِ عرفان)

(١) کرم مارگ (راہِ عمل)

گیتا کا مسلک یہ ہے کہ ہر عمل کی جزا ملنا لازمی ہے۔ انسان جو بھی کام کرتا ہے۔ اس کا اثر اُس کے ذہنی اوصاف یا گنوں پر پڑتا ہے

مرنے پر یہ گنوں کا مجموعہ اس کی جیوآتما (روح) کے ہمراہ جاتا ہے اور اُسی کے مطابق اسکی روح کو بری یا بھلی جونی میں جانا پڑتا ہے۔ اسکی روح جس قدر ارتقائی منازل طے کر چکی ہوگی۔ اُسی قدر اعلیٰ جُونی اس کو حاصل ہوگی۔ اس لئے نجات کے لئے اعمالِ صالح ضروری ہیں۔

بعض لوگ ترکِ عمل (سنیاس) کو راہِ نجات سمجھتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے نہ کرم ہونگے نہ ان کی سزا و جزا کی وجہ سے تناسخ کے چکر میں جانا پڑیگا گیتا اس کو پسند نہیں کرتی۔

۴/۲ کہ انساں کبھی ترکِ اعمال سے رہا ہو نہ کرموں کے جنجال سے
فقط ترکِ اعمال سے ہے محال کہ حاصل کسی کو ہو اوجِ کمال

عمل اور حرکت قانونِ فطرت ہے۔ مثلاً اگر دورانِ خون ہی بند ہو جائے تو انسان ایک پل زندہ نہیں رہ سکتا۔

۵/۳ جہاں میں نہ دیکھو گے تم ایک پل
کہ کوئی بھی فارغ ہے اور بے عمل
سبھی کام کرنے پہ مامور ہیں
گنوں ہی سے فطرت کے مجبور ہیں

۲۲/۳ مجھے دیکھ دُنیا کا دینا ہے کچھ
نہ تینوں جہانوں سے لینا ہے کچھ
کمی کچھ نہیں گو مجھے زینہار
مگر پھر بھی رہتا ہوں مصروفِ کار
۱۶/۴ سُن اب مجھ سے کرموں اکرموں کا راز
نہ دانا بھی جن میں کریں امتیاز
بتاتا ہوں کرموں کا رستہ تجھے
جو آزاد کر دے گا سنسار سے

جب عمل کے بغیر چارہ نہیں تو پھر انسان کیسے اعمال کرے کہ سزا و جزا سے بچا رہے؟ اس کا جواب گیتا نے یہ دیا ہے کہ وُہ

نشکام کرم

کرے یعنی (۱) اپنے فرائض بجا لائے (۲) جو کام کرے خدا کے لئے کرے (۳) کسی کام سے اجر و انعام کی توقع نہ رکھے اور نہ اسے اجر و انعام کے لالچ سے کرے یا دوسرے الفاظ میں بھگوت ارپن بُدھی سے سب

کام کرے یعنی سب کام فی سبیل اللہ کرے یہی سب سے اُونچا گینا کا نشکام کرم ہے۔

سب سے پہلے انسان کو چاہئے وُہ فرائض ادا کرے جو اسکی اپنی ذات۔ اپنے اہل وعیال۔ اپنے سماج۔ اپنے وطن۔ بنی نوع انسان یا دیگر حیوانات سے متعلق ہیں۔ کیونکہ فرض کی تعمیل عینِ عبادت ہے۔

۴۶/۱۸ وہی ذات جس سے خُدائی ہوئی
جو سارے جہاں پر ہے چھائی ہوئی
اُسی کی پرستش ہے تعمیلِ فرض
ہے تکمیلِ انساں کی تکمیلِ فرض

۸/۳ جو ہے فرض تیرا کر اس پر عمل
کہ ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل
عمل چھوڑ دینے ہوں تجھ کو تمام
تو مشکل ہے تیرے بدن کا قیام

۲۔ ہر کام خدا کے لئے کرو۔ ہر کام کو یگیہ (قربانی) سمجھ کر کرو اور کسی کام سے پھل کی توقع نہ رکھو۔

۴۷/۲ تجھے کام کرنا ہے او مردِ کار
نہیں اس کے پھل پر تجھے اختیار
کئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اس کا پھل
عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل

صحیح لائحہ عمل یہ ہے کہ فاعلِ حقیقی خدا کو سمجھو۔ تم اُسی کے ہاتھ ہو جو کام کر رہے ہو۔ تم اُسی کی آنکھ ہو جو دیکھ رہے ہو۔ تم اُسی کے کان ہو جو سُن رہے ہو۔ تم اُسی کے پاؤں ہو جو چل رہے ہو۔ کام تمہارا نہیں کام خدا کا ہے۔ کام تم نہیں کر رہے۔ خدا کر رہا ہے۔ فطرت کر رہی ہے۔ فطرت کے گُن کر رہے ہیں۔ تم اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دو جو کام وہ تم سے کرا رہا ہے کئے جاؤ۔ تمہارے دل میں کام سے وابستگی نہ ہو۔ اگر تم کام کو اس کے پھل کے لئے نہ کرو گے تو تمہارا عمل بھی عینِ ترکِ عمل ہو جائے گا۔ تم جزا اور سزا سے بری ہو جاؤ گے اور تم پر اس کرم کا کوئی اثر نہ ہو گا۔

۱۸/۴ وہ انساں جو دیکھے اکرموں میں کرم
اکرم اس کو آئے نظر عین کرم

وہ لوگوں میں دانا ہے اور ہوشیار
وہ یوگی ہے گو سب کرے کار و بار

اگر تم خود کو فاعل سمجھتے ہو تو تم غلطی پر ہو۔ تمہارے دل میں خودی ہے۔ تمہاری عقل جہالت میں پھنسی ہے۔

۲۷/۳ یہ دُنیا کی رونق یہ کاموں کی دُھن
سبب اس کا اصلی ہیں فطرت کے گُن
مگر جس کے دل میں اہنکار ہے
سمجھتا ہے خود کو کہ مختار ہے

کام کرو۔ لیکن خدا کا کام سمجھ کر۔ اپنی ذات کو بے تعلق کر کے جیسے کنول کا پتہ پانی میں رہ کر بھی خشک رہتا ہے۔

۱۰/۵ رہے بے تعلق کرے جب عمل
خدا ہی کی خاطر کرے سب عمل
خطا سے ہمیشہ رہے گا بری
کنول کے نہ پتے پہ ٹھہرے تری
۱۲/۵ جو یوگی ہے سرشار چھوڑے گا پھل

سکونِ ابد لائیں اس کے عمل
جو ہوگی نہیں وہ ہوس کا فقیر
رہے پھل کی خواہش میں ہر دم اسیر

۹/۴ عمل جس قدر بھی ہیں یگ کے سوا
وہ دنیا کو بندھن میں رکھیں سدا
کئے جا تو سب کام یگ جان کر
لگاوٹ نہ رکھ اور نہ پھل پر نظر

ایثار اور قربانی فطرت کا قانون ہے۔ پتھر پس پس کر خاک ہو جاتے ہیں۔ تا کہ نباتات کی خوراک بن سکیں نباتات حیوانات کی خوراک بنتے ہیں حیوانات حیوانات کی۔ اسی قانون کے تحت میں انسان کو انسان کیلئے ایثار اور قربانی سے دریغ نہ کرنا چاہئے۔ یہ ہے ترکِ عمل۔ یہ ہے سنیاس۔

۲۷/۹ فقط میری خاطر تو ہر کام کر
ہَوَن دان دے سب مرے نام پر
ترا کھانا پینا ہو میرے لئے
ترا تپ سے جینا ہو میرے لئے

۲۸/۹ کٹیں گے یہ کرموں کے بندھن تمام
نہ ہوگا بُرے یا بھلے پھل سے کام
جو تو پاک دل ہو کے سنیاس پائے
تو آزاد ہو کر مرے پاس آئے

پس انسان کو دُنیا میں نائب الٰہی ہو کر رہنا چاہیئے۔ اس پر لازم ہے کہ جو کام کرے خدا کے لئے کرے خودی سے دور رہے۔ خود کو خدا کی طرف سے ماموُر سمجھے اور کوئی کام محض دنیوی فائدے کو مدِ نظر رکھ کر اور ہوا و ہوس (لالچ) کی خاطر نہ کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے دل کو چین اور من کو شانتی حاصل ہوگی اور وہ وصالِ ذاتِ باری حاصل کر سکے گا۔

یگیہ، تپ اور دان

دل کی اِس ستوگنی کیفیت کے ساتھ ہی یگیہ (نذر و نیاز) بکار آمد ہو سکتے ہیں۔ ورنہ محض بیکار ہیں۔

۱۱/۱۷ وہی ہے ستوگن کا یگ بالضرور
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں فتور

عمل شاستر کی رعایت سے ہو

عبادت عبادت کی نیّت سے ہو

یگیہ کرنے والا وہی بہتر ہے۔ جس کے خیال بلند ہیں۔

جو کریا میں دیکھے خدا ہی خدا ۲۴/۴

ہے اگنی خدا اور ہوی بھی خدا

ہَوَن اور ہَوَن کرنے والا وُہی

خُدا سے جُدا وُہ نہ ہوگا کبھی

اِسی طرح تپ (ریاضت) میں ریاکاری اور ظاہر داری مفید نہیں

ریاضت دکھاوے کی گرجی کو بھائے ۱۸/۱۷

کہ لوگوں میں عزّت ہو پُوجا کرائے

ریاضت وُہ چنچل ہے ناپائدار

کہ اس کو رجوگن ریاضت شمار

سخاوت وہی اچھی ہے جو بے دلی سے نہ کی جائے جس سے بدلے

کی توقع نہ ہو جو مستحق لوگوں کو دی جائے اور جن کو دان دیا جائے

اُن کو ذلیل نہ سمجھا جائے۔

٢١/١٧ ہو احساں سے بدلے کی خواہش اگر
سخاوت میں پھل پر لگی ہو نظر
اگر بے دلی سے کوئی دان دے
رجوگن سخاوت اُسے جان لے

٢٢/١٧ اگر نامناسب ہے وقت اور مقام
اسے دان دیں جس کو دینا حرام
جو لے اس کی ذلت کریں دل دکھائیں
تموگن سخاوت اسی کو بتائیں

اس پاکیزہ اخلاق کی تعلیم کے لئے ۱۷ویں اور ۱۸ویں ادھیائے خاص طور پر ملاحظہ ہوں۔

(۲) بھگتی مارگ راہِ عشق و محبت

راہ عشق و محبت میں پہلا قدم اپنے من پر قابو پانا یعنی ہوا و ہوس کو چھوڑ دینا ہے محسوسات کی محبت اور ان سے لگاؤ دور کرکے تمام تر توجہ پرماتما کے دھیان میں لگا دینے سے بھگتی حاصل ہو سکتی ہے۔

۵۳/۴ ذرا سا بھی جسے کوئی چھوئے کو چھیڑ
تو لیتا ہے فوراً سب اعضا سکیڑ
سکیڑے جو ہر شے سے اپنے حواس
وُہ ہے قائم العقل اے حق شناس

فانی کی محبت کا نتیجہ جُدائی ہے جو سُکھ اس سے حاصل ہوتا ہے اس کا نتیجہ دُکھ ہے۔

۱۲/۵ تعلق سے پیدا جو ہوتا ہے سُکھ
اسی سے نمایاں ہو آخر میں دُکھ
جو سُکھ کا بھی آغاز و انجام ہے
تو دانا کہاں اس سے خوش کام ہے

لیکن محسوسات سے بے تعلقی کا یہ مطلب نہ ہو کہ لذاتِ دُنیوی سے بظاہر الگ رہے مگر دل میں ان کی تمنا رکھے۔

۵۹/۲ کرے نعمتیں ترک پرہیز گار
مگر شوقِ لذت سے ہو بے قرار
اُسے ترکِ لذت کی لذت ملے

جیسے دیدِ باری کی دولت ملے

جب انسان کی محبت کا مرکز ذاتِ باری تعالےٰ ہو جائے تو ماسوا کی اُلفت دِل سے دُور ہو جاتی ہے۔ جہاں باقی سے عشق ہو وہاں فانی کے لئے جگہ نہیں رہتی۔ اسی کا نام تیاگ ہے اسی کا نام ترکِ دُنیا۔

۳۴/۹ جما دھیان مجھ میں ہو مُجھ پر فِدا
تو کریگ تو میرے لئے سر جھُکا
اگر یوگ میں دِل لگائے گا تُو
میں مقصود ہوں مجھ کو پائے گا تُو

یہ مقام عبادت ہے۔ دلی خلوص اور سچی محبت سے اِنسان خُدا تعالیٰ کی پرستش کرے کیونکہ اصل عبادت یہی ہے۔

۶۵/۱۸ لگا مجھ میں دل بھگت ہو جا مرا
تو کریگ مرے سامنے سر جھُکا
مُجھے تجھ سے مُجھ سے تجھے پیار ہے
مرا وصل کا تجھ سے اقرار ہے

عبادت کیلئے سب راہیں کھُلی ہیں جو طریق تم کو پسند ہے اسی طریق

سے عبادت کرو۔ یہاں تو خلوص کی ضرورت ہے۔ رسوم کی نہیں۔ تمام مذاہب کی منزل ایک ہی ہے یعنی قرب باری تعالیٰ۔ اسلئے کسی ایک راہ کی قید نہیں

مرے پاس جس راہ سے لوگ آئیں ۱۱/۴
مَیں راضی ہوں ارجن مُراد اپنی پائیں
اُدھر سے چلیں یا اِدھر سے چلیں
مرے سب ہیں رستے جدھر سے چلیں

بُت پرستی

بے سمجھ آدمی صرف میرے مظاہر کی پُوجا کرتے ہیں۔ کوئی دیوتاؤں کو پُوجتے ہیں۔ کوئی بھُوتوں کو۔ لیکن عارف لوگ خاص میری ذات بے نشاں کی عبادت کرتے ہیں۔ جو جس کی پُوجا کرے گا اُسی تک پہنچے گا۔ جو میرا بھگت ہو گا۔ مجھ سے واصل ہو گا۔

ہوا و ہوس سے جو مجبُور ہیں ۷/۲۰
ہوئے گیان سے اُن کے دل دُور ہیں
نکالیں طبیعت سے پُوجا کی رِیت
کریں دوسرے دیوتاؤں سے پریت

۲۵/۹ مناتیں جو پتروں کو پتروں تک آئیں
جو بھوتوں کو پوجیں وُہ بھوتوں کو پائیں
صنم کے پجاری صنم سے ملیں
ہمارے پرستار ہم سے ملیں

جو لوگ بہشت کی خاطر عبادت کرتے ہیں یا دیوتاؤں کو پوجتے ہیں وُہ گویا تجارت کرتے ہیں۔ وُہ بہشت میں ضرور پہنچیں گے لیکن اپنے اعمال کا اجر پا کر کچھ عرصے میں ان کا نیکی کا سرمایہ ختم ہو جائیگا اور وُہ پھر دنیا میں واپس آئیں گے۔ اور از سرِ نو ارتقائی منازل طے کریں گے۔

۲۰/۹ جنہیں تینوں ویدوں میں ہے دسترس
وُہ جنّت کے طالب پئیں سوم رس
پرستار میرے یہ معصوم لوگ
ملے ان کو جنّت میں دیوؤں کا بھوگ

۲۱/۹ فضاؤں میں جنّت کی خوشیاں منائیں
مگر ہو کے خالی یہیں لوٹ آئیں
مُراد اپنی ویدوں سے پاتے رہیں۔ وُہ آتے رہیں اور وُہ جاتے رہیں

بھگتی کے لئے ذات پات کی کوئی قید نہیں - یہ ضروری نہیں کہ صرف برہمن یا پنڈت یا کشتری ہی عبادت کر سکتے ہیں۔ بلکہ ویش ہو، شودر ہو، عورت ہو، خدا کی راہ سب پر کھلی ہے۔

۳۰/۹ کوئی آدمی گرچہ بدکار ہے
مگر میرا دل سے پرستار ہے
اُسے بھی سمجھ لے کہ سادھو ہے وُہ
ارادے میں نیکی کے یکسُو ہے وُہ

۳۱/۹ وُہ دھرماتما جلد ہو جائے گا
قرار و سکوں دائمی پائے گا
سمجھ دل سے یہ بات کُنتی کے لال
مرا بھگت پائے نہ ہرگز زوال

۳۲/۹ بشر پاپ کے پیٹ سے ہو کوئی
وُہ ہو شودر یا ویش یا اِستری
مجھے آسرا جب بنائے گا وُہ
تو اعلیٰ منازل پہ جائے گا وُہ

بھگت کون ہے اور بھگتی کیا ہے۔ اس کے لئے بارھواں اُدھیائے مطالعہ کرو۔ یہاں اس میں سے چند شلوک درج کئے جاتے ہیں۔

15/12 جو دُنیا کو آزار دیتا نہیں
جو دُنیا سے آزار لیتا نہیں
بری بغض و عیش و غم و خوف سے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

18/12 برابر جسے دوست دشمن تمام
نہ سُکھ دُکھ نہ عزّت نہ ذِلّت سے کام
ہو گرمی کہ سردی جسے ایک سی
لگن ہو کسی سے نہ جس کی لگی

19/12 برابر ہوں جس کے لئے مدح و ذم
وُہ کم گو نہ جس کو غم بیش و کم
قوی دل کا آزاد گھر بار سے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

(۳) گیان مارگ (راہِ عرفان)

انسانوں کی فطرت مختلف ہوتی ہے۔ بعض میں جوشِ عمل کا غلبہ ہوتا ہے۔ اُن کے لئے خدا تک پہنچنے کا بہترین رستہ کرم یوگ ہے وُہ نشکام کرم کریں یعنی بے لوث اور بغیر لالچ کے ہر کام کو خُدا کا کام سمجھ کر کریں یہی اُن کے لئے راہ نجات ہے۔

بعض انسانوں میں فطرتاً عشق و محبّت کا ولولہ ہوتا ہے اُن کی طبیعت جذباتی ہوتی ہے۔ اُن کے لئے بھگتی یوگ اور خالص عبادات ہی راہِ نجات ہے۔

گیان سے مراد ہے معرفتِ الٰہی۔ ایسے لوگوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ وُہ حقیقتِ ذاتِ باری پر غور کریں۔ پرماتما اور آتما کے راز کو سمجھیں۔ دُنیا و مافیہا کی کثرت میں وحدت کی تلاش کریں یہی اُن کو معراجِ کمال تک پہنچانے کے لئے کافی ہوگا۔

نظر آئے جس گیان سے برملا ۲۰/۱۸
ہر اک میں وہی ہستیِ لا فنا

جو کثرت میں وحدت کی پہچان ہے

تو عین ستوگن یہی گیان ہے

جسے آئے کثرت میں وحدت نظر ۳۰/۱۴

کہ ہر رنگ میں ہے وہی جلوہ گر

جو وحدت سے کثرت کا سمجھے ظہُور

خُدا سے ہو واصل وہی بالضرور

ایسے گیانی (عارف) پر تناسخ کا کوئی اثر نہیں۔

اگر آتما کو کوئی جان لے ۲۳/۱۴

گنوں اور مایا کو پہچان لے

رہے جیسے چاہے وُہ جس حال میں

نہ آئے تناسخ کے جنجال میں

مساوات

گیانی کو جب عرفانِ باری حاصل ہو جاتا ہے تو اس کیلئے ہر طرف ایک ہی پرماتما کا ظہور نظر آتا ہے اسی لئے وہ سب جانداروں کی مساوات کا قائل ہوتا ہے۔ برہمن اور چنڈال کو ایک جیسا سمجھتا ہے سب کے

دُکھ سُکھ میں شریک ہوتا ہے اسکا دل ہمدردی کا سرچشمہ اور رحمت کا منبع ہو جاتا ہے

۵/۱۸ جو ہے یکساں نظر اُس کو آئے
وہ ہو کوئی کُتا کہ ہاتھی کہ گائے
کوئی برہمن عالم و بُرد بار
کہ چنڈال ناپاک مُردار خوار

۶/۹ وُہ یوگی ہے افضل جسے ہوں سب ایک
سگے دوست بے لاگ احباب نیک
ہوں ثالث کہ دُشمن دلآزار ہوں
وُہ دھرماتما ہوں کہ بدکار ہوں

۶/۳۲ سُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی سُکھ
دُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی دُکھ
جو سب کو کرے اپنے جیسا خیال
سُن ارجن کہ یوگی ہے وُہ باکمال

گیانی (عارف)

جس کو گیان حاصل ہو جائے اُسکی دُنیا ہی نرالی ہو جاتی ہے

وُہ دن رات خدا کے خیال میں مست رہتا ہے۔ اُس کے دل میں سکون ہوتا ہے۔ سُکھ دُکھ کا اُس پر اثر نہیں ہوتا۔

۶۹/۲ جسے رات کہتی ہے دُنیا تمام
نگاہوں میں عارف کی دن ہے مدام
جو دن اہلِ عالم کے نزدیک ہے
وُہ عارف کی شب ہے کہ تاریک ہے

۲۰/۵ وُہ عارف خدا میں رہے استوار
نہ اُلجھن جسے ہو نہ دل بے قرار
مسّرت جو پائے تو شاداں نہ ہو
مضّرت جو پہنچے پریشان نہ ہو

۷۰/۲ سمندر میں غائب ہوں دریا ہزار
رہے گا وُہ لبریز اور باوقار
سب ارماں ہوں گم جن کے سینے میں بس
وُہی پائیں راحت نہ اہلِ ہوس
عارف کو دل کی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

جو عقلِ ارادی رہے مستقل ۴۱/۲
تو یکسو ہو اور پُختہ انسان کا دِل
ارادہ ہو جس کا نہ سُلجھا ہوُا
رہے گا خیالوں میں اُلجھا ہوُا

جہاں غم ہے باقی نہ کچھ سوگ ہے ۲۳/۶
یہی یوگ ہے ہاں یہی یوگ ہے
اسی یوگ میں دل یقیں سے جماؤ
اسی یوگ سے تم عقیدت دکھاؤ

رکھ ارجن تو دِل یوگ میں استوار ۴۸/۲
تو کر بے لگاوٹ عمل اختیار
نہ جیتے کی شادی نہ ہارے کا سوگ
کہ دِل کے توازن کا ہے نام یوگ

من انسان کا چنچل ہے اور بے قرار ۲۶/۶
رہے دوڑتا بھاگتا بار بار
وُہ بھاگے تو باگ اُسکی جھٹ موڑ دے

حفاظت میں پھر روح کی چھوڑدے

عارف میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں۔ دیکھو تیرھواں ادھیائے شلوک ۷ تا ۱۱۔

گیان (عرفان) حاصل کرنے سے انسان کے اعمال نرالے رنگ کے ہو جاتے ہیں وُہ سرتاپا چشمۂ رحمت بن جاتا ہے اور اُس کے ذریعہ سے خُدائی فیضان تمام مخلوق کو پہنچنے لگتا ہے۔ اعمال کی سزا و جزا کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں اس کے تمام اعمال جل جاتے ہیں۔

۳۷/۴ سُن ارجن جو انبارِ خاشاک ہے
لگے آگ اس میں تو سب خاک ہے
یونہی گیان اگنی سے جاتے ہیں جل
بُرے ہوں عمل یا بھلے ہوں عمل

اس کی وجہ یہ ہے :۔

۳۵/۴ جو ارجن ملے گیان اُلجھن ہو دُور
تو ہو اس حقیقت کا تجھ پر ظہور
کہ سارا جہاں ہے تری ذات میں

تری ذات یعنی مری ذات میں

عارف کو کیا اجر ملتا ہے۔ یہ بھی ملاحظہ ہو۔

جو انساں کرے خواہشیں دل سے دور ۷۱/۲
ہوس کا نہ ہو جس کے دل میں فتور
نہ اس میں خودی ہو نہ ہو میر تیر
سکوں اس کو حاصل ہے دل اس کا سیر
یہی ہے مقامِ وصالِ خدا ۷۲/۲
جہاں آ کے ہوں سب توہم فنا
دمِ واپسیں بھی جو یہ گیان ہو
تو حاصل اسے برہم نروان ہو
مہا آتما مجھ سے پا کر وصال ۱۵/۸
رہیں پُرسکوں لے کے اوجِ کمال
حلول و تناسخ نہ دورِ حیات
فنا و مصیبت سے پائیں نجات
جو یوگی رہے یوگ میں استوار ۲۸/۶

گناہوں سے دامن نہ ہو داغ دار
اُسی کو ملے نعمتِ بیکراں
کہ پائے وصالِ خدائے جہاں

فوق البشر انسان (SUPERMAN)

آخر میں ہم چند شلوک ایسے درج کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ گیتا کس قسم کے فوق البشر انسان پیدا کرنا چاہتی ہے۔

جو سُکھ سے سکھی ہو نہ دُکھ سے دُکھی ۵۶/۲
نہ خوف اُس کو آئے نہ غصّہ کبھی
نہ جذبوں کے جنجال میں آئے وُہ
مُنی قائم العقل کہلائے وُہ

بُرائی جو پہنچے تو نالاں نہ ہو ۵۷/۲
بھلائی جو پائے تو شاداں نہ ہو
کسی سے تعلق نہ اُس کو لگاؤ
یہی قائم العقل کا ہے سبھاؤ

مساوات میں دل لگائے ہوئے ١٩/٥
جسم پر وہ قابو ہے پائے ہوئے
ہے بے عیب و یکساں جو ذاتِ خدا
رہے ذات میں اُس کی قائم سدا

نہ اشیائے ظاہر سے اُس کو لگن ٢١/٥
ہے آنند سے آتما میں مگن
جو برہم یوگ ہی سے سروکار ہے
دوامی مسّرت میں سرشار ہے

نہ غصّہ ہے جس میں نہ رنگِ ہوس ٢٦/٥
خیال و طبیعت پہ ہے جس کا بس
بلا آتما کا جنہیں گیان ہے
اُنہیں ہر طرف برہم نروان ہے

اُوپر کی سطور میں ناچیز مترجم نے گیتا کے مطالعہ کے لئے فلسفہ کی الجھنوں اُور علمی مباحث سے قطع نظر کر کے سیدھے سادے الفاظ

میں گیتا کی تعلیمات کا اظہار کر دیا ہے۔ بوجہ قلّت گنجائش بہت سے نکات درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ غور سے مطالعہ کرنے والے کے لئے اس مختصر سی کتاب میں سینکڑوں ہزاروں اسرار موجود ہیں جن کے سمجھنے کے لئے استعداد توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔

ناظرین بغور مطالعہ کریں اور اپنی بساط کے مطابق عرفان حاصل کریں کیونکہ حصولِ عرفان ہی مقصدِ زندگی ہے۔

شُکریّہ

آخر میں مجھے سوامی ۱۰۸ شری امرانند جی سرسوتی بانی آل انڈیا گیتا مشن کا دلی شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے نہایت محبّت و شوق سے اس کتاب کی نظرثانی کی۔ اسے لفظاً لفظاً غور سے پڑھا اور اپنے بیش بہا اصلاحی مشوروں سے مستفید فرمایا۔ جس سے کتاب کی تصحیح میں قابل قدر امداد ملی ہے۔ میں انکی عنایت کا بیحد ممنون ہوں۔

دل محمد

پیغامِ عمل

تجھے کام کرنا ہے او مردِ کار
نہیں اُس کے پھل پر تجھے اختیار
کئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اُس کا پھل
عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل

(دوسرا ادھیائے شلوک ۴۷)

تمہید

آج سے پانچہزار سات سال پہلے کروکشیتر کے میدان میں مہابھارت کی جنگ عظیم واقع ہوئی۔ اس کا مرقع مہارشی وید ویاس جی نے اپنی لافانی نظم مہابھارت میں کھینچا ہے۔ یہ جنگ سلطنت کیلئے ملک و مال کے لئے مادی دنیا کے لئے لڑی گئی لیکن اسی جگہ کے اندر ایک اور جنگ بھی لڑی گئی جس کو باطنی اور روحانی جنگ کہنا چاہئے۔ یہ فرائض اور جذبات کی جنگ تھی۔ اسکا نقشہ شریمد بھگوت گیتا کے لازوال اشعار میں کھینچا گیا ہے گیتا مہابھارت ہی کا حصّہ ہے۔ واقعات یوں ہیں کہ سرزمین ہند کے بہادر سپوت پانڈو اور کورو اپنے لشکر صف آرا کئے کھڑے ہیں ارجن رتھ پر سوار ہے۔ شری کرشن مہاراج اس کا رتھ چلا رہے ہیں اور اُس کی درخواست پر رتھ کو دونوں فوجوں کے درمیان لاکر کھڑا کر دیتے ہیں۔ ارجن کوروں کی فوج کی طرف نگاہ ڈالتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہیں اس کے گورو کھڑے ہیں، کہیں چچا کہیں بھائی کہیں نانا۔ کہیں بھتیجے۔ کہیں دوست

سب ایک دوسرے سے جنگ کے لئے تیار ہیں۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر اس کا
دل نرم ہو جاتا ہے۔ اس کے من میں ایک اور جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ کشتری
کی حیثیت سے لڑنا اس کا دھرم ہے۔ رحمدل انسان کی حیثیت سے لڑنا اور
پھر اپنے عزیزوں سے لڑنا اس کیلئے ادھرم ہے۔ یہ دھرم اور ادھرم
کی جنگ یہ فرائض اور جذبات کی جنگ اس کے دل کو کمزور کر دیتی ہے۔
وہ اس اندرونی جنگ کی رہنمائی بھی شری کرشن مہاراج کے سپرد کر دیتا ہے۔
تاکہ وہی اس کے من کے رتھ کو بھی چلائیں اور خود جذبات سے متاثر ہو
کر اپنی کمان گاندیو کو پھینک دیتا ہے۔ اور رتھ میں دل شکستہ ہو کر
بیٹھ جاتا ہے۔

اب شری کرشن مہاراج اُس کو اپدیش دیتے ہیں۔ اُس کی ٹوٹی ہوئی
ہمت کو پھر استوار کرتے ہیں۔ اُس کو رازِ عالم سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور
بتاتے ہیں۔ کہ یہ راجے مہاراجے یہ لشکری یہ فوج و سپاہ محض فریبِ نظر
ہیں۔ سب کاموں کا کارن (باعث) خود خدا ہے جس کو زوال نہیں۔
انسان کو سب کام خدا ہی کے کام سمجھ کر کرنے چاہئیں۔ خدا کی رضا کے
سامنے فرائض کی تکمیل کے وقت انسان کو سب کام ذاتی تعلقات

اور جذبات سے بلند ہو کر کرنے چاہئیں۔ اسی سلسلہ میں شری کرشن مہاراج نشکام کرم۔ کرم یوگ اور معرفت کے مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ارجن اس روحانی قوت کے بَل پر پھر ادائے فرض کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

مہابھارت میں لکھا ہے کہ راجہ دھرت راشٹر دریودھن کا باپ اور کوروں کا جدِ امجد آنکھوں سے نابینا تھا۔ جنگ کے آغاز میں مہارشی ویاس جی دھرت راشٹر کے پاس گئے اور فرمایا۔ "اگر آپ جنگ کا نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں تو میں آپکی آنکھوں کو بینا کرنے کے لئے تیار ہوں" لیکن دھرت راشٹر نے کہا۔ "میں اپنے ہی خاندان کی تباہی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہتا"۔ اس پر مہارشی ویاس جی نے اس کے مطرب (سُوت) یا بقول دیگر وزیر کو جس کا نام سن جے تھا ایسی باطنی نظر عطا کر دی کہ وہیں بیٹھے بیٹھے وُہ جنگ کا نظارہ دیکھ سکتا تھا۔ وُہ سب کچھ دیکھتا جاتا اور راجہ دھرت راشٹر کو جنگ کے سب واقعات سناتا جاتا۔ غرض سن جے نے پہلے فوجوں کے انتظام اور اہتمام کا ذکر کیا اور پھر دھرت راشٹر کے سوالوں کے جواب میں تمام گیتا سُنائی۔

آج بھی وہی مہابھارت کی جنگ ہو رہی ہے۔ انسان کا تن کوروکشیتر کا میدان ہے۔ من دھرم کشیتر ہے۔ کھیت میں جو بیج بویا جائے گا ویسا ہی پھل دے گا۔ آم کی گٹھلی سے آم اور نیم کے بیج سے نیم کا پودا نکلے گا۔ محبّت کے بیج سے محبت اور نفرت کے بیج سے نفرت پیدا ہو گی۔ حق و باطل۔ نیکی اور بدی کی فوجیں برسرِ پیکار ہیں۔ نیکی کی فوج کا سردار ضمیر ہے۔ جو یُدھشٹر کی طرح یُدھ یعنی جنگ میں مستقل مزاج رہتا ہے۔ دوسری طرف بدی کی فوج ہے جس کا سردار نفس امارہ ہے جو دھرت راشٹر (اندھے راجے) کی طرح دوسرے کے راج کو ہضم کرنا چاہتا ہے۔ ارجن کی طرح انسان کو چاہئے کہ اپنی رتھ (قوت عمل) کی باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں دے۔ جذبات کو فرائض پر غالب نہ آنے دے حق کے لئے پوری کوشش کرے۔ اور سب کام نشکام کرم سمجھ کر خدا کے لئے اور خدا ہی کا کام سمجھ کر پورا کرے۔ خدا اس کا مددگار ہو!

شریمد بھگوت گیتا

(اُردو نظم میں)

پہلا اُدھیائے

دھرت راشٹر نے کہا

۱۔ کُروکھیت کی دھرم بُھومی پہ جب
ملے پانڈوؤں سے مرے لال سب
لڑائی کا دل میں جمائے خیال
تو سن جے بتا اُن کا سب حال چال

۱۔ راجہ دھرت راشٹر پانڈو کا بھائی اور کورؤوں کا باپ تھا۔ وہ آنکھوں سے نابینا تھا۔ سَن جے اُس کے مُطرب کا نام ہے۔ کروکھیت سے مراد کوروچھیتر کا میدان ہے۔ اس سرزمین کو دھرم بھومی اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ یہ مقام فرائض مذہبی کی ادائیگی کے لئے مقدس مانا گیا ہے۔ یہاں راجہ کورو نے راج کیا ہے۔ یہ راج رشی تھا۔ خود ہل چلایا کرتا تھا۔ اسی راجہ کی اولاد یہ دونوں پانڈو اور کورو ہیں۔ بعض کہتے ہیں سنجے اس کا وزیر تھا۔

سنجے نے کہا

۲۔ مہاراج! آئی نظر جس گھڑی
صف آرا سپہ پانڈوؤں کی کھڑی
گئے راجہ دریودھن اُٹھ کر شتاب
کیا جا کے اپنے گرو سے خطاب

راجہ دریودھن کی گفتگو

۳۔ گُروجی! ذرا دیکھئے اوج موج
صف آرا ہے پانڈو کے بیٹوں کی فوج
دُرپد کا پسر اُن کا سردار ہے
جو چیلا تمہارا ہی طرار ہے

---

۲ (۱) دریودھن دھرت راشٹر کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

۲ (۲) گُرو سے مراد درون اچارج ہے جو کوروؤں اور پانڈوؤں سب کے اُستاد تھے۔
خطاب کرنا۔ بات کرنا۔

۳ (۳) دُرپد کے اصل تلفظ میں ر دب کر نکلتی ہے۔

۴۔ لڑائی کو نکلے ہیں اہلِ خدنگ
جو سب ارجن اور بھیم ہیں وقتِ جنگ
وراٹ اور یُویُودھان مردانِ کار
دُرپد سا بہادر مہارتھ سوار

۵۔ کہیں دھرشٹ کیتو کہیں چیکتان
کہیں راجہ کاشی کا شیرِ زمان
اِدھر کُنتی بھوج اور پُروجِت اُدھر
کہیں شَیبیہ صُورتِ گاوِ نر

۶۔ یُدھامنیو جیسا کہیں شُور بیر
کہیں اُتّ موجا بلی بے نظیر
کہیں ہے بہادر سُبھدرا کا شیر
پسر دروپدی کے مہارتھ دلیر

۴۔ (۱) اہلِ خدنگ تیروں والے۔ بھیم، ارجن اور یدھشٹر پانڈو کے تینوں بیٹوں کے نام ہیں جو پہلی بیوی کُنتی کے بطن سے تھے۔

۴۔ (۲) مہارتھی اس جوانمرد کو کہتے ہیں جو اکیلا دس ہزار تیر اندازوں کا مقابلہ کر سکے۔

۵۔ (۳) گیتا میں شیبیہ کو قوت اور مردانگی کی وجہ سے گاوِ نر کہا گیا ہے۔

۶ (۴) دروپدی پانڈوؤں کی بیوی کا نام ہے۔

۷۔ مقدّس گُرو صاحبِ احترام
جہاں کے دو جنموں میں عالی مقام
سُنو اب ہمارے ہیں سردار کون
ہماری سپہ کے ہیں سالار کون

۸۔ گُرو جی اِدھر سب سے اوّل جناب
تو پھر بھیشم اور کرن سے لاجواب
کِرپا فتحمند اشو تھاما نر
وِکرن اور بلی سوم دت کا پسر

۹۔ دلاور اسی شان کے بے شمار
جو میرے لئے جاں بھی کر دیں نثار
سراپا مسلّح اُٹھائے خدنگ
عیاں جن پہ سب جنگ کے رنگ ڈھنگ

۸۔(۱۲) بھیشم پتامہ۔ کوروؤں اور پانڈوؤں کے دادا کے بھائی کرن۔ ارجن کا سوتیلا بھائی ؎
درون اچارج کے بیٹے کا نام اشوتھاما تھا ؎

۱۰ ہماری اِدھر فوج ہے بے شمار
کماں دار بھیشم سا عالی وقار
مقابل میں محدود فوجِ غنیم
ہے سیناپتی جن کے لشکر کا بھیم
۱۱ جوانو! قطاروں میں بٹ جائیو!
پرے باندھ کر رن میں ڈٹ جائیو!
دلیرو صفیں اپنی بھر دو سبھی
نہ بھیشم پہ آنچ آئے مردو کبھی
۱۲ یہ سُنکر گرجنے لگا مثلِ شیر
وُہ بھیشم پتامہ وُہ پیرِ دلیر
وُہ سنکھ اپنا جنگی بجانے لگا
ترے لال کا دِل بڑھانے لگا

۱۰ بعض شارحین اس شلوک کے معنی بالکل برعکس کرتے ہیں وہ کوروؤں کے لشکر کو محدود اور پانڈوؤں کے لشکر کو بے شمار بتاتے ہیں۔

۱۰ (۲) بھیم پانڈوؤں کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔

۱۲ (۳) پتامہ سے مراد دادا یعنی بھیشم ہے۔

جنگ کی شورش

۱۳ یکایک اُٹھا فوج سے شور غل
جو ناقوس چلائے کھڑکے ڈُہل
گرجنے دھڑکنے لگے ڈھول دف
نگیں گومکھیں چیخنے ہر طرف

۱۴ کھڑا تھا وہاں ایک رتھ شاندار
جُتے جس میں براق سب راہوار
تھے مادھو بھی ارجن بھی اُس میں کھڑے
وُہ سنکھ آسمانی بجانے لگے

۱۵ رشی کیش کا پانچ جنیہ پُرزور
ادھر دیودت پر تھا ارجن کا شور

---

۱۳ ناقوس سنکھ۔ گومکھ۔ وُہ ناقوس جو گائے کی مُنہ کی شکل کا ہوتا ہے۔

۱۴ براق۔ سفید رنگ۔ راہوار۔ گھوڑے۔

۱۵۔ (۱) پانچ جنیہ یہ سنکھ ایک راکشس کی ہڈیوں سے بنا تھا جس کا نام پانچ جن تھا اور جسے شری کرشن نے ہلاک کیا تھا۔

۱۵ (۲) دیودت (خداداد) ارجن کا سنکھ۔ ارجن۔ تن بس دھننجے ہے۔ دھن پر فتح پانے والا۔

اُدھر بھیم سا مردِ خونخوار تھا!
جو پونڈر پہ چنگھاڑتا تھا کھڑا

۱۶ مہی پت یدھشٹر وُہ کنتی کا لال
وجے" پر دکھاتا تھا اپنا کمال
دکھاتے نکل اور سہدیو جوش
لئے اک منی پشپک اور اک سگھوش

۱۷ وُہ کاشی کا راجہ دھنش دھار بھی
شکھنڈی مہارتھ سا جرّار بھی
وراٹ اور بلی دھرشٹ دیومن سبھی
قوی ساتیکی جو نہ ہارا کبھی

۱۵ (۱) پونڈر۔ بھیم کے سنکھ کا نام۔

۱۶ (۲) اننت وجے" لاانتہا ہی فتح۔ یہ بھی سنکھ کا نام ہے۔

۱۶ (۳) منی پشپک۔ ہیروں جڑا سنکھ۔ سگھوش۔ شیریں آواز سنکھ۔

۱۷ (۴) شکھنڈی۔ دُرپد کا بیٹا تھا۔ جو لڑکی سے لڑکا بن گیا تھا اسی لئے بھیشم نے اس پر حملہ کرنے سے انکار کر دیا اور شکھنڈی نے اُسے مار ڈالا۔

۱۸ دُرپد اور سبھدرا کا بلونت لال
پسر دروپدی کے سبھی با کمال
مہاراج ہر سُو دکھاتے تھے جوش
بجاتے تھے سنکھ اپنے باصد خروش
۱۹ وُہ ہنگامہ برپا ہُوا الاماں
ہُوئے شور سے پُر زمیں آسماں
ہراساں تھے دھرت راشٹر کے پسر
لگے پھٹنے سینوں میں قلب و جگر
۲۰ کہ اتنے میں پانڈو کا بیٹا اُٹھا
اُڑاتا پھریرا ہنومان کا
کماں اُس نے لے لی کہ تیرے پسر
کھڑے تھے چلانے کو تیر و تبر

۱۸ بلونت۔ بہادر:
۲۰ پانڈو کا بیٹا۔ ارجن جس کے جھنڈے پر ہنومان کا نشان تھا:

۲۱ مہی پت! وہ بولا رشی کیش سے
کر اے لافنا، رتھ بڑھا دیجئے!
چلیں وسط میں دیکھنے اوج موج
اِدھر اپنی فوج اور اُدھر اُن کی فوج
۲۲ مَیں دیکھوں ذرا وہ جواں کون ہیں
جری کون ہیں پہلواں کون ہیں
لڑائی کو آئے ہیں جو بے درنگ
مجھے آج درپیش ہے جن سے جنگ
۲۳ نظر اُن کی صُورت پہ کر لوں ذرا
جو آئے ہیں مردِ نبرد آزما
یہ مقصد ہے جن کا کہ ہو اُن سے شاد
وہ دھرت راشٹر کا پسر کج نہاد

---

۲۱ مہی پت۔ راجہ۔ ہرشی کیش۔ حواس کا مالک۔ شری کرشن کا نام۔
۲۳ دھرت راشٹر کا پسر۔ دریودھن۔
کج نہاد۔ بد طینت۔ بری طبیعت والا۔

سن جے نے کہا

۲۴ گڈاکیش سے جب رشی کیش نے
سُنا یہ تو رتھ کو بڑھانے لگے
تھا اُس رتھ کا رتبہ رتھوں میں بڑا
کیا دونوں فوجوں میں لا کر کھڑا

۲۵ درون اور بھیشم ڈٹے تھے وہاں
جمے تھے وہیں راجگانِ جہاں
کہا "دیکھ ارجن کھڑے صف بصف
لڑائی کی خاطر گرو سر بکف"

---

۲۴ گڈاکیش (نیند کو فتح کرنے والا) ارجن کا نام ہے۔ ہرشی کیش (حواس کو فتح کرنے والا) مراد شری کرشن۔

۲۵ (۳) ارجن۔ متن میں پارتھ کا لفظ ہے جو ارجن کا نام ہے۔

۲۵ (۴) سر بکف۔ سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے۔

ارجن وشاد

(ارجن کی بے دلی)

۲۶ تب ارجن نے دیکھا کھڑے ہیں تمام
پچے دادے اُستاد ذی احترام
کہیں بیٹے پوتے کہیں یار ہیں
برادر ہیں، ماموں ہیں، غمخوار ہیں
۲۷ خسر ہے کوئی کوئی دلبند ہے
کہ اک سے لگا اک کا پیوند ہے
جگر کی جگر سے لڑائی ہے آج
کہ لڑنے کو بھائی سے بھائی ہے آج

---

۲۶ (۱) اصل میں پارتھ ہے جو ارجن کا نام ہے۔

۲۶ (۲) ذی احترام - قابل عزت۔

۲۷ (۲) پیوند - جوڑ۔

۳۰ (۳) جگر - پیارا - عزیز۔

۲۸ ہوا دل کو ارجن کے رنج و ملال
کہا رحم و رقت سے ہو کر نڈھال
مہاراج یہ کیا ہے درپیش آج
کہ لڑنے کو ہے خویش سے خویش آج
۲۹ بدن میں نہیں میرے تاب و تواں
دہن خشک ہے سوکھتی ہے زباں
لگی ہے مجھے کپکپی تھرتھری
مرے رونگٹے بھی کھڑے ہیں سبھی
۳۰ چلی ہاتھ سے میرے گانڈیو اب
بدن جل رہا ہے مرا سب کا سب
یہ لو پاؤں بھی لڑکھڑانے لگے
مرے سر کو چکر سے آنے لگے

۲۸ (۱) خویش - اپنا ۔
۲۹ (۱) تاب و تواں - طاقت ۔
۳۰ (۱) گانڈیو - ارجن کی کمان کا نام گانڈیو تھا ۔

۳۱ مہاراج کیشو میں اب کیا کہوں
کہ آثار بد ہیں بُرے ہیں شگوں
یہ کارِ زبوں کر کے کیا فائدہ
عزیزوں کا خوں کر کے کیا فائدہ

۳۲ مجھے خواہشِ فتح و نصرت نہیں
مجھے شوقِ عیش و حکومت نہیں
کہ گوبند تاج شہی ہیچ ہے
خوشی ہیچ ہے زندگی ہیچ ہے

۳۳ تمنّا تھی جن کے لئے راج کی
خوشی جن سے تھی عشرت و تاج کی
کھڑے وُہ تیر و کماں جوڑ کر
زر و مال و جاں سب سے مُنہ موڑ کر

۳۱ (۱) کیشو۔ دراز گیسو یعنی لمبے بالوں والے کرشن ؛
۳۱ (۲) کارِ زبوں۔ بُرا کام ؛
۳۳ (۳) تیر و کماں جوڑ کر۔ لڑنے کے لئے ؛

۳۴ پدر بھی ہیں دادے بھی اُستاد بھی
پسر بھی ہیں اور اُن کی اولاد بھی
یہ ماموں وُہ بیوی کا بھائی وُہ باپ
سبھی ہیں قرابت سبھی میں ملاپ

۳۵ مجھے قتل کر دیں اگر بے دریغ
نہ پھر بھی اٹھاؤں گا اپنوں پہ تیغ
مدھو مار کیا شے ہے دُنیا کا راج
نہ لوں اس طرح تینوں عالم کا باج

۳۶ فنا ہوں جو دھرت راشٹر کے پسر
تو ہوگا خوشی کا نہ دِل میں گذر
یہ سفاک گر ہو بھی جائیں تباہ
نہ چھوڑیں گے پیچھا ہمارا گناہ

۳۴ (۱) پدر۔ باپ۔ یہاں چچا اور باپ دونوں سے مراد ہے۔
۳۴ (۲) قرابت۔ رشتہ داری۔
۳۵ (۳) مدھو مار۔ مدھو سودن۔ مدھو کو مارنے والے کرشن۔ مدھو ایک راکشس تھا۔
۳۶ (۴) سفاک۔ ظالم۔

۳۷ یہ دھرت راشٹر کے جو فرزند ہیں
یہ مادھو سب اپنے جگر بند ہیں
اگر ہم عزیزوں کو کر دیں ہلاک
رہیں گے سدا غم سے اندوہناک

۳۸ سمجھ ان کی ہر چند گہنا گئی
دلوں پر ہوا و ہوس چھا گئی
نہ سمجھیں وہ یاروں سے لڑنا خطا
نہ احساس ہوں گر قبیلے فنا

۳۹ نہیں لیکن ایسے تو نادان ہم
بچیں پاپ سے کیوں نہ بھگوان ہم
کہ ظاہر ہے گر خانداں ہو تباہ
کہاں اس سے بڑھ کر ہے کوئی گناہ

۳۷ (۲) جگر بند۔ عزیز۔ پیارے ؛
مادھو۔ شری کرشن کا ایک نام ؛

۳۸ (۲) ہوا و ہوس۔ لوبھ ؛

۴۰ قبیلہ فنا گر کوئی ہو گیا
قدیمی وُہ دھرم اُس کا سب کھو گیا
رہا دھرم پر جب نہ دار و مدار
ادھرم اس پہ غالب ہو انجام کار

۴۱ ادھرمی جو ہو جائیں سب مرد و زن
بگڑ جاتے پھر عورتوں کا چلن
رہیں عورتیں ہی نہ جب پاکباز
تو ورنوں میں باقی کہاں امتیاز

۴۲ جو ورنوں میں ایسی خرابی مچائیں
وُہ اور اُن کے کُنبے جہنم کو جائیں
بڑوں کو نہ پنڈ اور نہ پانی ملے
تنزل اُنہیں جاودانی ملے

۴۰ (۲) دھرم کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ اصل فطرت۔ قانون۔ فرض۔ رسوم مذہبی۔ راستی یا پارسائی ہیکی
۴۱ (۱) ادھرم۔ بے دھرمی۔ (۲) ورن۔ جات پات۔
۴۲ (۳) پنڈا اودانی پیشر ادھ کی رسم کی طرف اشارہ ہے جو آباؤ اجداد کی ارواح کے لئے کی جاتی ہیں۔ اولاد نہ ہو تو آبا کو شرادھ سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

۴۳ قبیلوں کو غارت کریں جو بشر
ہوں وَرن اُن کے پاپوں سے زیر و زبر
وُہ ذاتوں کی رِیتیں مٹاتے رہیں
گھرانوں کے دستور جاتے رہیں

۴۴ کسی خاندان کا جو ہو دھرم ناس
نہ رِیتوں کی پرواہ نہ رسموں کا پاس
تو بھگوان ہم نے سُنا ہے مدام
جہنم کے اندر ہے اُن کا مقام

۴۵ صد افسوس ہم کھو کے عقلِ سلیم
یہ کرنے لگے ہیں گناہِ عظیم
بہائیں گے افسوس اپنوں کا خوں
کہ ہے بادشاہی کا سر میں جنوں

---

۴۳ (۱) ورن۔ ذات۔ جاتی ۔ (۲) زیر و زبر۔ نیچے اوپر ۔
۴۴ (۳) متن میں لفظ جنار دن ہے جس کے معنی ہیں آدمیوں کو اذیت دینے والا ۔
(۴) جہنم۔ نرک۔ دوزخ ۔
۴۵ (۵) گناہِ عظیم۔ بڑا گناہ۔ مہا پاپ ۔

۴۶ یہ بہتر ہے دھرت راشٹر کے پسر
اڑا دیں جو تلوار سے میرا سر
نہ ہتھیار لے کر لڑوں اُن کے ساتھ
بچانے کو اپنے اُٹھاؤں نہ ہاتھ

سنجے نے کہا

۴۷ یہ کہتے ہوئے حالِ دِل ناگہاں
دِیئے پھینک ارجن نے تیر و کماں
نہ رتھ میں کھڑا رہ سکا وُہ حزیں
جو دِل اُس کا بیٹھا تو بیٹھا وہیں

ارجن وِشاد نامی پہلا ادھیائے ختم ہوا

---

۴۶ (۱) دھرت راشٹر کے پسر۔ کورو ؛

وِشاد۔ افسردگی۔ پژمردگی۔ بے دلی۔ دُکھ ؛

دوسرا ادھیائے

سنجے نے کہا

۱ جو ارجن کا دیکھا یہ رنج و ملال
غم و سوز دل میں طبیعت نڈھال
نظر دکھ سے بے چین آنکھوں میں نم
تو بھگوان بولے ز راہِ کرم

شری بھگوان کا ارشاد

دوسرے ادھیائے میں روح کی حقیقت علم سانکھیہ کے طریق سے بیان کی گئی ہے۔ آتما کا غیر فانی ہونا اور جسم کی بے ثباتی کا ذکر کیا ہے۔ پھر فرض منصبی کا ذکر ہے اور علم معرفت کے حاصل کرنے کا طریقہ اور طالب معرفت کے مختلف منازل اور کیفیات کا ذکر ہے۔

۲ سُن ارجُن! یہ کیسی روِش ہے نذیل
جو دوزخ میں ڈالے جو کر دے ذلیل
کٹھن وقت میں ایسی کیوں بے دِلی
نہ ہو آریاؤں میں یوں بے دِلی
۳ ۔ تُو ارجن نہ بن کلیز نامرد و زار
نہیں تیرے شایانِ شاں جی کی ہار
یہ کم ہمتی چھوڑ، کر جی کڑا
عدو سوز ارجُن کھڑا ہو کھڑا

ارجُن کا جواب

۴ وُہ بولا کہ اے فاتحِ دُشمناں
مدھو مار! مجھ سے یہ ہو گا کہاں

---

۲ (۴) آریہ۔ شریف آدمی ۞
۳ (۱) کلیز۔ نامرد۔ مخنث ۞
۳ (۴) عدو سوز۔ پرنتپ۔ دشمنوں کو تباہ کرنے والا ۞
۴ (۲) مدھو مار۔ مدھو سودن۔ مدھو کو ہلاک کرنے والا مراد شری کرشن ۞

معزز ہیں بھیشم دروں ہیں گرو
بہاؤں میں تیروں سے ان کا لہو؟

۵ گرو محترم کا نہیں خوں روا
گدائی ہیں اس سے تو جینا بھلا
میں ان خیر خواہوں کا خوں گر کروں
تو عشرت کے لقمے لہو سے بھروں

۶ مَیں کیا جانوں اچھا ہے اے سرپرست!
شکست ان کو دینا کہ کھانا شکست
یہ دھرت راشٹر کے پسر ہیں تمام
انہیں مار کر اپنا جینا حرام

۷ طبیعت ہے کمزور دل نرم ہے
یہ الجھن ہے اب کیا مرا دھرم ہے

۵ (۲) بعض مترجمین "خیر خواہ گروؤں کی بجائے" دولت کے لوبھی گرو" بھی ترجمہ کرتے ہیں:

۷ (۲) دھرم - فرض - ڈیوٹی:

میں چیلا ہوں میری مدد کیجئے!
جو ہو نیک رستہ بتا دیجئے

۸ جہاں کا ملے بے خلل مجھ کو راج
مجھے دیوتا بھی جو دیں آ کے باج
مَیں اُس حال میں بھی رہوں گا اُداس
اسی درد سے گُم ہیں میرے حواس

سنجے نے کہا

۹ گڈاکیش وُہ فاتحِ دُشمناں
رشی کیش سے کر چکا جب بیاں
تو یوں کہہ کے چُپ ہو گیا وُہ حزیں
"میں گوبند لڑتا لڑاتا نہیں"

۸ (۱) بے خلل = دشمنوں سے خالی ہو۔
۸ (۲) گم ہیں۔ لفظی ترجمہ "سوکھ گئے ہیں"۔
۹ (۱) گڈاکیش = نیند پر فتح پانے والا مراد ارجن ہے۔ فاتحِ دُشمناں = پرنتپ ہے۔
۹ (۲) ہرشی کیش = اعضا کا مالک یا درازگیسو مراد شری کرشن سے ہے۔

۱۰ اِدھر فوج تھی اور اُدھر فوج تھی
دِلِ ارجن کا اور غم کی اک موج تھی
رشی کیش کچھ مُسکرانے لگے
یہ عرفاں کے موتی لٹانے لگے

شری بھگوان نے فرمایا

۱۱ تُو باتوں کے عاقل! نہ ہو دِل ملُول
نہ کر اُن کا غم جن کا غم ہے فضُول
ستائیں نہ دانا کو رنج و الم
مرے کا نہ سوگ اور نہ جیتے کا غم

۱۲ ازل سے تھی موجود ہستی مری
ازل سے تھی موجود ہستی تری

---

۱۱ (۱و۲) تو دانائی کی باتیں کرتا ہے مگر اُن کا غم کرتا ہے جن کا غم بے فائدہ ہے ۔

۱۱ (۳) متن میں لفظ پنڈت ہے جس کے معنے عالم اور دانا ہیں ۔

۱۲ (۱و۴) لفظی ترجمہ۔ نہ تو ایسا ہے۔ کہ میں کسی وقت موجود نہ تھا وغیرہ اس شلوک میں آتما (رُوح) کے ازلی ہونے کی طرف اشارہ ہے ۔

یہ راجے سبھی اور یہ خلقت تمام
ہمیشہ سے ہیں اور رہیں گے مدام
۱۳ کرے روح جیسے تغیّر بغیر
لڑکپن جوانی بڑھاپے کی سیر
یہیں پھر نئے تن میں ہو گی مکیں
اگر دل ہے مضبوط چنتا نہیں
۱۴ یہ گرمی یہ سردی یہ دُکھ سُکھ تمام
بس احساسِ اشیا سے ہوں لاکلام
یہ کیفیّتیں آتی جاتی ہیں یہ
سہے جا خوشی سے کہ فانی ہیں یہ
۱۵ وُہ انساں اثر جس پہ اِن کا نہیں
خوشی سے جو خوش ہو نہ غم سے حزیں

---

۱۳ (۱) روح تن میں آتی ہے تن میں تغیّرات ہوتے رہتے ہیں کبھی طفلی کا دور ہوتا ہے کبھی جوانی کا کبھی بڑھاپے کا۔ روح ان سب کو دیکھتی ہے۔ لیکن خود تغیّر پذیر نہیں ہوتی۔

۱۴ (۲) احساس اشیاء = مادی اشیا کے میل سے۔

۱۵ (۳) حزیں = غمناک۔

سُن ارجن ہے قائم دل اُس کا مدام
اسی کی ہے شایاں حیاتِ دوام

۱۶ جو باطل ہے موجود ہوتا نہیں
جو حق ہے وُہ نابُود ہوتا نہیں
وُہ ہیں بود و نابود سے باخبر
حقیقت پہ رہتی ہے جن کی نظر

۱۷ اُسی کو بقا ہے اُسی کو ثبات
جہاں پر ہے چھائی ہوئی جس کی ذات
بھلا کِس کی طاقت ہے کِس کی مجال
فنا کر سکے ہستیِ لازوال

۱۸ بساتے ہیں جس آتما نے وجود
وُہ قائم ہے دائم ہے اَمد بے حدود

۱۶ (۱ و ۲) باطل = اَست یعنی نیست۔ کبھی ست یعنی ہست نہیں ہوتا۔ نہ نیست ہی کبھی ہست ہوتا ہے ؛

۱۶ (۳) بود و نابود = ہست اور نیست ۱۷ اُسی کا اشارہ پرماتما کی طرف ہے ؛

۱۸ (۲) بے حدود = جو محدود نہیں ہے = بے انتہا ؛

ہے فانی بدن آتما لازوال
پھر ارجن ہے کیوں جنگ میں قیل و قال

---

۱۹ کبھی خون کرتی نہیں آتما
کبھی خود بھی مرتی نہیں آتما
وہ قاتل ہے یہ اور وہ مقتول ہے
جو ایسا سمجھتا ہے مجہول ہے
۲۰ جنم اس کو لینا نہ مرنا اِسے
نہ کر جہاں سے گزرنا اِسے
اناوی فنا اور تغیر سے پاک
یہ مرتی نہیں گو بدن ہو ہلاک

۱۹، ۲۰) آتما (روح) پُرسکوں اور لازوال ہے۔ دُنیا کی تمام حرکات اور افعال پرکرتی (فطرت یا نیچر) سے ظہور میں آتے ہیں۔ اس لئے جینے مرنے کا سوال جسم سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ روح سے۔ انسان پیدا ہو تو روح پیدا نہیں ہوتی انسان مرے تو روح نہیں مرتی۔

۲۱ جب سمجھے اسے دائم و لایزال
مبرا ولادت سے اور بے زوال
کسی کا وہ کیونکر بہائے گا خون
کسی کا وہ کیونکر کرائے گا خون

۲۲ بدلتا ہے انسان لباس کہن
نیا جامہ کرتا ہے پھر زیب تن
اسی طرح قالب بدلتی ہے روح
نئے بھیس میں پھر نکلتی ہے روح

۲۳ کٹے گی نہ تلوار سے آتما
جلے گی کہاں نار سے آتما
نہ گیلی ہو پانی لگانے سے یہ
نہ سوکھے ہوا میں سکھانے سے یہ

۲۱ (۱) لایزال = غیر فانی :
(۲) مبرا ولادت سے = جنم سے بری :

۲۲ (۱) کہن = پرانا : (۳) روح = آتما :

۲۳ (۲) نار = آگ :

۲۴ نہ کٹ ہی سکے اور نہ جل ہی سکے!
نہ سوکھے نہ پانی سے گل ہی سکے
قدیم اور اٹل بھی ہے دائم بھی ہے
محیط جہاں بھی ہے قائم بھی ہے

۲۵ نہیں آتما کو تغیر زوال
حواس اس کو پائیں نہ پہنچے خیال
تجھے آتما کا جو یہ گیان ہے
تو پھر کس لئے غم سے ہلکان ہے

۲۶ اگر تو سمجھتا ہے یہ آتما
ہو پیدا کبھی اور کبھی ہو فنا
تو پھر بھی لازم ہے تجھے او قوی
کہ غم آتما کا نہ کرنا کبھی

---

۲۵ (۳) گیان = علم۔
۲۶ (۳) قوی = مہاباہو = بڑے بازوؤں والا۔

۲۶، ۲۷ ویں شلوک کا نظریہ گیتا کا نظریہ نہیں۔ جو لوگ روح کو غیر فانی نہیں سمجھتے ان کو بھی سمجھایا گیا ہے کہ موت پر غم نہ کریں۔

۲۷ جو پیدا ہو موت اُس کو آئے ضرور
مرے تو جنم پھر وُہ پائے ضرور
جو یہ امر لازم ہے اور ناگزیر
تو پھر کس لئے تُو ہے غم کا اسیر

۲۸ نگاہوں سے پہلے نہاں ہوں وجود
یہ پھر بیچ میں کچھ عیاں ہوں وجود
نہاں پھر یہ ہو جائیں انجام کار
تو ارجن ہے پھر کس لئے بے قرار

۲۹ کوئی آتما سے تعجب میں آئے
کوئی بات حیرت سے اُس کی سُنائے
کوئی ذکر سُن سُن کے حیران ہے
مگر سُن سُنا کر بھی انجان ہے

۲۸ تمام وجود پہلے باطن (اویکت) ہوتے ہیں اور آخر میں پھر باطن میں چلے جاتے ہیں۔ درمیان یعنی پیدائش اور وفات کے درمیان یہ کچھ عرصہ کے لئے ظاہر (ویکت) ہو جاتے ہیں یعنی جو پیدا ہُوا ہے۔ وُہ ضرور مرےگا۔ پھر تم کیا؟ ۲۷۔ ناگزیر = ضرور ہونے والا؛

۲۷ (۹) اسیر ۔ قیدی ؛ ۲۸ (۹) متن میں بھارت ہے مراد ارجن ؛

۳۰ جو ہے سب کے تن میں مکیں آتما
یہ دائم ہے فانی نہیں آتما!
جو اس پہ یقیں ہے تو بھارت کے لال
نہ کر اہلِ ہستی کا رنج و ملال

---

۳۱ ترا فرض کیا ہے رکھ اس پر نظر
نہ جی ڈگمگا اس کی تکمیل کر
عمل چھتری کا کوئی کیوں نہ ہو
نہ پہنچے کبھی دھرم کی جنگ کو

۳۲ یہی ارجن وہی چھتری خوش نصیب
ملے معرکہ جن کو ایسا عجیب

---

۳۱ (۱) ارجن کھتری ہے۔ اس لئے اس پر حق کے لئے جنگ کرنا فرض ہے؛

۳۱ (۳۲-۳۱) کشتری کے لئے حق کی خاطر جنگ کرنے سے کوئی کام بہتر نہیں؛
اس کا کام گھر کی راحت اور عیش و آرام کی زندگی چھوڑ کر سپاہیانہ زندگی بسر کرنا ہے؛
یہ جنگ حق و باطل، جبر و انصاف کے درمیان جنگ تھی؛

۳۲ متن میں لفظ یدرتھے ہے؛

یہ بن مانگے نعمت خود آئی ہے گھر

کُھلے خود بخود آ کے جنت کے در

۳۳ اگر دھرم کی تو لڑے گا نہ جنگ

اور اس جنگ میں کچھ کرے گا درنگ

تو پت تیری باقی رہے گی نہ دھرم

تجھے پاپ گھیریں گے آئے گی شرم

۳۴ تجھے لوگ دیکھیں گے تحقیر سے

نہ لیں گے ترا نام توقیر سے

جو با آبرو اس جہاں میں رہے

وُہ مرنے کو ذلت پہ ترجیح دے

۳۵ کہیں گے بہادر مہارتھ سوار

تو میداں سے ڈر کر ہوا ہے فرار

۳۳ (۱) دھرم سے مراد چھاتر دھرم یعنی کشتریوں یا سپاہیوں کا دھرم ہے۔

۳۳ (۲) درنگ = دیر۔ ڈھیل۔ (۳) پت - عزت۔

۳۴ (۴) ترجیح دینا - بہتر سمجھنا۔

۳۵ (۵) فرار ہونا - بھاگ جانا۔ ایسا کرنے سے انسانی شجاعت اور مردانگی کا معیار گر جائیگا۔

تجھے سب بُلاتے ہیں عزّت سے اب
یہ لیں گے ترا نام ذلّت سے تب

۳۶ اُدھر تیرے دُشمن جو رکھتے ہیں کد
جنہیں ہے شجاعت پہ تیری حسد
وُہ بولیں گے ناگفتنی بولیاں
ملے رنج و غم اس سے بڑھ کر کہاں

۳۷ مرے گا تو پائے گا جنت میں گھر
اگر جیت جائے تو دُنیا ہو سر
اُٹھ ارجن کھڑا ہو دکھا زورِ جنگ
کہ مردوں کو میدان سے ہٹنا ہے ننگ

۳۸ ہو سُکھ یا ہو دُکھ سب کو یکساں سمجھ
مساوی یہاں نفع و نقصان سمجھ

---

۳۶ (۱) کد = ضد۔ (۲) ناگفتنی بولیاں - نہ کہنے والی باتیں۔ ہتک۔ عزت۔

۳۷ یہاں متن میں لفظ کَنتیے ہے یعنی کُنتی کے بیٹے مراد ارجن۔

۳۸ انسان کا عمل صرف حق پر مبنی ہونا چاہئے اُسے عمل کے نتیجے سے بے نیاز ہو کر سُکھ دُکھ۔ نفع نقصان ہار جیت سے بالا ہو کر کام کرنا چاہئے۔

برابر سمجھ جنگ میں جیت ہار
بچے گا گناہوں سے دو ہاتھ مار

۳۹ یہ تعلیم تھی سانکھ کے گیان سے
سمجھ یوگ کی بات اب دھیان سے
اگر یوگ میں تجھ کو ہو انہماک
تو کرموں کے بندھن سے ہو جائے پاک

۴۰ کوشش ہو اس میں کوئی رائگاں
ہو رستے میں اُس کے رکاوٹ کہاں
ذرا بھی جو یہ دھرم آجائے گا
تو خوف و خطر سے بچا جائے گا

۴۱ جو عقلِ ارادی ہے مُستقل!
تو یکسو ہو اور پختہ انساں کا دِل

---

۳۹ سانکھیہ وہ فلسفہ ہے جس میں روح اور مادے کی ماہیت پر بحث ہوتی ہے اس کا تعلق علم سے ہے یوگ وہ فلسفہ ہے جس میں عمل پر بحث ہوتی ہے اور صحیح طریق کار سکھایا جاتا ہے۔ یوگ کے لفظی معنی ہیں ملنا۔ واصل ہونا۔ خدا سے وصال کی تلاش :۔
انہماک = محویت پورے طور سے دل کو لگانا۔ کرموں کا بندھن = اعمال اور اُنکے نتائج کی زنجیر
۴۰ (۲/۲) دیکھو ادھیائے ۶ شلوک ۴۰ تا ۴۶ :
۴۱ عقلِ ارادی = وہ عقل جو نیک و بد میں تمیز کر کے قطعی راہِ عمل بتلائے :۔

ارادہ بوجھیں کا نہ سُلجھا ہُوا
رہے گا خیالوں میں اُلجھا ہُوا

۴۲ جو ویدوں کے لفظوں سے ہیں شادماں
وُہ ناداں کریں لبس گُل افشانیاں
اُنہیں کرم کانڈوں سے ہے آگہی
وُہ کہتے ہیں سب کچھ یہی ہے یہی

۴۳ جنم کو بتائیں وہ کرموں کا پھل
سکھائیں زر و عیش کے سو عمل
وُہ خود کام ہیں کامناؤں میں مست
وُہ جنت کے طالب ہیں جنت پرست

۴۴ پھنسیں جن کے دل ایسے اقوال میں
گھریں عیش و دولت کے جنجال میں

---

۴۲ اور بعد کے تین شلوکوں میں وید کے اُس حصے کی طرف اشارہ ہے جو کرم کانڈ کے متعلق ہے اور جسکے منتروں میں مال و دولت فتح و ظفر یا حصولِ جنت کیلئے یگیہ وغیرہ کے طریق بتلائے جاتے ہیں۔

۴۳ خود کام ۔ خود غرض ؛ کامناؤں ۔ خواہشات ؛

سمادھی نہیں دل پہ قابو نہیں؛
کہ عقل ارادی ہی یکسو نہیں

۴۵ ہیں ویدوں میں لکھے ہوئے تین گُن
تو بالا ہو اِن سے نہ رکھ اِن کی دُھن
نہ رکھ اضداد کا اور نہ حاصل کا غم
ہو محوِ آتما میں صداقت پہ جم

۴۶ وُہ انساں جسے برہم کا گیان ہے
اُسے کرم کانڈوں پہ کب دھیان ہے
اُسے وید محض ایک تالاب ہے
جہاں سارے عالم میں سیلاب ہے

۴۷ تجھے کام کرنا ہے او مردِ کار
نہیں اُس کے پھل پہ تجھے اختیار

۴۴ سمادھی خدا کے دھیان میں دل کی یکسوئی۔

۴۵ (۴۵) اضداد۔ دوندو یعنی سکھ دکھ سردی گرمی الفت نفرت وغیرہ کے متضاد جوڑے۔

۴۶ برہم گیان معرفتِ الٰہی۔ تالاب وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ عارف جسے ہر طرف خدا نظر آتا ہے اُسے کرم کانڈ وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اُسی طرح جیسے سیلاب کے وقت کنوئیں اور تالاب وغیرہ بے کار ہو جاتے ہیں۔

کئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اُس کا پھل
عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل

۴۸ رکھ ارجن تو دل یوگ میں اُستوار
تو کر بے لگاوٹ عمل اختیار
نہ جیتے کی شادی نہ ہارے کا سوگ
کہ دل کے توازن کا ہے نام یوگ

۴۹ سُن اب عقل کے یوگ کا حال سُن
بہت پست ہیں جس سے کرموں کے گُن
بنا عقل خالص کو تُو دستگیر
رہیں پھل کے طالب ذلیل و حقیر

۵۰ لگی ہے جسے عقلِ خالص کی دُھن
یہیں چھوڑ دے گا وُہ سب پاپ پُن

۴۷ اس شلوک کے چاروں مصرعوں میں پورے کرم یوگ کی تعلیم درج ہے (۱) کام کرنا انسان کا فرض ہے (۲) نتیجہ اُس کے ہاتھ میں نہیں (۳) کام کو اسکے نتیجے سے بے نیاز ہو کر کرنا چاہیئے (۴) ترکِ ثمر کے ساتھ ترکِ عمل نہ کر دینا چاہیئے۔

۴۸ (۱) توازن۔ سکھ دُکھ فتح و شکست وغیرہ میں دل کو ایک حالت پر رکھنا۔

۵۰ (۱) عقل خالص۔ بُدھی سے یکت ہونا یہ بدھی آتما کا آخری غلاف ہے۔

کما یوگ تن من میں بس جائے یوگ
عمل میں ہُنر ہو تو کہلائے یوگ

۵۱ کہ سرشارِ دانش مُنی باعمل
کریں سب عمل چھوڑ کر اُن کے پھل
جنم کے وہ بندھن سے آزاد ہیں
سرورِ ابد پا کے دل شاد ہیں

۵۲ جو ہو عقل آزاد جنجال سے
نکل جائے تُو موہ کے جال سے
شُنی بات سے بھی کرے احتراز
رہے اَن شُنی سے بھی تُو بے نیاز

۵۳ پریشان خیالی سے پائے سکوں
مقدس صحیفوں کا گُم ہو فسوں

---

۵۰ (۴) عمل کے وقت عقل ارادی کو مستقل یکساں پاک اور بے لوث رکھنا ہی عمل میں ہُنر ہے
۵۱ مُنی = ولی، جس کا باطن خدائی نور سے منور ہو۔ جنم کا بندھن = آواگون کا چکر۔
۵۲ (۲) موہ = وابستگی۔ تعلق۔ دھوکا۔ فریب نظر۔
۵۲ (۳و۴) شُنی۔ اَن شُنی = قیاس آرائیاں۔
۵۳ (۲) مقدس صحیفے۔ شرتی۔ منتر۔ فسوں۔ جادو۔

سماودھی سے جو قائم ہو دل ذات میں
تو حاصل ہو پھر یوگ ہر بات میں

۵۴ پھر ارجن نے پوچھا یہ بھگوان سے
سمادھی میں دل کو جو قائم کرے
ہے اُس قائم العقل کا کیسا چلن
ہو کیا بُود و باش اُس کی کیسا سخن

شری بھگوان کا ارشاد

۵۵ تو بھگوان بولے جو ہو محوِ ذات
جو من سے کرے دُور سب خواہشات
رہے جس کا دل رُوح سے مطمئن
اُسی فرد کو قائم العقل گِن

۵۴ قائم العقل: سنسکرت پر گیہ: جس کی عقل پُرسکوں ہو جس کو گیان حاصل ہو جس کے دل کا توازن قائم ہو۔

۵۵ (۱) ذات سے مراد ذاتِ باری ہے۔

۵۶ جو سکھ سے سُکھی ہو نہ دُکھ سے دُکھی
نہ خوف اُس کو آئے نہ غُصّہ کبھی
نہ جذبوں کے جنجال میں آئے وُہ
مُنی قائم العقل کہلائے وُہ

۵۷ بُرائی جو پہنچے تو نالاں نہ ہو
بھلائی جو پائے تو شاداں نہ ہو
کسی سے تعلق نہ اس کو لگاؤ
یہی قائم العقل کا ہے سبھاؤ

۵۸۔ ذرا سا بھی دے کوئی کچھوے کو چھیڑ
تو لیتا ہے فوراً سب اعضا سُکیڑ
سکیڑے جو ہر شے سے اپنے حواس
وُہ ہے قائم العقل اے حق شناس

قائم العقل جب دنیائے محسوس ہمارے حواس پر اثر ڈالتی ہے تو سکھ دُکھ راگ بھے اور کرودھ یعنی خوشی رنج رغبت اور غصہ کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن جو شخص قوتِ ارادی سے دل کو ایسا مضبوط کرے کہ ان جذبات کی وجہ سے اس کا توازن قائم رہے تو وُہ شخص قائم العقل کہلائے گا۔

۵۹ کرے نعمتیں ترک پرہیزگار
مگر شوقِ لذت سے ہو بے قرار
اُسے ترکِ لذت کی لذت ملے
جبسے دیدِ باری کی دولت ملے

۶۰ خردمند کے بھی حواس و خیال
جو تیزی میں آجائیں کُنتی کے لال
تو من کو بھی وُہ چھین لے جائیں گے
کرے لاکھ کوشش نہ ہاتھ آئیں گے

۶۱ حواس اپنے روک اور لگا مجھ میں دل
تو سرشار ہو یوگ میں متصل
رہیں ضبط میں جس کے ہوش و حواس
وُہ ہے قائم العقل اے حق شناس

---

۵۹ اشیائے محسوس اور لذاتِ دنیوی کا ترک اُس وقت بیکار ہے جب تک اُن کو دل سے ترک نہ کیا جائے۔ دیدِ باری۔ خدا کا دیدار ؛

۶۰ کُنتی کا لال۔ کُنتی کا بیٹا۔ کُنتی ارجن کی والدہ کا نام تھا۔

۶۱ سرشار = وُہ بیگتہ ؛

۶۲ لگائیں جو محسوس اشیا سے من
تعلق بڑھے اُن سے اور ہو لگن
تعلق سے خواہش کا ہو پھر ظہور
ہو خواہش سے غُصّے کا دل میں فتور

۶۳ ہو غُصّے سے پھر تیرگی رونما
اثر تیرگی کا ہے سہو و خطا
اسی سہو سے عقل ہو پائمال
جو زائل ہوئی عقل آیا زوال

۶۴ جو کرتا ہے محسوس دُنیا کی سیر
نہ اُلفت کسی سے ہے جس کو نہ بیر
رہے نفس پر ضبط جس کو مُدام
وُہ تسکینِ دل سے رہے شاد کام

---

۶۲ و ۶۳ - اشیا کے حسن و منافع پر غور کرتے رہنے سے تعلق بڑھتا ہے۔ تعلق سے ان کے حصول کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ خواہش پورا نہ ہونے سے غصہ آتا ہے۔ غُصّے سے نیک و بد کی تمیز جاتی رہتی ہے۔ اس گمراہی سے حافظے پر پردہ پڑ جاتا ہے عقل خراب ہو جاتی ہے اور انسان تباہ ہو جاتا ہے۔

۶۵ دلِ پُر سکوں میں کہاں آئے رنج
کہ دُکھ دور ہو جائیں مِٹ جائیں رنج
جو پیدا ہو دل میں سکون و قرار
وہیں عقل قائم ہو اور استوار

۶۶ نہ ہو دِل پہ قابو تو دانش محال
نہ ہو دل پہ قابو تو بھٹکے خیال
پریشاں خیالی سے آئے نہ سُکھ
جسے سُکھ نہ آئے سدا اُس کو دُکھ

۶۷ حواس آدمی کے بھٹکتے ہوں گر
ہو اس ہرزہ گردی کا دل پر اثر
تو دل عقل کو لے چلے اس طرح
کہ طوفاں میں کشتی بہے جس طرح

۶۶ (۱) جب تک یوگ یکت ہو کر دل پر قابو حاصل نہ ہو۔
(۲) پریشاں خیالی جب تک بدھی اور بھاؤ قائم نہ ہوں۔ سُکھ یہاں شانتی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے

۶۷ انسان اپنے من اور حواس کو قابو میں رکھ کر ہی کمال حاصل کر سکتا ہے۔

۶۸ جو انساں حواس اپنے روکے رہا ہے
نہ محسوس اشیا پہ بھٹکا پھرے
تو سُن لے مری بات ارجن قوی
کہ ہے قائم العقل انساں وہی

---

۶۹ جیسے رات کہتی ہے دُنیا تمام
نگاہوں میں عارف کی دِن ہے مدام
جو دِن اہلِ عالم کے نزدیک ہا ہئے
وُہ عارف کی شب ہے کہ تاریک ہے

۷۰ سمندر میں غائب ہوں دریا ہزار
رہے گا وُہ لبریز اور باوقار

---

۶۸ (۳) قوی - بھا باہو - زبردست یا زوروں والا۔

۶۹ عارف - یہاں مُنی کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اُس پر وُہ حقائق روشن ہوتے ہیں جن سے دُنیا غافل ہے اور جن چیزوں کو دنیا حقیقت سمجھتی ہے وہ عارف کے نزدیک باطل ہیں۔

سب ارماں ہوں گم جن کے سینے میں بس
وہی پاتیں راحت نہ اہلِ ہوس

۷۱ جو انساں کرے خواہشیں دِل سے دور
ہوس کا نہ ہو جس کے دِل میں فتور
نہ اُس میں خودی ہو نہ ہو میر تیر
سکوں اُس کو حاصل ہے دِل اُس کا سیر

۷۲ یہی ہے مقامِ وصالِ خُدا
جہاں آ کے ہوں سب توہّم فنا
دمِ واپسیں بھی جو یہ گیان ہو
تو حاصل اُسے برھّم نروان ہو

سانکھیہ یوگ نامی دوسرا ادھیائے ختم ہوا

نوٹ:۔ قائم العقل دُنیا کو چھوڑ کر نہیں بیٹھ جاتا۔ وہ جیسا شلوک ۶۴ میں بیان کیا گیا ہے دُنیائے محسوس میں چلتا پھرتا ہے۔ لیکن حواس کو اپنے ضبط میں رکھ کر اپنی بدھی کو قائم رکھتا ہے۔

۷۲ برھّم نروان: خدائی وصال۔

تیسرا ادھیائے

ارجن نے کہا

۱ بنا مجھ کو جبّار گیسو دراز
عمل سے اگر علم ہے سرفراز
تو رکھتا نہیں مجھ کو آزاد کیوں
مجھے کُشت و خُوں کا ہے ارشاد کیوں

۲ لبظاہر نہیں بات سُلجھی ہُوئی
مری عقل ہے اِس سے اُلجھی ہُوئی

---

۱ جبّار = جنا ردن جس کے معنی ہیں لوگوں پر جبر کرنے والا۔
گیسو دراز = کیشو۔

۱ (۲) سرفراز = بلند مرتبہ۔ افضل۔

بدھی یوگ کی افضیلت کے لئے دیکھو دوسرا ادھیائے شلوک ۴۹۔

مجھے بات قطعی بتا دیجئے
بھلائی کی رہ پر چلا دیجئے

شری بھگوان نے فرمایا

۳ سُن اے میرے معصوم ارجن ذرا
دیئے راستے مَیں نے دونوں بتا
ہے گیان اُن کا رستہ جو گیانی ہیں لوگ
جو یوگی ہیں دھرم اُن کا ہے کرم یوگ

۴۔ کہ انسان کبھی ترکِ اعمال سے
رہا ہو نہ کرموں کے جنجال سے
فقط ترکِ اعمال سے ہے محال
کہ حاصل کسی کو ہو اوجِ کمال

---

۳ (۳) گیانی: سانکھیہ کے فلسفے پر چلنے والے:

۴ (۴) ترکِ اعمال: سنیاس: عارف کا مقصد دل کا سکون حاصل کرنا ہے اور یہ مقصد ترکِ اعمال سے حاصل نہ ہوگا بلکہ نتیجے سے بے نیاز ہو کر فرض بجا لانے یعنی اس کے پھل" کو ترک کرنے سے حاصل ہوگا۔ اسی حالت کا نام "نیش کرم" ہے:

۵ جہاں میں نہ دیکھو گے تم ایک پل
کہ کوئی بھی فارغ ہے اور بے عمل
سبھی کام کرنے پہ مامور ہیں
گنوں ہی سے فطرت کے مجبور ہیں

۶ جو اشیا سے روکے قوائے عمل
مگر دل سے خواہش نہ جائے نکل
جو اشیا کی اُلفت میں سرشار ہے
پراگندہ دل ہے وُہ مکّار ہے

۷ مگر لے قوائے عمل سے جو کام
کرے پہلے من سے حواس اپنے رام
لگاوٹ نہ اس کو ثمر کا خیال
تو ہے کرم یوگی وُہی باکمال

۵ تمام عالم میں طوفانِ عمل برپا ہے خود انسان کے جسم میں دورانِ خون وغیرہ کو دیکھو۔ اس کا ذرّہ ذرّہ سرگرمِ عمل ہے۔ فطرت یا پرکرتی میں سب سے بڑا وصف حرکت یعنی عمل ہے۔ اور وہ سب سے عمل کرا رہی ہے۔

۶ دُنیا کی محبت دکھاوے کی غرض سے نہیں بلکہ دل سے ترک کرنی چاہئے ورنہ یہ ترک نرا منافقت اور ریاکاری ہے۔ (راقم۔ مطیع)

۸ جو ہے فرض تیرا کر اُس پر عمل
کہ ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل
عمل چھوڑ دینے ہوں تجھ کو تمام
تو مشکل ہے تیرے بدن کا قیام

۹ عمل جس قدر بھی ہیں یگ کے سوا
وہ دُنیا کو بندھن میں رکھتے سدا
کئے جا تو سب کام یگ جان کر
لگاوٹ نہ رکھ اور نہ پھل پر نظر

۱۰ جو خالق نے انسان کو پیدا کیا
تو یگ کو بھی پیدا کیا اور کہا
کہ پھُولو پھلو یگ پہ رکھ کر یقیں
مرادوں کی یہ گائے ہے کام دھین

---

۹ یگیہ وہ اعمال و رسوم ہیں جو شاستروں کے مطابق فریضہ مذہبی کے طور پر دیوتاؤں یا خُدا کو خوش کرنے کیلئے کئے جاتے ہیں۔ پرکرتی (فطرت) خود ایک عظیم الشان یگیہ کر رہی ہے جس کا مطلب خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہے۔ اس لئے سب کام خدا کی رضا کے لئے اُن کے ثمر سے بے نیاز ہو کر کرنے چاہئیں ؁

۱۰ (دہم) کام دھین: کامدھک اندر کی گائے جس سے سب مُرادیں دوہی جا سکتی ہیں ؁

۱۱ نوازا کرو یگ سے تم دیوتا
تمہیں دیوتا بھی نوازیں سدا
جو اک دوسرے کو کرو سازمند
تو حاصل ہو تم کو مقامِ بلند

۱۲ یگوں سے نوازے ہوئے دیوتا
تمہیں نعمتیں سب کریں گے عطا
مگر لے کے نعمت جو دیتا نہیں
سمجھ لو کہ وہ چور ہے بالیقیں

۱۳ نکوکار کھائیں جو یگ کا بچا
گناہوں سے کرتے ہیں خود کو رہا
جو پاپی خود اپنی ہی خاطر پکائیں
تو اپنے ہی پاپوں کا بھوجن وہ کھائیں

۱۱ (۱) دیوتا بعض شارح دیوتاؤں سے حواس اور بعض سب جاندار مراد لیتے ہیں۔ مقامِ بلند سے مدعا بہشت ہے یا نجات ۱۲ یگ۔ گرہست میں یگیہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ دیو یگیہ (دیوتاؤں کیلئے) برہم یگیہ (ویدوں کے پڑھنے پڑھانے کیلئے۔ پتری یگیہ (بزرگوں کی ارواح کیلئے) نری یگیہ (مہمانوں کو کھانا دینے کے لئے) بھوت یگیہ (چھوٹے جانداروں کو کھلانے کیلئے) جو یگیہ سے بچے امرت کہلاتا ہے۔ اس کا کھانا ثواب ہے۔

۱۴ ہے زندوں کا غلے پہ دارو مدار
تو غلے کا بارش پہ ہے انحصار
ہو بارش جو یگ کا کریں اہتمام
مگر یگ ہوں کرموں سے پیدا تمام

۱۵ سبھی کرم ہوں برہم سے رونما
کرے برہم کو رونما لافنا
سو وہ برہم دنیا پہ چھایا ہوا
ہے یگ کے عمل میں سمایا ہوا

۱۶ اسی طرح دنیا کا چلتا ہے دور
جو اس دور سے ہٹ کے لے راہ اور
وہ خواہش کا بندہ گنہگار ہے
حیات اس کی دنیا میں بیکار ہے

۱۵ (۲) لافنا = اکشر (۱۵ (۱) برہم = پرکرتی = نیچر۔ بعضوں نے اسکا ترجمہ وید اور گیان کیا ہے مگر تلک مہاراج اور دیگر مفسر اس کا ترجمہ پرکرتی (فطرت) ہی کرتے ہیں ؛

۱۵،۱۴ منو سمرتی میں لکھا ہے "یگیہ میں آگ پر ڈالا ہوا ہون سورج کو پہنچتا ہے۔ سورج سے بارش ہوتی ہے۔ بارش سے غلہ پیدا ہوتا ہے۔ غلے سے زندگی"

۱۷ مگر آتما سے ہے جس کو لگن
فقط آتما میں رہے جو مگن
سدا آتما ہی سے خورسند ہے
کہاں پھر وُہ کرموں کا پابند ہے

۱۸ نہ کچھ اُس کو افعال سے فائدہ
نہ کچھ ترکِ اعمال سے فائدہ
نہ دل بستگی ہے جہاں سے اُسے
نہ کچھ مُدعا این و آں سے اُسے

۱۹ رہو اس لئے تم لگاوٹ سے دُور
بجا لاؤ فرض اپنے سب بالضرور
لگاوٹ نہ رکھو عمل میں پسند
اسی سے ملیگا مقامِ بلند

۱۷ (۱) یعنی جو مطلوب جس نہیں۔ (۱۷ تا ۱۹) انسان کیلئے دو راہِ عمل ہیں (۱) یا تو ریاضت سے اس دُنیا کا سکھ اور آئندہ کیلئے جنت کی طلب کرے یا (۲) فرائض کو ثمر کا خیال ترک کر کے بے لوث اور محض خدا کے لئے بجا لائے۔ پہلی راہِ عمل ویدوں کی ہے دوسری ویدانت کی گیتا (۱۹ میں) دونوں کو سمونا چاہتی ہے۔

۲۰ عمل سے بزرگوں نے پایا کمال
جَنک جیسے انساں ہوئے باکمال
اسی طرح نیکی کئے جاؤ تم
جہاں کو بھلائی دیئے جاؤ تم

۲۱ کوئی نامور شخص کرتا ہے کام
تو کرتے ہیں تقلید اُس کی عوام
بڑا آدمی جو بنائے اُصول
وُہی ساری دُنیا کریگی قبول

۲۲ مجھے دیکھ دُنیا کا دینا ہے کچھ
نہ تینوں جہانوں سے لینا ہے کچھ
کمی کچھ نہیں گو مجھے زینہار
مگر پھر بھی رہتا ہوں مصروف کار

۲۰ (۲) سری رام چندر جی بسشٹ جی ۔ ویدویاس جی۔ راجہ جنک اور بہت سے دیگر راج رشی باوجود دُنیادار ہونے کے عارف کامل ہی تھے اور دُنیا کا انتظام (لوک سنگرہ) بھی کرتے تھے۔

۲۲ (۲) تین جہان۔ زمین آسمان اور ان کے مابین کی دنیا یا عالم جسمانی عالم نفسانی اور عالم روحانی یا پاتال۔ پرتھوی اور سورگ یا عالم حیوانی۔ عالم انسانی اور عالم ملکوتی۔

۲۳ کروں میں نہ آن تھک لگاتار کام
تو رک جائیں دُنیا کے دھندے تمام
چلیں لوگ میری روش پہ سبھی
کریں کام وُہ بھی نہ ارجن کوئی

۲۴ جو ترکِ عمل میں کروں اختیار
اُجڑ جائے دُنیا سے ناپائدار
ہو ورنوں کا میرے سبب گھال میل
بگڑ جائے لوگوں کی ہستی کا کھیل

۲۵ ہوں جس طرح ناداں عمل میں مگن
انہیں کام ہی کی لگی ہے لگن
ہوں ویسے ہی دانا کے نشکام کام
رہے تا کہ لوگوں میں قائم نظام

۲۳-۲۴-انسان کے سامنے خدا کی اپنی مثال پیش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ گیتا کے فلسفہ کا منتہائے نظر انسان کو خدائی اخلاق سے متصف کرنا ہے۔

۲۵ (۱م) نشکام کرم۔ وہ کام جو انسان اپنے ثمر سے بے نیاز ہو کر کرے اور جس میں نتیجے سے تعلق نہ رکھے۔

۲۵ (۲م) نظام۔ لوک سنگرہ۔

۲۶ اگر مورکھوں میں عمل کا ہو جوش
مذبذب نہ ان کو کریں اہلِ ہوش
کریں یوگ میں رہ کے خود کاروبار
یونہیں اُن کو رکھیں وُہ مصروفِ کار

۲۷ یہ دُنیا کی رونق یہ کاموں کی دُھن
سبب ان کا اصلی ہیں فطرت کے گُن
مگر جس کے دِل میں اہنکار ہے
سمجھتا ہے خود کو کہ مختار ہے

۲۸ زبردست ارجن ہو جس پر عیاں
گنوں اور کرموں کا رازِ نہاں
رہے بے تعلق۔ کہ دُنیا کے کام
گنوں پر گنوں سے عمل کا ہے نام

۲۶ (۲) اہلِ ہوش۔ گیانی عارف۔ ۲۷-۱ اہنکار۔ خودی۔
۲۸ (۱) یہ گن تین قسم کے ہیں (۱) ستوگن یعنی وُہ صفاتِ علوی جو نیکی و راستی روحانی اور نورانی اعمال کی محرک ہیں (۲) رجوگن یعنی وہ صفاتِ دنیوی جو جذباتِ تلاشِ مسرت۔ حرکت جنگ اور کامیابی کی محرک ہیں۔
۲۸ (۳) تموگن یعنی وہ صفاتِ سفلی جو موہ جہالت تنزل اور تباہی کی تحریک ہیں۔ (۴) اعضائے احساس گن ہیں۔ اشیائے محسوس گن ہیں۔ سو گن ہی گنوں پر عمل کر رہے ہیں۔

۲۹ وہ مُورکھ جو مایا کے دھوکے میں آئیں
گُنوں اور افعال سے دِل لگائیں
وہ جاہل ہیں اور عقل میں خام کار
نہ ڈُبدا میں ڈالیں اُنہیں ہوشیار

۳۰ تو من اپنا پرماتما میں لگا
خودی و ہوس چھوڑ مت جی جلا
مجھے سونپ دے کام سب بے درنگ
اُٹھ ارجن اُٹھ ارجن ہو مصروفِ جنگ

۳۱ جو ہیں میری تعلیم پر کاربند
کریں نکتہ چینی کو جو ناپسند
عقیدت سے پابندِ ارشاد ہیں
وہ کرموں کے بندھن سے آزاد ہیں

۲۹ (۱) مایا = پرکرتی۔ فطرت۔ تمام افعال و اعمال کا سرچشمہ پرکرتی ہے جس کو مایا یا فریب نظر بھی کہا گیا ہے ۲۹ (۲) ہوشیار۔ گیانی۔ عارف ۳۰۔ خودی "میں" اور "میرا" کا خیال

۳۰ (۲) جنگ سے مراد ظاہری جنگ بھی ہے اور باطنی جنگ بھی (۳) عقیدت سے۔ دلی توجہ سے۔ وشواش سے ارشاد = راہ حق دکھانا۔ نیک تعلیم

۳۲ جو عامل نہیں میری تلقین پر
جو تکرار و حجّت کریں بیشتر
علوم اُن کے ہیں سب فریب و فتور
وُہ جاہل تباہی میں آئیں ضرور

۳۳ کوئی علم سے لاکھ پُرنُور ہے
مگر اپنی فطرت سے مجبور ہے
بشر اپنی فطرت بدلتا نہیں
یہاں جبر سے کام چلتا نہیں

۳۴ کبھی دل کو رغبت ہو محسوس سے
کبھی دل کو نفرت ہو محسوس سے
یہ رہزن ہیں دونوں نہ مرعوب ہو
تو غلبے سے ان کے نہ مغلوب ہو

---

۳۳ جبر و اکراہ سے فطری خواہشات کو فنا نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح جو خواص انسان میں جبلی طور پر پائے جاتے ہیں وُہ آخر ظاہر ہو کر رہتے ہیں۔ انسان صرف اتنا کر سکتا ہے کہ حواس پر قابو پا کر مکروہات کو دل تک نہ آنے دے اور دل کو پاک صاف رکھے۔

۳۴ انسان کو اعمال محض فرض سمجھ کر نفرت اور رغبت کے جذبات سے بلند رہ کر کرنے چاہئیں۔

۳۵ نہ لے غیر کا دھرم گو خوب ہے
کہ دھرم اپنا ناقص بھی مرغوب ہے
جو مرنا پڑے دھرم پر اپنے مر
تجھے غیر کے دھرم میں ہے خطر

ارجن کا سوال

۳۶ پھر ارجن نے پوچھا وُہ قوّت ہے کیا
کرے جس سے انساں گناہ و خطا
خطا کوئی کرنا نہیں چاہ سے
وُہ سب کچھ کرے جبر و اکراہ سے

شری بھگوان کا ارشاد

۳۵ یہاں دھرم سے مراد فرائض ہے۔ وہی کام کرو جسکی تمہاری فطرت میں اہلیت ہے اپنا فرض چھوڑ کر دوسرے کے فرائض اختیار کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ آگ کا دھرم جلانا ہے پانی کا تری پہنچانا۔ اگر پانی اپنا دھرم چھوڑ کر آگ کا دھرم اختیار کرے تو خود کو تباہ کر دیگا۔ پانی گرم ہونے سے بخارات بنکر ختم ہو جاتا ہے جو شخص ساری عمر سپہگری کرتا رہا ہو۔ اس سے جوہری اور زرگری کا کام کیونکر لیا جا سکیگا اور جو عمر بھر موسیقی کی تانیں اڑاتا رہا ہو اس سے تلوار کا کام کیونکر ہو سکے گا۔

۳۷ سُنا یہ تو بھگوان بولے کہ بس
غضب ناک دُشمن ہے تیری ہوس
سمجھ یہ رجوگن کی اولاد ہے
یہ لوبھی ہے پاپی ہے جلّاد ہے

۳۸ دھوآں رُخِ آتش کو جیسے چھپائے
رُخِ شیشہ پر جس طرح زنگ آئے
چھپے پیٹ میں ماں کے جیسے جنیں
ہوس سے چھپے گیان تیرا یونہیں

۳۹ ہے سب گیان والوں کی دُشمن ہوس
یہ پیچھا نہ چھوڑے گی رہزن ہوس
ہوس آگ ایسی ہے کُنتی کے لال
کہ اس آگ کا سیر ہونا محال

۳۷ کام یعنی ہوس سے کرودھ یعنی غضب پیدا ہوتا ہے۔ انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں ستوگن کا غلبہ ہو اور رجوگن اور تموگن اُس سے دب جائیں مثلاً درندوں میں رجوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔
درندوں جیسے کام انسان کے شایانِ شان نہیں ویسے ہی ہوس جو خلافِ عقل ہے۔ رجوگن سے پیدا ہوتی ہے اور ہوس پوری نہ ہونے سے غصہ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ ہوس آگ کی طرح ہے۔
"بجھوں جوں ایندھن ڈالئے بھڑکے اور زیادہ"

۴۰ حواس و دل و عقل اے نیک کام
ہوس کے لئے ہیں یہ تینوں مقام
یُہیں گیان انسان کا روپوش ہو
یُہیں تن کا باشی بھی مدہوش ہو

۴۱ اسی واسطے ارجن اے حق شناس
تو کر پہلے قابو میں اپنے حواس
ہوس کو فنا کر کہ ہے یہ گناہ
کرے گی یہی علم و عرفان تباہ

۴۲ حواس آدمی کے ہیں اعلیٰ تمام
مگر ان سے اونچا ہے من کا مقام
ہے من سے بڑا مرتبہ عقل کا
مگر عقل سے بڑھ کے ہے آتما

---

۴۰ انسانی ہستی کے دو جزو ہیں۔ پرکرتی (فطرت)، آتما (رُوح)۔ حواس، دل اور عقل پرکرتی کا جزو ہیں۔ اور انہیں پر ہوس کام کر کے علم و عرفان کو تباہ کر دیتی ہے۔ عام لوگ حواس دل اور عقل ہی کے ذریعے سے تکمیل انسانی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اصلی تکمیل روحانی تکمیل ہے وہ جب تک ہوس (کام) پر قابو نہ پالیں۔ تکمیل ناممکن ہے۔ تن کا باشی سے مراد جیو ہے۔

۴۳ سمجھ آتما عقل سے ہے بلند
بنا نفس کو رُوح کا پابند
ہوس ہے تری دُشمن خوفناک
زبردست ارجن اسے کر ہلاک
کرم یوگ نامی تیسرا ادھیائے ختم ہُوا

نوٹ

اس ادھیائے میں ذوقِ عمل کا سبق دیا گیا ہے۔ کرم (عمل) کے بغیر کوئی شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ زندگی کے لئے عمل ضروری ہے۔ اسلئے انسان کو چاہیئے کہ عمل کرتے ہوئے حواس کو قابو میں رکھے ہر کام محبت اور نفرت کے جذبات سے بالا ہوکر سرانجام دے خواہشاتِ نفسانی کو زندگی کی قربان گاہ پر قربان کرے۔ زندگی کو مسلسل یگیہ یا قربانی سمجھ کر پھل کی خواہش اور لگاؤ نہ رکھے سب کام خدا کیلئے کرے۔ سب جانداروں کو دیوتا کی شکل میں دیکھے ان کی خدمت کرے اور اُن سے خوش ہو زندگی خدمت کیلئے ہے اور فقط بے لوث خدمت کیلئے ہے:

---

۴۳ انسان کو اپنے قوائے جسمانی و دماغی کا حاکم ہوا و ہوس کو بنانا چاہیئے۔ بلکہ آتما کو بنانا چاہیئے۔ وہ کرموں کے بندھن میں پھنس کر نجات حاصل نہیں کر سکتا:

چوتھا ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

یہی یوگ جس کو نہیں ہے فنا
وِوَشوان کو میں نے پہلے دیا
منو نے لیا پھر وِوَشوان سے
منو سے لیا اس کو اِکشواک نے

چوتھے ادھیائے میں کرم اور اکرم کا فلسفہ خاص طور پر سمجھنے کے لائق ہے انسان قدرت کا آلۂ کار ہے اور اگر وہ اپنی خودی کو دور کرکے حقیقت کا علم حاصل کرے تو اس کا یہ خیال کہ "میں کر رہا ہوں" باطل ہو جائیگا اور اس کا کرم (فعل) بھی اکرم (عدم فعل) کا درجہ حاصل کریگا پھر اسی ادھیائے میں مختلف یگوں کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ سب سے افضل گیان یگیہ (عرفان) ہے۔ آتما اور پرماتما کے گیان ہی سے انسان کو نجات حاصل ہوتی ہے:۔ ۱۔ یہی یوگ۔ کرم یوگ جس کی تشریح کی جا چکی ہے۔ جس کو فنا نہیں۔ جس کو فنا نہیں۔ جس پر ماضی حال اور مستقبل کا اثر نہیں:۔ وِوَشوت کے معنی ہیں سورج: اکشواک۔ منو کا بیٹا اور سورج بنسی خاندان کا جد امجد تھا:۔

۲ یہی نسل در نسل آیا ہے یوگ
یہی راج رشیوں نے پایا ہے یوگ
مگر اب ہے دورِ زماں سے یہ حال
کہ اس یوگ کو آگیا ہے زوال

۳ یہی یوگ کا آج رازِ قدیم
بتایا ہے مَیں نے تجھے اے ندیم
کیا تجھ پہ سِرِّ خفی آشکار
کہ تُو بھگت میرا ہے اور دوستدار

ارجن کا سوال

۴ کہا سُن کے ارجن نے سُنئے حضور
جہاں میں ہُوا آپ کا اب ظہور

۲ (۲) راج رشی۔ وُہ راجہ جو حکومت کے باوجود عارف بھی ہوتے تھے۔

۳ (۲) ندیم۔ ہم نشین۔
(۳) سِرِّ خفی۔ چھپا ہُوا راز۔
(۴) بھگتا۔ پرستار۔

ویوشوان پہلے ہی موجود تھا!
تو یوگ آپ سے اُس نے کیونکر لیا؟

شری بھگوان نے فرمایا

۵ سُن ارجن ہوتے ہیں یہاں بار بار
تمہارے ہمارے جنم بے شمار
مجھے حال ان سب کا معلوم ہے
ترا حافظہ ان سے محروم ہے

۶ مری ذات ہے مالکِ کائنات
نہ اس کو ولادت نہ اس کو ممات
جو کام اپنی فطرت کو لاتا ہوں میں
ظہور اپنی مایا سے پاتا ہوں میں

۶ انسان اپنے کرموں کے باعث جنم لینے پر مجبور ہے اور گنوں اور پرکرتی کا تابع ہے لیکن پرکرتی خود میرے قابو میں ہے اس لئے میں اپنی مایا سے جو صرف فریبِ نظر ہے کام لیکر ظہور پاتا ہوں۔ میں جنم لیتا ہوا معلوم ہوتا ہوں گو در حقیقت وہ دنیوی معنوں میں جنم نہیں ہوتا۔

۷ تنزل پہ جس وقت آتا ہے دھرم
ادھرم آ کے کرتا ہے بازار گرم
یہ اندھیر جب دیکھ پاتا ہوں مَیں
تو انساں کی صورت میں آتا ہوں مَیں

۸ بھلوں کو بُروں سے بچاتا ہُوں مَیں
بُروں کو جہاں سے مٹاتا ہُوں مَیں
جڑیں دھرم کی پھر جماتا ہُوں مَیں
عیاں ہو کے یُگ یُگ میں آتا ہُوں مَیں

۹ جو ارجن سمجھ لے اِن اسرار کو
خدائی جنم اور کردار کو
وُہ مر کر مرے وصل سے شاد ہے
تناسخ کے چکّر سے آزاد ہے

۷ (۲) ادھرم - بے دینی ؛

۹ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کسطرح نرگُن پرمیشور گُن والی مایا میں ظاہر ہوتا ہے۔ پرمیشور کے اس کردار (فعل) کو سمجھنے سے کہ کس طرح کرم کرتے ہُوئے بھی کرم سے بے تعلّق رہا جا سکتا ہے۔ انسان نجات حاصل کر سکتا ہے ؛ تناسخ - آواگون - بار بار جنم لینا ؛

۱۰ گئی محو مجھ میں مجھی میں مقیم
تعلق سے آزاد بے رنج و بیم
سدا گیان تپ سے کریں پاک دل
مری ذات عالی میں جاتے ہیں رَل

۱۱ میرے پاس جس راہ سے لوگ آئیں
میں راضی ہوں ارجن مراد اپنی پائیں
اُدھر سے چلیں یا اِدھر سے چلیں
مرے سب ہیں رستے جدھر سے چلیں

۱۲ جو کرموں کے پھل کے ہیں طالب یہاں
کریں دیوتاؤں پہ قربانیاں
کہ فی الفور دُنیا میں انسان کی
مُرادیں ہوں کرموں سے حاصل سبھی

---

۱۰ - بیم - خوف ؛ گیان تپ - عرفان کی آگ جس سے تمام سنسکار اور گناہ جل جاتے ہیں۔ عرفان کے باعث حواس پر قابو ہو جاتا ہے۔ اس لئے طلب دُنیا اور اس کے نہ ملنے پر جوش اور غصّہ نہیں رہتا اور عارف چونکہ ہر طرف خدا ہی کو دیکھتا ہے۔ اس لئے بے خوف ہو جاتا ہے؛

۱۱ - اس شلوک میں کتنی فراخدلی پائی جاتی ہے۔ طالب حق اگر اس کی طلب سچی ہے۔ خدا کو پہنچ جاتا ہے خواہ وہ کسی مسلک پر کیوں نہ ہو؛ ۔ چوتھے شعر میں بوجہ ردیف ایطا ناگوار نہیں؛

۱۳ بنائے ہیں میں نے جو یہ ورن چار
یہ کرموں گنوں کی ہے تقسیمِ کار
میں خالق ہوں ان کا مگر بالضرور
عمل سے بری ہوں تغیر سے دُور

۱۴ نہ کرموں کا ہوتا ہے مجھ پر اثر
نہ کرموں کے پھل پر ہے میری نظر
جو ایسا سمجھتا مجھے پاک ہے
وُہ کرموں کے بندھن سے بیباک ہے

۱۵ سلف کے بزرگوں نے پاکر یہ بات
کئے کام دُنیا میں بہرِ نجات
اسی طرح تُو بھی کئے جا عمل
بزرگوں کے نقشِ قدم ہی پہ چل

۱۳ چار ورن۔ برہمن، کشتری، ویش، شودر۔ تشریح کے لئے دیکھو ۱۸ اشلوک ۴۱ "فرائض جدا سب کی خصلت جدا، کہ فطرت نے کی سب کی طینت جدا" اسی کے آگے دیکھو شلوک ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ میں چاروں کا دھرم بیان کیا گیا ہے۔

۱۶ سُن اب مجھ سے کرموں اکرموں کا راز
نہ دانا بھی جن میں کریں امتیاز
بتاتا ہوں کرموں کا رستہ تجھے
جو آزاد کر دے گا سنسار سے

۱۷ یہ لازم ہے کرموں کو پہچان تو
بُرے کرم جو ہیں اُنہیں جان تو
اکرموں کو کرموں سے کر لے جُدا
کہ گہرا ہے کرموں کا رستہ بڑا

۱۸ وُہ انساں جو کرموں میں دیکھے اکرم
اکرم اس کو آئے نظر عین کرم
وہ لوگوں میں دانا ہے اور ہوشیار
وُہ یوگی ہے گو سب کرے کاروبار

۱۶ (۴) سنسار۔ زندگی اور موت کا چکر۔
۱۶ تا ۱۸ کرم۔ عمل یا فعل۔ اکرم عدم فعل یعنی کام کرتے ہوئے یہ خیال بھی نہ آنا کہ میں کام کرتا ہوں۔ اگر انسان عمل کرتے ہوئے خودی کا خیال چھوڑ کر یہ سمجھ لے کہ سب فطرت کام کر رہی ہے اور وہ خود محض آلۂ کار ہے تو وہ کرم یعنی عمل کے باوجود کرم کر رہا ہے۔ لیکن جو نہ کام کرتے ہوئے بھی خودی کو نہ چھوڑے اور کہے میں کام نہیں کرتا وہ ترک عمل کے باوجود کرموں میں پھنسا رہتا ہے۔

۱۹ نہ خواہش کی ہو کام میں جس کے لاگ
جلادے عمل جس کے عرفاں کی آگ
عمل میں ثمر سے جو ہے بے نیاز
ہے دانا وہی پیشِ دانائے راز

۲۰ عمل میں نہیں جس کو پھل سے لگن
دلِ مطمئن میں رہے جو مگن
سہارا کسی کا نہ لے ایک پل
عمل اُس کا ہے عین ترکِ عمل

۲۱ اُمید و ہوس سے نہ ہے کچھ لگت
جو قابو میں ہے من تو قبضے میں تن
جو تن کام میں من رہے دھیان میں
تو پل بھی نہ گزرے گی عصیان میں

۱۹۔ وُہ آزاد انسان جسکی آتما شانت ہے کسی کام سے گریز نہیں کرتا بلکہ سمجھتا ہے کہ پرکرتی اُس سے کام لے رہی ہے۔ وُہ عرفان کے باعث کرموں کے بندھن سے آزاد ہوتا ہے اور سکونِ قلب خاموشی نیکی اور پاکیزگی سے سب کام کرتا ہے۔ اہنکار نہ ہونے سے ہوس جاتی رہتی ہے اور اس لئے کام کے پھل سے بے نیاز ہو کر کامل اطمینانِ قلب حاصل کر لیتا ہے

۲۱ عصیان۔ گناہ

۲۲ جو مل جائے لے کر وہی شاد ہے
نہ حاسد نہ پابندِ اضداد ہے
برابر ہیں جس کے لئے جیت ہار
عمل میں عمل کا نہیں وہ شکار

۲۳ تعلق سے جو پاک آزاد ہے
جو عرفاں میں قائم ہے دلشاد ہے
عمل یگ کی خاطر کرے جو سدا
تو کرم اُس کے ہوتے ہیں سارے فنا

۲۴ جو کریا میں دیکھے خُدا ہی خُدا
ہے اگنی خدا اور ہوی بھی خُدا
ہَوَن اور ہَوَن کرنے والا وُہی
خُدا سے جُدا وُہ نہ ہوگا کبھی

۲۲ (۴۵) اضداد سے مراد سکھ دکھ گرمی سردی جیت ہار وغیرہ کیفیات ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہیں جو ان سب کو یکساں سمجھتا ہے وہ پابند اضداد نہیں۔ ۲۳ (۲۴) اس کی تمام زندگانی خدا کی راہ میں قربانی کا حکم رکھتی ہے اسکا ہر عمل ترک عمل کا حکم رکھتا ہے اور وہ کرموں کے بندھن سے آزاد رہتا ہے۔

۲۴ ۔ اس یگیہ کو گیان یگیہ سمجھنا چاہیے یعنی ایسی قربانی جس کی بنیاد عرفان پر ہے۔

ہوی ۔ گھی سامگری وغیرہ جو ہون میں ڈالی جاتی ہے۔

۲۵ کئی کرم یوگی ہیں ان سے الگ
وہ بس دیوتاؤں کو دیتے ہیں یگ
جلا کر کئی آتشِ کبر یا
کریں یگ کو اُس یگ کے اندر فنا

۲۶ کئی ضبطِ دل سے جلائیں مدام
سماعت حسیں دوسری بھی تمام
کئی حس کی آتش میں کردیں فنا
سب اشیائے محسوس مثلِ صدا

---

۲۵ (۳-۲۴) یعنی جس طرح گھی اناج وغیرہ کو مادی آگ میں ہون کر کے یگیہ کیا جاتا ہے۔ وہ اِس تمام یگیہ ہی کو خدا کی آگ میں ہون کر دیتے ہیں۔

۲۶ اس شلوک میں دو یگیوں کا ذکر ہے۔ پہلا وہ جس میں ضبطِ دل کی آگ روشن کر کے اس میں حواس کو ہون کر دیا جائے۔ یعنی حواس کو اسطرح قابو میں رکھا جائے کہ اُن سے خوشی اور غم کے اثرات دل تک نہ پہنچیں۔ دوسرا یگیہ وہ جس میں حواس کی آگ روشن کر کے اس میں اشیائے محسوس کو ہون کر دیا جائے۔ یعنی اشیائے محسوس کا اثر حواس سے آگے نہ جانے دیا جائے مثلاً انسان آنکھیں رکھتا ہوا بھی اشیائے ممنوعہ کو نہ دیکھے۔ کان رکھتے ہوئے بھی کسی کی بُرائی نہ سُنے اور حواس کو محض پاک اور غیر ممنوعہ محسوسات تک پہنچنے دے۔

۲۷ کئی ضبط سے یوگ ایسا کمائیں
دل وجاں میں عرفاں کی آتش جلائیں
ہوں افعالِ حِس یا ہوں افعالِ دَم
اِسی گیان اگنی میں کر دیں بھسم

۲۸ کئی دھن سے اور تپ سے کرتے ہیں یگ
کئی یوگ اور جپ سے کرتے ہیں یگ
کئی لوگ کرتے ہیں یگ گیان سے
وہ عہد اپنا پورا کریں جان سے

---

۲۷ اس شلوک میں عرفان کے یگیہ کا ذکر ہے جو اُوپر کے یگیوں سے مختلف ہے اس میں حواس پر جبر کئے بغیر علم وعرفان کے ذریعہ سے خود بخود وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو حبسِ دَم اور ضبطِ حواس سے حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے یہ ذہنی اور قلبی ریاضت ہے ؛

۲۸ اس شلوک میں یگیہ د ریاضت) کے مختلف اقسام کا ذکر ہے ؛
(۱) وہ یگیہ جس میں قیمتی اشیا دھن دولت غلہ وغیرہ کی قربانی دی جائے ؛
(۲) وہ یگیہ جس میں جسم کو اذیت پہنچائی جائے یا کسی عضو کو سکھا دیا جائے جیسے تپسوی لوگ کرتے ہیں ؛
(۳) وہ یگیہ جس میں کرم یوگ سے فرائض کی تکمیل کی جائے یہ بھی ریاضت ہے ؛
(۴) وہ یگیہ جس میں اوراد و وظائف سے ریاضت کی جائے ؛
(۵) وہ یگیہ جس میں علم وعرفان کے حصول اور حقائق پر غور و خوض سے کام لیا جاتا ہے یہ اعلےٰ ترین ریاضت ہے ؛

۲۹ کئی حبسِ دم میں دکھائیں کمال
کہ یگ اُن کا ہے روکنا دم کی چال
وہ دم اپنے کرتے ہیں قربان یوں
دروں میں بروں اور بروں میں دروں

۳۰ کئی رکھ کے ضبطِ غذا اپنے بدن
کریں پرانا پہ پران اپنے بدن
انہیں یگ کے اسرار معلوم ہیں
وہ یگ کے سبب پاک معصوم ہیں

۳۱ وہ امرت کے لقمے جو یگ سے بچیں
انہیں کھانے والے خدا میں رچیں
ہے ارجن وہ محروم چھوڑے جو یگ
نہ یہ جگ ہی اُس کا نہ اگلا ہی جگ

---

۲۹ دروں (اندر) جاتے ہوئے دم (سانس) کو پران اور بروں (باہر) جاتے ہوئے دم (سانس) کو اپان کہتے ہیں۔ حبسِ دوام سانس روکنا یہ مشق خیال کو جمانے کیلئے کی جاتی ہے۔

۳۰ یگیہ کے ریاض کا مدعا تزکیہ نفس ہے یعنی جذبات سفلی پر قابو پاکر جذبات عالیہ کو نمایاں کرنا اور جسمانی خوشی کو چھوڑ کر روحانی خوشی حاصل کرنا۔

۳۱ انسان کو چاہئے پہلے دوسروں کو کھلائے پھر خود کھائے۔

۳۲ بہت یگ کے اعمال دستور ہیں
جو برہم یعنی ویدوں میں مذکور ہیں
کہ یگ سارے کرموں کی اولاد ہیں
جو ایسا سمجھ لیں وہ آزاد ہیں

۳۳ کریں ساز و ساماں سے انسان یگ
مگر سب سے بہتر سمجھ گیان یگ
سُن ارجن اگر تجھ کو پہچان ہے
کہ ہر کرم کی انتہا گیان ہے

۳۴ جو گیانی ہیں تو اُن کی تعظیم کر
حصولِ اُن سے عرفان کی تعلیم کر
سمجھ اُن سے سب کچھ بہ عجز و نیاز
تو کر اُن کی سیوا تو سیکھ اُن سے راز

---

۲۷ سنسکار سے بچنے کے لئے اور نجات حاصل کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان خود کرم (عمل) نہیں کرتا۔ بلکہ سب کام نیچر کرتی ہے۔ رُوح پرسکون اور عمل سے فارغ ہے۔ یگیہ بھی نیچر کا فعل ہے (۳۳) اُس یگیہ سے جس میں اشیائے دنیوی سے کام لیا جائے۔ دنیوی فوائد حاصل ہونگے اور اُس یگیہ سے جس میں گیان (عرفان) سے کام لیا جائے نجات حاصل ہوگی۔ اس لئے گیان یگیہ افضل ہے۔
۳۴ (۳۴) ریاضت کے اعمال سے دل کی پاکیزگی اور عرفان حاصل ہوتا ہے۔

۳۵ جو ارجن ملے گیان اُلجھن ہو دُور
تو ہو اس حقیقت کا تجھ پر ظہور
کہ سارا جہاں ہے تری ذات میں
تری ذات یعنی مری ذات میں

۳۶ جو فاسق ہے تو یا گنہگار ہے
گنہگار بندوں کا سردار ہے
تو پھر گیان نیّا پہ ہو جا سوار
گناہوں کے ساگر سے کر دیگی پار

۳۷ سُن ارجن جو انبار خاشاک ہے
لگے آگ اس میں تو سب خاک ہے
یونہی گیان اگنی سے جاتے ہیں جل
بُرے ہوں عمل یا بھلے ہوں عمل

۳۵ (۳۶ و ۳۷) اس شلوک میں آتما اور پرماتما کی وحدت کا سبق دیا گیا ہے اور یہی وحدت الوجود تصوف کی جان ہے۔
علم۔ جب تک انسان میں اہنکار (خودی) موجود ہے۔ وہ خود کو افعال و اعمال کا فاعل سمجھتے ہوئے ان کے
ثمر کا خواہاں ہے اور نیک و بد کا ذمہ وار ہے لیکن جب اُس کو یہ عرفان ہو جائے کہ فاعل حقیقی خدا کی
قدرت ہے۔ تو وہ اعمال کی جزا و سزا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ گویا عرفان کی آگ میں اس کے
تمام کرم جل جاتے ہیں؛

۳۸ نہیں شے جہاں میں کوئی گیان سی
کرے پاک فطرت جو اِنسان کی
اگر پختگی یوگ میں پائے گا
تو خود گیان بھی اُس کو ہو جائے گا

۳۹ وہ گیانی ہے جس کو ہو پختہ یقیں
حواس اپنے رکھے جو زیرِ نگیں!
اُسے گیان حاصل ہو انجام کار
وہ پائے خدائی سکون و قرار

۴۰ وہ جاہل نہیں جس کو دل کا یقیں
تذبذب سے پہنچے فنا کے قریں
رہے ڈگمگاتا نہ ہو شادماں
یہ دُنیا ہے اُس کی نہ اگلا جہاں

۳۸ (۲) برھم گیان (یعنی خدا کا عرفان) انسان کے دل کو پاک صاف کرکے اسے گناہوں سے مبرا کر دیتا ہے:

۳۸ (۴) وہ کرم یوگ اور دھیان یوگ میں لگ کر آتما کا گیان حاصل کر لیتا ہے:
۴۰ (۱) جس کو اپنی آتما، شاستروں اور گرو پر یقین نہیں:

۴۱ گیا یوگ سے جس نے ترکِ عمل
کٹے گیان سے جس کے وہم و خلل
وہی آتما کا جسے گیان ہے
کہاں اُس کو کرموں سے نقصان ہے

۴۲ جہالت سے پیدا ہوئے ہیں جو شک
مٹا گیان کی تیغ سے یک بیک
اُٹھ اے بھارت اور چھوڑ سب وہم خام
تو رکھ یوگ میں دل کو قائم مدام

گیان یوگ نامی چوتھا ادھیائے ختم ہوا

۴۲ جو شکوک و شبہات جہالت سے پیدا ہوتے ہیں وہ عرفان کے نور سے دور ہو جاتے ہیں۔ ان آخری شلوکوں میں بتلایا گیا ہے کہ نجات صرف حسن اعمال یا محض عرفان سے نہیں مل سکتی بلکہ دونوں کے ملاپ سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر گیان حاصل نہ ہو تو کرموں کا بندھن نہیں ٹوٹتا اور محض کرم یوگ عرفان کے بغیر ناکافی ہے۔

پانچواں ادھیائے

ارجن نے کہا

۱ کبھی کرم یوگ آپ اچھا بتائیں
کبھی کرم سنیاس کے گن سنائیں
ہے بھگوان کون ان میں مرغوب تر
عمل ہے کہ ترکِ عمل خوب تر؟

شری بھگوان کا جواب

۱ کرم سنیاس = ترک عمل:

پچھلے شلوکوں میں جہاں ایک طرف سانکھیہ فلاسفی کے مطابق ترکِ عمل کے گن بتلائے گئے ہیں۔ وہاں کرم یوگ (فلسفہ عمل) کی خوبیاں بھی بیان کی گئی ہیں۔ عمل میں ترک اور ترک میں عمل" دیکھنے کا جو فلسفہ بیان کیا گیا ارجن اس کی مزید تشریح طلب کرتا ہے:

۲ کہی سُن کے بھگوان نے پھر یہ بات
ہیں ترک اور عمل دونوں راہ نجات
فضیلت میں لیکن ہے بڑھکر عمل
کہ ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل

۳ سدا سنّیاسی اُسے جانئے
ہو نفرت کسی سے نہ رغبت جسے
مقیّد نہ پابند اضداد ہے
سُن ارجن وہی مردِ آزاد ہے

۴ وہ ہیں طفلِ ناداں جہالت میں غرق
جو سنیاس اور یوگ میں پائیں فرق
جو دونوں سے اک میں بھی کامل ہُوا
تو پھل اس کو دونوں کا حاصل ہُوا

۳ اُسے سنیاسی نہ سمجھنا چاہیئے جو دُنیا سے بیزار ہو کر جہالت سستی یا ناکامی کی وجہ سے تارک ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا بزدلی اور منافقت ہے۔ سچا سنیاسی وہ ہے جو اعمال میں مشغول رہتے ہوئے بے لوث راہِ عمل اختیار کرنے اور اپنے دل کو سکھ دکھ نفع نقصان ہار جیت وغیرہ سے آزاد رکھے۔

۵ تجھے سانکھ سے جو ملے گا مقام
وہی یوگ سے پائے گا لا کلام
ذرا دیکھ رکھتا اگر آنکھ ہے
وہی یوگ ہے اور وہی سانکھ ہے

۶ رہ یوگ سے جو کنارا کرے
تو مشکل ہے سنیاس پانا اُسے
مُنی یوگ ہی میں جو کایل ہُوا
وصالِ خُدا اس کو حاصل ہُوا

۷ جو سرشار ہے یوگ میں مستقل
حواس اُس کے بس میں ہیں وُہ صاف دِل
جسے جان اپنی ہی ہر جان ہے
کہاں اُس کو کرموں سے نقصان ہے

۵۔ تارک الدنیا لوگ جو گیان یوگ یا ویدانت کے عامل ہیں سانکھیہ کہلاتے ہیں۔ وہ نجات حاصل کرنے کیلئے ذکر فکر مراقبہ وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں اسی طرح کرم یوگی جو کام کے پھل سے بے نیاز ہو کر تمام اعمال خدا کے لئے کرتے ہیں۔ وہ بھی دل کی پاکیزگی کی وجہ سے نجات حاصل کرتے ہیں اس لئے سانکھیہ اور کرم یوگی کی منزلِ مقصود ایک ہی ہے۔ یعنی موکش (نجات) ہے

۶ (۳) مُنی۔ گیان میں مصروف رہنے والا۔ عارف ؛

۸ حقیقت کا ہے جس کو علم و یقین
سمجھتا ہے "میں کچھ بھی کرتا نہیں"
سُنے دیکھے چھُو لے کبھی سونگھ لے
وہ کھائے پھرے سانس لے اونگھ لے

۹ وہ دے اور وہ لے اور وہ بولے کبھی
کبھی آنکھ موندے تو کھولے کبھی
مگر وہ ہمیشہ یہ کرلے قیاس
"کہ محسوس کی سیر دیکھیں حواس"

۱۰ رہے بے تعلق کرے جب عمل
خدا ہی کی خاطر کرے سب عمل
خطا سے ہمیشہ رہے گا بری
کنول کے نہ پتے پہ ٹھیرے تری

---

۹ (۸،۹) ایسا آدمی عمل میں ترکِ عمل مشاہدہ کرتا ہے اور کہتا ہے "میں نہیں دیکھتا بلکہ آنکھیں دیکھتی ہیں میں نہیں سنتا بلکہ کان سنتے ہیں۔ میں نہیں سونگھتا بلکہ ناک سونگھتی ہے" وغیرہ۔ میرا آتما عمل سے بالا ہے۔

۱۰ اس کے تمام اعمال عرفان کی آگ میں سوختہ ہو چکے ہیں وہ ظاہری طور پر نہیں بلکہ دل سے ترکِ عمل کر چکا ہے اس کو نہ کام کے کرنے کی پروا ہے نہ نجات کی فکر۔ وہ سنسار کے جھگڑوں سے آزاد رہتا ہے۔

۱۱ جو یوگی ہیں کرتے ہیں نشکام کام
نہیں کام میں کچھ لگاوٹ کا نام
لگائیں وہ تن من خرد اور حواس
کہ دل کی صفائی سے ہوں روشناس

۱۲ جو یوگی ہے سرشار چھوڑے گا پھل
سکونِ ابد لائیں اُس کے عمل
جو یوگی نہیں وہ ہوس کا فقیر
رہے پھل کی خواہش میں ہر دم اسیر

۱۳ یہ نَودر کی اِک راجدھانی ہے تن
رہے چین سے جس میں شاہِ بدن
کرے خود نہ اوروں سے لے کوئی کام
کرے ترکِ اعمال دل سے مدام

---

۱۱ (۱) نشکام کرم۔ وہ کام جس میں پھل کی خواہش نہ ہو بے غرض کام ؎

۱۲ (۱) یوگ میں سرشار یوگ یکت۔ یوگ میں منہمک ؎ ۱۲ (۲) سکونِ ابد چونکہ وہ کام خدا کیلئے کرتا ہے اور پھل سے بے نیاز ہے اسی لئے ناکامی میں کبھی مایوس نہیں ہوتا اور پُرسکون رہتا ہے ؎

۱۳ راجدھانی۔ دارالسلطنت ؎ نودر سے مراد جسم کے نو سوراخ ہیں ؎ شاہِ بدن۔ آتما جو پُرسکون ہے کیونکہ کام سب پرکرتی کرتی ہے جس میں اعضا حواس دل اور عقل شامل ہیں ؎

۱۴ وہ مالک عمل اور نہ عامل بنائے
نہ کرموں کو کرموں کے پھل سے ملائے
یہ مایا کی ہیں کار فرمائیاں
یہ مایا ہی کرتی ہے سب کچھ عیاں

۱۵ نہ لے گا کسی سے بھی پرماتما
کسی کی نکوئی کسی کی خطا
جہالت ہے عرفاں پہ چھائی ہوئی
تو دنیا ہے چکر میں آئی ہوئی

۱۶ مگر جن کو حاصل ہے عرفان کا نور
کرے گیان ان کی جہالت کو دور
کہ سورج ہو جب گیان کا ضوفشاں
تو پرماتما کی ہو صورت عیاں

۱۴ (۱) وہ مالک۔ پربھو۔ سانکھیہ فلاسفی والے دو ابدی ہستیوں پرش اور پرکرتی (فطرت) کو مانتے ہیں جن میں سے فاعل صرف پرکرتی ہے۔ ویدانت اور گیتا وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک خدا جو نرگن (بے صفات) ہے پرسکون ناظر اور شاہد ہے حرکت اور عمل خدا کی مایا سے ہو رہے ہیں۔ جو ایک فریب نظر ہے۔

۱۵ اگر تم خود کو پرکرتی کا جزو سمجھتے ہو تو کرموں کے بندھن میں پھنسے ہوئے ہو اگر تم خود کو آتما سمجھتے ہو تو آزاد ہو۔

۱۷ جو دیں روح اور عقل اس میں لگا
اسی میں ہوں قائم اسی پر فدا
پہنچ جائیں اُس تک تو واپس نہ آئیں
کرے گیان دُور اُن کی ساری خطائیں

۱۸ جو گیانی ہے یکساں نظر اُس کو آئے
وہ ہاتھی ہو کُتا ہو یا کوئی گائے
وہ ہو برہمن عالم و بُرد بار
کہ چنڈال ناپاک مُردار خوار

۱۹ مساوات میں دل لگائے ہوئے
جسم پر وہ قابو ہے پائے ہوئے
ہے بے عیب و یکساں جو ذاتِ خدا
رہے ذات میں اُس کی قائم سدا

۱۷ نام اور رُوپ کی دُنیا کا خیال چھوڑ کر خدا میں انہماک حاصل کرنے والے گناہوں سے بری اور سنسار کے چکر سے پار ہو جاتے ہیں۔

۱۸ گیانی تمام جاندار اشیا اور تمام انسانوں پر یکساں طور سے مہربان ہوتا ہے وہ ان سب میں وہی آتما دیکھتا ہے اور ان کے اجسام کو خدا کی پرکرتی کا مظہر سمجھتا ہے۔

۱۹ مساوات۔ سب کو برابر سمجھنا۔

۲۰ وہ عارف خدا میں رہے استوار
نہ اُلجھن اُسے ہو نہ دِل بے قرار
مسرت جو پائے تو شاداں نہ ہو
مضرت جو پہنچے پشیماں نہ ہو

۲۱ نہ اشیائے ظاہر سے اس کو لگن
ہے آنند سے آتما میں مگن
جو برھم یوگ ہی سے سروکار ہے
دوامی مسرت میں سرشار ہے

۲۲ تعلق سے پیدا جو ہوتا ہے سُکھ
اُسی سے نمایاں ہو آخر میں دُکھ
جو سُکھ کا بھی آغاز و انجام ہے
تو دانا کہاں اُس سے خوش کام ہے

۲۰-۲۱ ان میں جیون مکت کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں یعنی اس شخص کے جس کا من آزاد ہے۔

۲۱ حواس فانی اشیائے محسوس فانی، فانی کے فانی سے ملاپ سے جو خوشی کا احساس ہوتا ہے وہ بھی فانی۔ آتما لازوال ہے اس میں سرشار ہونے سے جو آنند حاصل ہوتا ہے وہ بھی لازوال ہوگا۔

۲۲ اشیائے محسوس کے تعلق سے جو خوشی ہوتی ہے اُن کے جاتے رہنے پر وہی غم میں مبتدل ہو جاتی ہے۔

۲۳ نہ چھوڑا ابھی جس نے تن کا قفس
مگر کر لئے زیر طیش و ہوس
اسیر بدن رہ کے آزاد ہے
تو انساں وہ یوگی ہے دل شاد ہے

۲۴ وہ یوگی رہا ہے جس کے من میں سرور
مسرّت ہو دل میں تو سینے میں نُور
سمجھ لیجئے حق سے واصل اُسے
کہ ہو برھم نروان حاصل اُسے

۲۵ رشی مِٹ چکے جن کے جُرم و قصور
جنہیں خود پہ قابو دوئی سے جو دُور
جو سب کی بھلائی کے خواہاں رہیں
ملے برھم نروان آخر انہیں

۲۳ دُنیا میں اُسی انسان کو آنند حاصل ہوتا ہے جو کام اور کرودھ پر قابو پالے۔ اگر ایسا نہیں تو دولت حکومت مال اولاد ان سب سے راحت کی بجائے رنج والم حاصل ہوتا ہے؛

۲۴، ۲۵ برھم نروان۔ وصالِ خدا؛ یوگی اپنی ذات کو خدا کی ذات میں محو کر کے واصل بحق ہو جاتا ہے۔

۲۶ نہ غصّہ ہے جن میں نہ زنگِ ہوس
خیال و طبیعت پہ ہے جن کا بس
ملا آتما کا جنہیں گیان ہے
انہیں ہر طرف برھم نروان ہے

۲۷ مُنی جو نہ محسوس سے دل لگائے
میانِ دو ابرو نظر کو جمائے
برون اور درون کے برابر ہوں دم
مساوی چلے ناک سے زیر و بم

۲۸ حواس و دل و عقل کرے جو رام
تلاشِ نجات اُس کا دن رات کام
نہ ڈر ہے نہ غصّہ نہ لالچ کہیں
نجات اُس مُنی کو ملی بالیقین

---

۲۶ کرم یوگی پہلے اپنے من کو صاف کرتا ہے پھر عرفان حاصل کرتا ہے پھر (کاموں کا پھل چھوڑتے ہوئے) ترکِ عمل کا درجہ پا لیتا ہے اور آخر میں اسے نجات حاصل ہو جاتی ہے ہر طرف سے مراد ہے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد بھی۔

۲۷ و ۲۸ ویں شلوک میں دھیان یوگ کا ذکر ہے جس پر عمل کرنے سے انسان جیون مکت کرم یوگی ہو جاتا ہے۔

۲۹ مجھے شاہِ ارض و سما جو کہے
جو سمجھے۔ ہیں یگ تپ مرے ہی لیے
جو مانے مجھے خلق کا غمگسار
اُسی کو ملے گا سکون و قرار

سنیاس یوگ نامی پانچواں ادھیائے ختم ہوا

نوٹ

پانچویں ادھیائے میں کرم سنیاس اور کرم یوگ میں فرق بتایا گیا ہے۔ دونوں کا مقصد حصُول نجات ہے۔ کرم سنیاس پر سب لوگ عامل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس میں دُنیا کو ترک کر کے صرف گیان دھیان میں مصروف رہنا ہوتا ہے۔ کرم یوگ پر سب عامل ہو سکتے ہیں۔ یہ فرائض کو اس طور پر سرانجام دینے کا نام ہے کہ انسان جو کام بھی کرے وُہ بے تعلّق ہو کر پھل کی خواہش کو ترک کر کے سُکھ دُکھ سے بے نیاز ہو کر اور ہر کام کو خدا کا کام سمجھ کر سرانجام دے۔ اسی سے برہم نروان (وصال باری) حاصل ہو گا۔

۲۹ کرم مارگ یعنی راہِ حُسن عمل کی منزلِ مقصود بھی یہی ہے کہ انسان خدا کو پہچانے اور اُس سے واصل ہو۔ انسان کی ریاضت اور قربانیاں خدا ہی کے لئے ہونی چاہئیں۔ کیونکہ وہی سب جہانوں کا مالک۔ اور تمام مخلوقات کا رب ہے۔

چھٹا ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

سُن ارجن جو انساں کرے سب عمل
فرائض بجالائے ڈھونڈے نہ پھل
وہ یوگی ہے اور سنیاسی ضرور
نہ وہ جو رہے آگ کریا سے دُور

۱ (۱) آگ سے مراد یگیہ کی آگ اور کریا سے مراد کرم کانڈ یا دوسرے اعمال ہیں: تارک الدنیا سنیاسی کرم کانڈ اور یگیہ کے اعمال چھوڑ دیتا ہے لیکن یگیہ کی آگ روشن نہ رکھنے یا ترکِ اعمال سے سنیاس حاصل نہیں ہو سکتا۔ اصل ترک دل کا ترک ہے جبکہ انسان فرائض پورے کرتا رہے۔ لیکن انکے ثمرے کو دل میں جگہ نہ دے۔ نشکام کرم کرنے والے کو یوگ اور سنیاس دونوں کے مدارج حاصل ہو جاتے ہیں ۔

۲ وہی جس کو سنیاس کہتے ہیں لوگ
سُن ارجن وہی ہے وہی خاص یوگ
کہ خود یوگ میں مرد کامل نہیں
جو چھوڑے نہ فکرِ چناں و چنیں

۳ مُنی وہ جسے یوگ درکار ہے
عمل ہی عمل اُس کا ہتھیار ہے
مگر یوگ سے جب وہ ہو کامگار
تو ہتھیار ہیں پھر سکون و قرار

۴ نہ محسوس اشیا سے جس کو لگن
عمل سے لگاوٹ نہ اس میں مگن!
نہیں جس کو فکرِ چناں و چنیں
کہیں یوگ کا اس کو مسند نشیں

۲تا۴ فکرِ چناں و چنیں۔ سنکلپ۔ آئندہ کیلئے تجاویز اور ان کے نتائج کے متعلق تفکرات۔
۳ (۴) جب نشکام کرم کرنے سے انسان یوگ میں کمال حاصل کر لیتا ہے۔ تو اپنے من کا مالک ہو کر سکونِ قلب کے ذریعے سے آتما میں مگن اور خدا کے خیال میں سرشار رہنے لگتا ہے اور صحیح معنوں میں وہ مُنی یعنی خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔

۵ مناسب نہیں خود کو انساں گرائے
وہ خود کو ابھارے وہ خود کو اُٹھائے
کہ انساں خود اپنا ہی غمخوار ہے
وُہ اپنا ہی بدخواہ و غدّار ہے

۶ کرے نفس کو اپنے زیرِ نگیں
تو خود اپنا غمخوار ہے بالیقیں
مگر جس کو قابو نہیں نفس پر
وُہ دشمن ہے اپنے لئے سر بسر

۷ جسے نفس پر اپنے ہے اختیار
اُسی کو ہو پرماتما میں قرار
ہو گرمی کہ سردی ہو غم یا خوشی
ہو عزّت کہ ذلت ہیں یکساں سبھی

۵، ۶ ان شلوکوں میں انسان کا فعل مختار ہونا بیان کیا گیا ہے یعنی اس کو نیک و بد اعمال اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہے اور وُہ فطرت (پرکرتی) پر قابو پاسکتا ہے:

۷ جب تک آتما پرکرتی (فطرت) کے گنوں (ستو، رجو، تمو) میں گھری رہتی ہے اُسے جیو آتما یا کھیتر گیہ کہتے ہیں (جسم کھیتر ہے اور روح کھیت کا راز جاننے والی ہے۔ اس لئے اس کو کھیتر گیہ کہتے ہیں) اور جب یہ ان گنوں سے آزاد ہو جاتی ہے تو یہی آتما پرماتما کہلاتی ہے:

۸ وہ سرشار یوگی رہے استوار
ملے علم و عرفاں میں جس کو قرار
حواس اس کے ہیں زیرِ مضبوطِ دل
ہیں یکساں اُسے زر ہو مٹی کہ سِل

۹ وہ یوگی ہے افضل جسے ہوں سب ایک
سگے دوست بے لاگ احباب نیک
ہوں ثالث کہ دشمن دلآزار ہوں
وہ دھرماتما ہوں کہ بدکار ہوں

۱۰ جو یوگی ہے وہ یوگ تنہا کمائے
الگ رہ کے دل آتما میں لگائے
رہے اس کے قابو میں تن ہو کہ من
امید و ہوس سے نہ ہو کچھ لگن

---

۸ علم۔ گیان۔ سائنس عرفان: گیان، روحانی علم: کثرت میں وحدت کی تلاش۔
۱۰ یوگ کے طالب کو کام لوبھ اور آشا سب ترک کر دینے چاہئیں۔ اس سے من شانت ہوگا۔
پھر حواس پر قابو پاکر تنہائی میں یوگ کی مشق کرے۔ اگر من اور حواس پر قابو نہیں تو گپھاؤں میں جا کر بھی ہوائی قلعے بناتا رہیگا۔ دنیادار کو بھی کچھ وقت گوشہ نشینی اور ذکر فکر کے لئے نکالنا چاہئیے۔

۱۱ کُشا گھاس پر مِرگ چھالا بچھائے
پھر اُس مِرگ چھالا پہ چادر لگائے
جما اُس پہ آسن کرے اعتکاف
نہ اُونچی نہ نیچی جگہ پاک صاف

۱۲ سکوں چِت کو دے لَو منجی سے لگائے
حواس و تخیّل کو قابو میں لائے
جمے اپنے آسن پہ وُہ مستقل
کرے یوگ کو سادھ کر پاک دِل

۱۳ سر و پُشت و گردن جھکائے نہ وہ
بدن کو ہلائے جُلائے نہ وُہ
جمائے نظر ناک کی نوک پر
نگاہیں نہ بھٹکیں اِدھر اور اُدھر

۱۱ مِرگ چھالا۔ ہرن کی کھال: اعتکاف۔ عبادت کے لئے گوشہ نشینی:

۱۲ من کی کرنیں جو ہر طرف بکھری ہوتی ہیں انکو ایک نقطے پر جمع کرے جب جسم فانی پر دھیان جمائیگا تو جسم فنا اور تغیر کے غبار میں غائب ہوتا ہوا نظر آئیگا اور سوا آتما کے جو باقی اور لازوال ہے کچھ باقی نہ رہیگا۔ پہلے خیالات منتشر پریشان کرینگے۔ لیکن مشق سے جلد ہی یکسوئی ہونے لگ جائیگی:

۱۳ اپنے جسم سر اور گردن کو سیدھا کرے:

۱۴ رہے پُر سکوں بے خطر مستقل
تجرّد پہ قائم ہو قابو میں دل
مری ذات سے لَو لگائے ہوئے
مرے دھیان میں دل جمائے ہوئے

۱۵ اگر یوگ وہ یُوں کماتا رہے
تو من اُس کا قابو میں آتا رہے
سکوں آتما میں سما جائے گا
وہی میرا نِروان پا جائے گا

۱۶ نہ حاصل کرے یوگ بسیار خوار
نہ وُہ جس کا ہو بھوک سے حال زار
بہت سونے والا بھی پائے نہ یوگ
بہت جاگنے سے بھی آئے نہ یوگ

---

۱۴ تجرّد۔ برہمچاریہ یعنی مجرد (عورت سے علیحدہ) رہنے کا عہد ۔ ۱۵ (۱) نِروان۔ نجات ؛
۱۵ پرکرتی (مادہ ۔ نیچر) اور پرماتما میں سے ایک ہستی کو اپنے لئے چُن لو۔ اگر پرماتما کو چُن لیتے ہو تو حواس اور من پر قابو پاکر پرماتما کے دھیان میں لگو اور یہاں تک پرماتما میں دھیان لگاؤ کہ خود پرماتما سے واصل ہو جاؤ۔ یہی نِروان اور نجات ہے ؛
۱۶ بسیار خوار۔ بہت کھانے والا ؛

۱۷ ہو یوگی کے ہر کام میں اعتدال
غذا اور آرام میں اعتدال
مناسب ہی جاگ اور مناسب ہی خواب
مٹاتا ہے یوگ اُس کے درد و عذاب

۱۸ اگر اُس کے قابو میں دائم ہو من
فقط آتما ہی میں قائم ہو من
رہے لذتِ نفس سے دُور دُور
وہ سرشار ہے یوگ میں بالضرور

۱۹ ہوا کی نہ ہو موج جنباں کی رَو
تو لرزے کہاں شمع روشن کی لَو
یُہیں ہوگا یوگی کو حاصل ثبات
خیال اُس کے بَس میں تو مَن محو ذات

۱۸ (دلم) وہ یوگ یُکت ہے یعنی یوگ میں منہمک اور سرشار ہے۔

۱۹ انسان کا من شمع کی لَو کی طرح ہے اور نفسانی خواہشات ہوا کی طرح ہیں جب تک ہوا چلتی رہیگی شمع اپنا سر دھنتی رہے گی جب تک ہوس غالب ہے دل کو سکون و قرار کہاں؟

۱۸ آتما میں لفظ مَن چت کیلئے استعمال کیا گیا ہے جو مَن کا وہ حصّہ ہے جہاں پہلے پہلے خیال پیدا ہوتا ہے۔

۲۰ جہاں من کو آئے سکون و قرار

ریاضت کرے دل کا دُور انتشار

جہاں من میں ہو آتما کا ظہور

کرے مطمئن آتما کا سرور

۲۱ جہاں بے نہایت ہو راحت نصیب

حِسوں سے بعید اور خرد کے قریب

جہاں ہو حقیقت سے انساں نہ دُور

رہے آتما میں قیام و سُرور

۲۲ جہاں اس کو ملنے سے آئے یقیں

کہ دولت کوئی اِس سے بڑھ کر نہیں

جہاں اس میں جم کر وہ آجائے سُکھ

کہ جنبش نہ دے اُس کو دُنیا کا دُکھ

---

۲۰ سے ۲۳ تک کے شلوک اکٹھے پڑھے جائیں یہ حل کرتے بتاتے ہیں کہ یوگ کیا ہے جب حواس پر قابو پا کر محسوسات کو من تک نہ پہنچنے دیا جائے تو من کو سکون و قرار حاصل ہو جاتا ہے اور یوگی کو آتما کا سرور حاصل ہو جاتا ہے اور وہ ہر طرف آتما ہی کا ظہور دیکھتا ہے ؛

۲۱ بے نہایت ۔ بے انت جو ختم نہ ہو ایسی راحت حواس سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ عقل و تمیز سے ؛

۲۳ جہاں غم ہے باقی نہ کچھ سوگ ہے
یہی یوگ ہے ہاں یہی یوگ ہے
اسی یوگ میں دِل یقیں سے جماؤ
اسی یوگ سے تم عقیدت دکھاؤ

۲۴ خیالوں کی اولاد حرص و ہوا
اِنہیں یک قلم دُور کرتا ہُوا
حواس اپنے سمت سے گھیر کر
دلی ضبط سے اُن کا رُخ پھیر کر

۲۵ جسے عقل پر اپنی ہو اختیار
وہ حاصل کرے رفتہ رفتہ قرار
کرے اُس کا من آتما میں قیام
نہ اُس کو خیال دوئی سے کام

۲۴ حرص و ہوا۔ محض فکر و خیال (سنکلپ) سے پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں قطعی طور پر دور کر دینا چاہئے اور شائبہ تک دل میں چھپا کر نہ رکھنا چاہئے۔

۲۵ جس قدر مشق بڑھے گی اُسی قدر دل کو سکون حاصل ہوگا۔

۲۶ من انساں کا چنچل ہے اور بے قرار
رہے دوڑتا بھاگتا بار بار
وہ بھاگے تو باگ اُس کی جھٹ موڑ دے
حفاظت میں پھر روح کی چھوڑ دے

۲۷ وہ یوگی جسے من میں آئے سکوں
رجوگن سے دل جس کا پائے سکوں
خدا سے ہو واصل گناہوں سے دُور
اُسی کو میسّر ہو اعلیٰ سرور

۲۸ جو یوگی رہے یوگ میں استوار
گناہوں سے دامن نہ ہو داغدار
اُسی کو ملے نعمت بیکراں
کہ پائے وصالِ خدائے جہاں

۲۶ انسان کا دل حواس کی لذات کی طرف بھاگتا ہے اگر تم اُس کو قابو میں رکھو اور روحانیت کی چاٹ لگادو تو وہ حواس کے عارضی مزے چھوڑ کر روح کے لافانی مزے اُٹھانے لگے گا اور اس کی بیتابی دُور ہو جائیگی:
۲۷ - ۲۸ ایسا یوگی جیون مُکت ہو جاتا ہے یعنی اسے جیتے جی نجات مل جاتی ہے:

۲۹ اگر یوگ میں نفس سرشار ہے
تو پھر یہ حقیقت نمودار ہے
کہ ہر شے میں ہے آتما کی نمود
تو ہر شے کا ہے آتما میں وجود

۳۰ جو ہر سمت پاتا ہے میرا ہی نُور
مجھی میں جو ہر شے کا دیکھے ظہور
کبھی مجھ سے منہ موڑ سکتا نہیں
کبھی میں اُسے چھوڑ سکتا نہیں

۳۱ جو کثرت میں وحدت کا دیکھے سماں
جو پُوجے مجھے ہوں جو سب میں عیاں
وہ یوگی رہے گو کسی ڈھنگ میں
مجھی سے ہو واصل وہ ہر رنگ میں

---

۲۹ یوگی ظاہر کی آنکھ سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ہر چیز میں ایک ہی آتما کا ظہور پاتا ہے، اور محسوس کرتا ہے۔ جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے:

۳۰ میں ہر وقت اس کے سامنے ہوں اور وہ ہر وقت میرے سامنے ہے:

۳۲ سُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی سُکھ
دُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی دُکھ
جو سب کو کرے اپنے جیسا خیال
سُن ارجن کہ یوگی ہے وہ باکمال

ارجن کا سوال

۳۳ سکوں کا جو مجھ کو سکھایا ہے یوگ
مرے دل کو بھگوان بھایا ہے یوگ
بنا اس کی لیکن نہیں مستقل
کہ چنچل ہے چنچل ہے چنچل ہے دِل
۳۴ یہ بھگوان! بے کل ہے پُرشور دِل
کہ سرکش ہے ضدی ہے منہ زور دِل

۳۳، ۳۴- کوئی ریاضت مفید نہیں ہو سکتی جب تک حضورِ قلب سے دل کو ایک مرکز پر جما کر نہ کی جائے۔ لیکن انسان کا من چنچل ہے کوشش کر کے دیکھو خیال پر خیال چلا آتا ہے اور ایک نقطہ پر دل کو جمانا مشکل ہوتا ہے من نہ فقط چنچل ہے بلکہ سرکش اور ضدی بھی ہے اس کو قابو میں رکھنا آسان کام نہیں؀

نہ قابو میں آئے کسی حال میں
ہوا بند ہوتی نہیں جال میں

شری بھگوان کا ارشاد

۳۵ کہا ئسن کے بھگوان نے اے قوی
دل انساں کا پُر شور چنچل سہی
ہے ویراگ اور مشق میں یہ کمال
دل آجائے قابو میں کُنتی کے لال
۳۶ اگر نفس پر ضبطِ کامل نہیں
تو پھر یوگ انساں کو حاصل نہیں
مگر نفس پر ہو جسے اختیار
مناسب وسائل سے ہو کامگار

۳۵ (۳) ویراگ - راگ یعنی لگاؤ کا نہ ہونا۔ خواہش کا نہ ہونا۔ محسوسات سے بے نیاز رہنا اور صرف آتما میں دھیان رکھنا:
جب حواس کے ذریعے محسوسات کا اثر دل تک پہنچتا ہے تو وہاں خواہش بے چینی اور اضطراب پیدا ہو جاتے ہیں۔ ویراگ سے محسوسات کی طرف بے توجہی ہونے سے دل میں سکون پیدا ہو جاتا ہے:

ارجن کا سوال

۳۷ پھر ارجن نے پوچھا بھٹکتا ہے جو
اسی راہ میں سر پٹکتا ہے جو
عقیدت تو ہے جانفشانی نہیں
عقیدت سے پہنچے گا وہ بھی کہیں؟
۳۸ قوی دست! جو موہ میں پھنس گیا
رہِ حق میں جو ڈگمگاتا رہا
تو کیا وہ یہاں اور وہاں سے گیا؟
جو بادل پھٹا آسماں سے گیا؟
۳۹ کریں میرے اس شک کو بھگوان دُور
طبیعت کو حاصل ہو عرفان کا نُور

---

۳۷ یہ سوال اُس شخص کے متعلق کیا گیا ہے جو یوگ کو مانتا ہے لیکن حواس اور من پر قابو نہیں پا سکتا اسلئے ایک جنم میں یوگ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ عقیدت سے مراد اعتقاد و بھروسہ۔ شردھا۔

۳۸ اعمال اگر امید ثمر سے کئے جائیں تو انکی جزا بہشت کی صورت میں ملیگی اور اگر ثمر اور جزا کا خیال ترک کرکے کئے جائیں تو نجات یعنی خدا کا وصال ملیگا۔ ارجن پوچھتا ہے کہ کیا موہ (فریب) میں پھنسنے والا ان دونو صورتوں سے خالی رہا؟

کوئی دوسرا ہے جہاں میں کہاں
کرے دُور میرے جو وہم وگماں

شری بھگوان نے فرمایا

۴۰ سن اے پیارے ارجن وہ انسان بھی
نہ دونوں جہاں میں فنا ہو کبھی
کہ دنیا میں جو نیک کردار ہے
تباہی میں کب وہ گرفتار ہے؟
۴۱ یہ سچ ہے اُسے یوگ حاصل نہیں
ہو نیکوں کی دُنیا میں جا کر مکیں
بہت مُدّتوں میں وہ لے پھر جنم
وہاں ہوں جہاں نیکی و زر بہم

۴۰ تا ۴۴ شلوکوں میں لکھا ہے کہ جو شخص ایک جنم میں یوگ میں کمال حاصل نہیں کرتا اُسکی کوشش رائیگاں نہیں جاتی وہ اگلے جنم میں اسی درجہ سے شروع کرتا ہے جس کو وہ حاصل کر چکا ہے اور مزید ریاضت سے آگے ترقی کرتا ہے؛

۴۱ (۴۱) جس گھرانے میں نیکی اور دولت اکھٹے ہوں؛

۴۲ وہ ہو ورنہ ایسے گھرانے کا لال
ہوں یوگی جہاں عاقل و باکمال
جنم ایسا مشکل ملے اے حبیب
سعادت یہ ہو شاذ و نادر نصیب

۴۳ وہ دنیا میں پائے جو تازہ حیات
ہوں سب اُس میں پچھلے جنم کے صفات
کرے بڑھ کے پہلے سے کسب کمال
کہ تکمیل حاصل ہو جائے زوال

۴۴ اسی سابقہ مشق کے زور سے
وہ مقصود کی سمت بہتا چلے
ہوا یوگ کا علم جس کو پسند
وہ لکھے سے ویدوں کے جائے بلند

۴۳، ۴۴۔ تناسخ کے عقائد کے مطابق انسان کا کوئی فعل رائیگاں نہیں جاتا۔ یوگ کی راہ میں سعی و کوشش سے جس قدر مدارج وُہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگلے جنم میں ان ہی سے آگے وہ ترقی کرتا ہے؛

۴۴ (۴) لفظی ترجمہ "وُہ شبد برہمن سے آگے چلا جاتا ہے"۔ شبد برہمن سے مراد ویدوں سے لی جاتی ہے؛

۴۵ کیئے جا رہا ہے جو یوگی جتن
تو پاپوں سے ہو پاک صاف اُس کا من
جنم پر جنم لے کے پائے کمال
کہ حاصل ہو آخر خدا کا وصال

۴۶ تپسوی سے اعلےٰ ہے یوگی کی شان
بڑی اس کی گیانی سے بھی آن بان
ہیں کم اُس سے جو کرم کانڈی ہیں لوگ
پھر ارجن ہے کیا دیر لے تو بھی یوگ

۴۷ وہ یوگی یقیں جو مجھی پر جمائے
مجھی میں فقط آتما کو لگائے
جو میری پرستش میں شاغل رہے
وہ سب یوگ والوں میں کامل رہے

دھیان یوگ نامی چھٹا ادھیائے ختم ہوا

۴۶ اس شلوک میں کرم یوگی کو تپسوی سے (جو ریاضت سے جسم کو اذیت پہنچاتا ہے) اور گیانی سے (جو سانکھیہ فلاسفی اور دیگر علوم سے مزین ہے) اور کرم کانڈی سے (جو ہیمانسا کے رسوم ادا کرتا ہے) افضل بتایا گیا ہے۔ ایسا یوگی خدا کا بھگت ہے جو سب میں ایک پرماتما ہی کا ظہور دیکھتا ہے اور اس لئے سب سے محبت رکھتا ہے؛

ساتواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

سُن ارجن! اماں مجھ میں پلائے ہوئے
مری ذات میں لَو لگائے ہوئے
تجھے یوگ کی مشق کا دھیان ہو
تو سُن کس طرح میری پہچان ہو

اس ادھیائے کا عنوان ہے "گیان وگیان یوگ" یعنی علم و عرفان کا یوگ۔ اس میں ذاتِ باری تعالےٰ کا علم بذریعہ شہود یعنی عالم محسوس اور بذریعہ بطون یعنی عالم غیر محسوس حاصل کرنے کا سبق دیا گیا ہے:
گیان یعلم روحانی علم معرفت۔ عرفان: وگیان تجربی علوم (طبیعات وغیرہ) وگیان میں "وحدت سے کثرت" کا ظہور دیکھا جاتا ہے اور گیان سے "کثرت میں وحدت" کا جلوہ نظر آتا ہے: پنچر خدا کی ادنے فطرت ہے روح جسکی مظہرِ حیات ہے خدا کی اعلیٰ فطرت ہے تمام اشیا خدا ہی کی مالا میں پروئی ہوئی ہیں یعنی اسکے سہارے سے قائم ہیں۔ اشیا کے خواص بھی سب خدا ہی کا مظہر ہیں۔ لیکن خُدا خود ان خواص اور صفات سے بالا ہے مایا ایک طرح کا پردہ ہے جو خدا اور انسان کے مابین حائل ہے اسی مایا کے پردے کو دُور کرنے سے عرفان کا درجہ حاصل ہوتا ہے:

۲ میں کرتا ہوں وہ رازِ کامل بیاں
کرے علم وعرفاں جو تجھ پر عیاں
یہ پہچان کر سب کو پہچان لے
جو ہے جاننے کا وہ سب جان لے

۳ ہزاروں میں ہوگا کوئی خال خال
رہے جس کو فکرِ حصولِ کمال
ہو اِن باکمالوں میں کوئی بشر
جو میری حقیقت سے پائے خبر

۴ یہ مٹی یہ پانی یہ آگ اور ہوا
یہ آکاش دُنیا پہ چھایا ہُوا
یہ دانش یہ دل یہ خیالِ خودی
ہے اِن آٹھ حصّوں میں فطرت مری

---

۴ پرمیشور کا ظہور دو قسم سے ہے پہلی قسم کو اپرا پرکرتی (ادنےٰ فطرت) کہتے ہیں۔ اسکے آٹھ عناصر حسب ذیل ہیں۔ (۱) مہاں یا مہت (ادراک) (۲) اہنکار (تخیر یا خودی) (۳) پانچ تن ماترہ (عناصر خمسہ) مٹی پانی آگ، ہوا اور آکاس (۴) من ؛ دوسری قسم کو پرا پرکرتی (اعلیٰ فطرت) کہا گیا ہے جس کو جیو یا روح یا پُرش بھی کہتے ہیں ؛

۵ یہ فطرت تو ادنیٰ ہے سُن او قومی
مگر میری فطرت ہے اِک اور بھی
وہ فطرت ہے اعلیٰ بنے جو حیات
اسی سے تو قائم ہے کُل کائنات

۶ انہی فطرتوں سے ہے سب ہست و بود
انہی کے شکم سے ہوئے سب وجود
سو مجھ سے ہے آغازِ عالم تمام
مری ذات میں سب کا ہوا اختتام

۷ سُن ارجن نہیں کچھ کہیں میرے سوا
نہ ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا
پرویا ہے سب کچھ مرے تار میں
کہ ہیرے ہوں جیسے کسی ہار میں

۶ انہی سے مراد ادنےٰ اور اعلیٰ دونوں قسم کی پرکرتی ہے چونکہ ہر دو قسم کی پرکرتیوں (فطرتوں) کا منبع ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ اس لئے اگرچہ (بظاہر) اجسام کی بود و نبود عناصر کے اجتماع اور انتشار سے ہوتی ہے مگر درحقیقت آغاز بھی خدا سے ہے۔ اور انجام بھی اسی سے یعنی اگرچہ فطرت کے اوصاف سے حواس و دل و دانش یا روح حیات وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے مگر ان کا خالق حقیقی وہی پرماتما ہے۔

۷ سورج چاند ستارے وغیرہ سب خدا ہی کے سہارے قائم ہیں۔

۸ میں پانی میں رس چاند سورج میں نور
میں ہوں اوم ویدوں میں جس کا ظہور
صدا مجھ کو آکاس میں کر خیال
میں مردوں میں مردی ہوں کُنتی کے لال

۹ میں مٹی کے اندر ہوں خوشبوئے پاک
میں ہوں آگ میں شعلۂ تابناک
میں جانِ جہاں جانداروں میں ہوں
ریاضت عبادت گزاروں میں ہوں

۱۰ سن ارجن میں ہوں بیج ہر ہست کا
میں وہ بیج ہوں جو نہ ہوگا فنا
میں دانش ہوں اُن کی جو ہیں ہوشیار
میں تابش ہوں اُن کی جو ہیں تابدار

۸ ویں سے ۱۲ ویں شلوک تک یہ ارشاد ہوا ہے کہ نہ فقط عناصر ہی ذاتِ باری کا مظہر ہیں بلکہ اشیا کے صفات بھی اُسی سے ہیں یعنی ذائقہ، نور، صوت، مردمی، خوشبو، چمک، جان، ریاضت، دانش، تابش، قوت، خواہش وغیرہ سب کا مبدا وہی ذاتِ باری ہے۔

۱۰ (۲) جب درخت اُگتا ہے تو اس کا بیج فنا ہو جاتا ہے۔ میں ایسا بیج ہوں کہ دنیا کے پیدا ہو جانے پر بھی فنا نہیں ہوتا۔

۱۱ میں ہوں قوت و زورِ مردِ جری
مگر ہوں ہوا و ہوس سے بری
سُن ارجن میں خواہش ہوں انسان کی
جو دشمن نہ ہو دھرم ایمان کی
۱۲ مجھی سے ہے فطرت ستوگن کہیں
مجھی سے رجوگن تموگن کہیں
مگر میں بری ان سے ہوں بالیقیں
یہ مجھ سے ہیں لیکن میں ان سے نہیں
۱۳ گنوں سے ہوئے وصف تینوں عیاں
ہوئے جن سے گمراہ اہلِ جہاں
سمجھتے نہیں لوگ میرا کمال
کہ بالا ہوں میں ان سے اور بے زوال

---

۱۲ (۱۲) اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پرمیشور نہ فقط ان تمام اشیا پر حاوی ہے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے بلکہ اُن سے وسیع تر ہے اسکی ذات محسوسات تک محدود نہیں بلکہ ان سے ماورا بھی ہے یا یہ کہ اگرچہ اس گنوں والی دنیا کی مختلف شکلیں پرمیشور ہی سے پیدا ہوئیں مگر اس کی نرگن ذات میں کوئی اختلاف نہیں وہ گنوں کے حادث اثرات سے بالا ہے:

۱۴ گُنوں سے جو مایا ہوئی آشکار
یہ مایا ہے یا فطرت کردگار
کہاں اس سے انساں کبھی پار ہوں
فقط پار میرے پرستار ہوں

۱۵ جو گمراہ بدکُن ہیں اور پُر خطا
کرے گیان گُن اُن کے مایا فنا
پسند اُن کو سیرت ہے شیطان کی
مرے پاس آتے نہیں وہ کبھی

۱۶ سُن ارجن ہیں میرے پرستار چار
طلب گار میرے نکوکار چار
دُکھی شخص یا علم کی جس کو دُھن
طلب زر کی یا جن میں ہوں گیان گُن

۱۵ (۳) شیطان۔ اُس بدی کی وہ طاقتیں جو دیوتاؤں سے برسرپیکار رہتی ہیں۔ بدطینت لوگ، مایا کے فریب میں آکر خدا کو بھلا دیتے ہیں اور ان میں حق و باطل کی تمیز نہیں رہتی وہ جسمانی عیش و آرام کیلئے چوری ڈاکہ زنی قتل و خون وغیرہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں ۔

۱۶ خدا ان کو یاد آتا ہے جو مصیبت میں مبتلا ہوں یا طالب حق ہوں یا جن کو زر و مال کی طلب ہو یا عارف حقیقی ہوں ان سب میں عارف کو فوقیت حاصل ہے ۔

۱۷ جو گیانی ہے چاروں میں سردار ہے
مجھی میں یکدل ہے سرشار ہے
کرے ذاتِ یکتا کی بھگتی سدا
میں پیارا ہوں اس کا وہ پیارا مرا

۱۸ پرستار ہر ایک گو نیک ہے
جو گیانی ہے مجھ سے مگر ایک ہے
وہ یکدل ہے اور اُس سے یکدل ہوں میں
وہ قائم ہے اور اُس کی منزل ہوں میں

۱۹ جنم پر جنم لے کے گیانی ضرور
پہنچ جائے آخر کو میرے حضور
وہ جانے کہ سب کچھ ہے جانِ جہاں"
مہا آتما ایسا ہو گا کہاں

۱۸ (۳) یکدل = یک چت ؛

۱۹ (۳) جانِ جہاں ۔ واسدیو ۔ وُہ قوت جو عالم کے اندر واسُو (مکین) ہے ؛

۱۹ عارف مختلف جنموں میں یوگ کی مشق اور نشکام کام کرتا ہُوا خدا کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول ہو کر بالآخر مجھ تک جو اس کے باطن کی روح رواں ہوں پہنچ جاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے میں ہی ہوں ؛

۲۰ ہوا و ہوس سے جو مجبور ہیں
ہوئے گیان سے اُن کے دِل دُور ہیں
کریں دوسرے دیوتاؤں سے پریت
لگا لیں طبیعت سے پوجا کی ریت

۲۱ کسی روپ کا بھی پرستار ہو
یقیں سے عبادت میں سرشار ہو
پرستار ایسا بھٹکتا نہیں
میں کرتا ہوں مضبوط اُس کا یقیں

۲۲ پرستش وہ ذوقِ یقیں سے کرے
جسے دیوتا مان لے مان لے
وہ پاتا ہے زورِ یقیں سے مُراد
جو دراصل ہوتی ہے میری ہی داد

---

۲۲ تمام عبادت کا اجر دینے والا وہی خدائے بالا و برتر ہے۔ بعض لوگ دولت صحت وغیرہ کے لئے دیوتا مختلفہ کی پوجا کرتے ہیں۔ ایسی عبادت مستقل اجر سے خالی ہوتی ہے۔ زورِ یقین ہو تو خدا ہی ان کی حاجتیں پوری کر دیتا ہے۔ اگرچہ وہ سمجھتے ہیں کہ اُنہوں نے دیوتاؤں کو منا کر ان سے فائدہ اُٹھایا ہے حالانکہ خیر و شر خدائے برتر ہی سے حاصل ہوتی ہے اور بس ؛

۲۳ جو ناداں نہیں گیان میں ہوشیار
پرستش سے پھل پائیں ناپائدار
جو دیوتاؤں کو پوجیں وہ دیووں کو پائیں
پرستار میرے مرے پاس آئیں

۲۴ میں چشم جہاں سے نہاں ہوں نہاں
مگر مجھ کو ناداں سمجھ لیں عیاں!
وہ مجھ کو نہیں جانتے بے مثال
مری ذات عالی ہے اور بے زوال

۲۵ جو میں یوگ مایا سے مستور ہوں
جہاں کی نظر سے بہت دور ہوں
یہ مورکھ زمانہ نہیں جانتا
کہ میرا جنم ہے نہ مجھ کو فنا

---

۲۳ دیوتاؤں کو پوجنے والے آدمیوں کا روحانی عروج دیوتاؤں سے آگے نہیں جا سکتا۔ لیکن دیوتا صرف خدا کا مظہر ہیں اور ان کو خدا کی سی بقا قیام اور قدرت حاصل نہیں۔ اس لئے دیوتاؤں کے پجاری عبادت کا اجر تو پاتے ہیں مگر وہ مستقل لازوال اور پائدار نہیں ہوتا۔ یہ مرتبہ خالص خدا ہی کے دلدادہ حاصل کر سکتے ہیں:

۲۶ جو گزری ہوئی ہستیاں ہیں سبھی
جو موجود ہیں اب کہ ہوں گی ابھی
سُن ارجن میں ان سب سے ہوں باخبر
کسی کو نہیں علم میرا مگر

۲۷ یہ دھوکے کی ٹٹی ہیں اضداد سب
یہ ہیں شوق و نفرت کی اولاد سب
انہی سے تو ارجن یہ خلقت تمام
پراگندہ رہتی ہے یوں صبح و شام

۲۸ وہ اِنساں بھلے جن کے اعمال ہیں
گناہوں سے جو فارغ البال ہیں
نہ اضداد سے اُن کو دھوکا نہ غم
مری بندگی میں ہیں ثابت قدم

۲۷ اگر انسان کا نقطۂ نگاہ بلند ہو جائے اور وہ اشیائے عالم کو علوی اور خدائی نظر سے دیکھے تو سُکھ دکھ رنج و راحت۔ ہار جیت وغیرہ کے اضداد اُس کے لئے سب یکساں ہو جاتے ہیں اور اُن کا تضاد جاتا رہتا ہے۔ ؎

"حقیقت ذرا ہوشمندی سے دیکھ"
"برابر ہیں سب گھر بلندی سے دیکھ"

۲۹ مجھی کو سمجھ کر جو اُمید گاہ
بڑھاپے سے اور موت سے لیں پناہ
انہیں برہم کی خوب پہچان ہے
پھر ادھیاتم اور کرم کا گیان ہے

۳۰ ادھی بھوت جو لوگ مانیں مجھے
ادھی دیو ادھی یگ بھی جانیں مجھے
وہ یکدل ہیں چت اُن کے ہموار ہیں
دمِ نزع بھی مجھ سے سرشار ہیں

گیان وگیان نامی ساتواں ادھیائے ختم ہُوا

۲۹ ادھیاتم = روح کی حقیقت ؛ کرم = اعمال کی حقیقت ؛

۳۰ ادھی بھوت۔ اجسام کی حقیقت ؛ ادھی دیو۔ دیوتاؤں کی حقیقت ؛
ادھی یگیہ۔ قربانیوں کی حقیقت ؛ دمِ نزع۔ مرتے وقت ؛

مراد یہ ہے کہ ان حقائق کا لُب لباب میری ذات کو سمجھتے ہیں اور مجھی کو اپنا ملجا اور ماوا جانتے ہیں ؛

آٹھواں ادھیائے

ارجن کا سوال

۱　پھر ارجن نے پوچھا یہ بھگوان سے
کہ پروشوتم اب مجھ سے فرمائیے
ہے برہم ادھیاتم سے کیا مدعا؟
ہیں کرم اور ادھی بھوت ادھی دیو کیا؟

۱　(۲) پروشوتم۔ اتم پرش۔ افضل ترین ذات۔ افضل ترین ہستی۔

(۳ و ۴) برہم۔ ادھیاتم کرم۔ ادھی بھوت۔ ادھی دیو کے معانی صفحہ ۱۰۷ پر ملاحظہ ہوں

آٹھویں ادھیائے میں سات باتوں کا ذکر ہے (۱) خدا (۲) روح (۳) کرم یعنی اعمال و افعال (۴) مادی دنیا (۵) دیوتا (۶) عبادت (۷) موت کے وقت خدا کی یاد۔ عرفان کے لئے ان سب کا جاننا ضروری ہے۔ ضمناً وقت اور چاروں جگوں کا بھی ذکر آیا ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں جگ برہما کے ایک دن کے برابر ہیں۔ انسانی زندگی کے سو برس بھی ایک لمحہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے اس لمحہ کو خدا کے دھیان ہی میں صرف کرنا انسان کی زندگی کا بہترین مقصد ہے۔

۲ ادھی یگ ہے کیا چیز بتلایئے
ہمیں تن میں ہے کون فرمایئے
جسے دل پہ قابو ہے مرتے ہوئے
مدھوکش، تمہیں کیسے پہچان لے

شری بھگوان نے فرمایا

۳ ہے برھم ہستی عالی و بے زوال
تو ادھیاتم اشیا کی فطرت کا حال
وہ قدرت ہوئی جس سے مخلوق سب
وہ ہے کرم خلق جہاں کا سبب

۲- ادھی یگ دیکھو منتر ۱۔ مدھوکش۔ مدھوسودن۔ مدھو جو ایک اسر (شیطان) تھا اُسے مار دینے والا مطلب یہ ہے کہ میرے شکوک کے مدھو کو بھی میرے اندر سے دور کر دیجئے۔

۳ برھم۔ لازوال خدا۔ آتما بھی ہستی لازوال ہے اس لئے برھم کے لئے عالی کا لفظ زیادہ کیا گیا ہے ۳، ۴ شلوکوں کی لوگوں نے مختلف توجیہات کی ہیں گیتا کے مفسر اعظم تلک کے مطابق تشریح اسطرح ہو سکتی ہے:۔ تخلیق عالم کے متعلق لوگوں کے نظریئے طرح طرح کے ہیں بعض

۴ ادھی بھوت فانی وجودِ جہاں
پُرش ہے ادھی دیوا روحِ رواں
ادھی یگیہ سن اے فخرِ اہلِ وجود
میں خود ہوں کہ میری ہے تن میں نمود

سمجھتے ہیں اشیا عناصر (مہا بھوت) سے پیدا ہوئیں اس نظریئے کو ادھی بھوت کا نظریہ کہینگے دوسرے کہتے ہیں کہ دنیا ایک بہت بڑا یگیہ ہے اسلئے پرمیشور کو یگیہ نارائن کہتے ہیں اور یگیہ ہی سے اسکی عبادت کرتے ہیں اس نظریہ کو ادھی یگیہ کا نظریہ کہینگے تیسری قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اسکا سبب مادی اشیا نہیں بلکہ پُرش یا دیوتا ہے جو ہر شے کے اندر موجود ہے اور جو اسکا حقیقی فاعل ہے مثلاً مادی سورج کے کرے کی روح رواں ایک دیوتا ہے جسکا نام سورج دیوتا ہے یہ نظریہ ادھی دیو کا نظریہ کہلائیگا چوتھی قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ ہر چیز کے اندر دیوتا نہیں بلکہ جسطرح انسان کے اندر روح ہے اسی طرح ہر چیز میں الگ آتما ہے اور وہی اس چیز کی اصل ذات حقیقت ہے اس نظریئے کو ادھی آتمک نظریہ کہینگے پانچویں قسم کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نام اور روپ کی دنیا کرم (عمل اور حرکت) سے رونما ہوئی ہے کیونکہ جب تک کوئی عمل (کرم) صادر نہ ہو کوئی غیر محسوس ہستی محسوس صورت میں ظاہر نہیں ہوتی۔ یہ کرم کا نظریہ ہے اس تیسرے اور چوتھے شلوک سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ خواہ آپ یگیہ کا نظریہ لیں خواہ دیوتاؤں کا خواہ عناصر کا خواہ ارواح کا خواہ کرم کا سب میں اصل حقیقت وہی ذاتِ خدا ہے اور اسی کا سب ظہور ہے۔

۵ جب انساں جہاں سے گزرتا ہُوا
مری ہی کرے یاد مرتا ہُوا
تو پھر اِس میں شک کا نہیں احتمال
اُسے مر کے حاصل ہو میرا وصال

۶ جب انساں بدن کو کہے خیر باد
کرے آخری وقت جس شے کو یاد
تو ارجن اُسی شے سے واصل ہو وہ
لگائی تھی لَو جس سے حاصل ہو وہ

۷ مجھے یاد ارجن بہر رنگ کر
لئے جا مرا نام اور جنگ کر
فدا مجھ پہ کر دانش و دل مدام
مرا وصل پائے گا تو لاکلام

---

۶ انسان کا موجودہ جنم اسکے سابقہ اعمال سے متشکل ہوا ہے اور آئندہ جنم اسکی موجودہ روش پر منحصر ہے موت صرف تبدیلی کا نام ہے جسم چھوٹ جاتا ہے مگر جیوآتما اپنی منازل طے کرنے میں مصروف رہتی ہے زندگی بھر جیسے خیال اور عمل ہونگے ویسے ہی مرتے وقت دل پر حاوی ہونگے اور مرنے کے بعد آتما ویسی ہی صورت اختیار کریگی اس سے صاف ظاہر ہوا کہ بد اعمالیوں کے بعد صرف آخری وقت کی توبہ یا کسی تیرتھ یا بنارس یا گنگا میں جاکر پران تیاگنے ہی سے نجات نہیں مل سکتی بلکہ نجات انسان کی ساری زندگی کے لاتعداد عمل کا نتیجہ ہے ؎

۸ اگر یوگ کی مشق ہو مستقل
کسی غیر کا جب ہو خواہاں نہ دل
ہو پُر نور عالی پُرش کا خیال
تو حاصل اسی سے ہو ارجن وصال

۹ جو کرتا ہے یادِ خدائے علیم
پناہِ جہاں بادشاہِ قدیم
جو سورج سا پُر نور ظلمت سے دُور
خفی سے خفی ماورائے شعور

۱۰ جو بھگتی کرے یوگ سے مستقل
جو مرنے پہ رکھتا ہے مضبوط دِل
پران اپنے دو ابروؤں میں جمائے
تو پُر نور عالی پُرش کو وہ پائے

۸، ۱۰ پرم پرش دِ یو۔ منور ہستی بالا و برتر۔ ۹ علیم۔ سرب گیانی۔ عالم الغیب۔
ظلمت۔ تاریکی (جہالت کی)۔ خفی سے خفی۔ باریک ذرہ سے بھی باریک تر۔
ماورائے شعور۔ اچنت روپ۔ بعید از فہم۔ سمجھ سے باہر۔
۱۰ من کو یکسو کرکے پران کو پہلے نچلے چکروں میں جمائے پھر دل کے کنول پر پھر اسے سوشم سے لیجا کر
ام الدماغ میں قائم کرے۔

۱۱ سُن اب مختصر مجھ سے وُہ راہِ یوگ
مجرّد رہیں شوق میں جس کے لوگ
جہاں بے غرض اہلِ سنیاس جائیں
جسے وید داں غیر فانی بتائیں
۱۲ بدن کے اگر بند سب در کرے
جو من ہے اُسے دل کے اندر کرے
جمے اِس طرح یوگ سے اس کا دھیان
کہ انساں کے سر میں رہیں اس کے پران
۱۳ جسے اوم کہتے ہیں نامِ خُدا
وہ اِک رُکن کا حرف جپتا ہوا
مرے دھیان میں جس کا ہو اختتام
ملے اس کو مرتے ہی اعلیٰ مقام

---

۱۲ و ۱۳ بدن کے در بند کرکے (یعنی حواس کو قابو میں کرکے) من کو بھٹکنے نہ دے اور خیال کو دل کے کنول پر جما کر پران کو اوپر لے جا کر اُمّ الدماغ میں قائم کرے اور مُنہ سے خدا کا نام (اوم) جپتا رہے۔ اور خدا ہی کے دھیان میں جان دیدے۔ یہ یوگی کے پران نیاگنے یعنی اپنی جان جان آفرین کے سپرد کرنے کا طریق بتایا گیا ہے۔

۱۴ سدا میرا جیسے دھیان ہے
تو ملنا مرا اس کو آسان ہے
مجھے دل سے ارجن بھلاتا نہیں
کسی غیر سے دل لگاتا نہیں

۱۵ مہا آتما مجھ سے پا کر وصال
ہیں پرسکوں لے کے اوجِ کمال
حلول و تناسخ نہ دورِ حیات
فنا و مصیبت سے پائیں نجات

۱۶ کہ برھما کی دنیا تک اہلِ جہاں
تناسخ کے چکر میں ہیں بے گماں
مگر جس کو حاصل ہو مجھ سے وصال
بری ہے تناسخ سے کنتی کے لال

---

۱۶ ویدوں کے مطابق دنیا کے تین اور پرانوں کے مطابق چودہ طبق ہیں سب سے بالائی طبق برھما لوک ہے جو لوگ پن اور پاپ کی خاطر کرم (عمل) کرتے ہیں، مرنے پر اسی کے مطابق مدارج پاتے ہیں لیکن جب اونچے درجے برھما کے درجے پر بھی پہنچ کر جب ان کے پن کا پھل ختم ہو جاتا ہے تو وہ پھر دنیا میں آکر جنم لیتے ہیں۔ اور دوبارہ تناسخ کے چکر میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن جو مہاتما اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کر دیتا ہے اور جزا و سزا سے بے نیاز ہو کر نشکام کرم کرتا ہے وہ خدا سے واصل ہو کر تناسخ کے چکر سے نکل جاتا ہے۔

۱۷ جو ہیں واقفِ رازِ لیل و نہار
کریں وقت برھما کا ایسے شمار
ہزار اپنے جگ ہوں تو ایک اُس کا دن
ہزار اپنے جگ کی پھر اک رات گن

۱۷۔ برھما ہندو عقیدہ کے مطابق سب سے پہلا دیوتا جس کو برہم (خدا) نے پیدا کیا وہ برہما ہے۔ برہما نے دنیا کو پیدا کیا۔ **برھما کا وقت:** دنیا کا دن اُس کے ظہور اور ارتقا کا زمانہ ہے۔ دنیا کی رات اُسکی فنا اور انقباض کا زمانہ ہے جسے پرلے کہتے ہیں۔ دنیا زمانی قید و بند میں جکڑی ہوئی ہے اِس لئے بار بار پیدا ہوتی ہے اور بار بار فنا ہوتی ہے۔ پرانوں کے مطابق وقت کا شمار اسطرح ہوتا ہے:

کل جگ کا زمانہ	۴۳۲۰۰۰ سال
دواپر جگ کا زمانہ	۸۶۴۰۰۰ "
ترتیا جگ کا زمانہ	۱۲۹۶۰۰۰ "
ست جگ کا زمانہ	۱۷۲۸۰۰۰ "
میزان	۴۳۲۰۰۰۰ "

یہ ایک مہا جگ ہوا۔ ۱۷ویں شلوک میں جگ سے مراد مہا جگ ہے۔ ایسے ۷۱ مہا جگ کا ایک منونتر ہوتا ہے اور ۱۴ منونتروں کا ایک کلپ ہوتا ہے۔ ان میں ۶ مہا جگ کی سندھیا ملا کر ایک کلپ کا زمانہ ۴۳۲۰۰۰۰۰۰ چار ارب ۳۲ کروڑ سال یعنی ایک ہزار مہا جگ کے برابر ہوا۔ یہ برھما کا ایک دن ہوا۔ پھر اتنا ہی عرصہ برھما کی رات ہوتی ہے۔ ایسے ۳۶۰ دن اور رات گذاریں تو برھما کا ایک سال ہوتا ہے یعنی ہمارے ۳۱ کھرب ۱۰ ارب ۴۰ کروڑ سال کا۔

۱۸ ہو برھما کے دن جب سحر کی نمود
تو باطن سے ظاہر ہو بزم شہود
مگر جب گھڑی آئے برھما کی رات
تو باطن میں چھپ جائے کل کائنات

۱۸ برھما دن کو جاگتا اور رات کو سوتا ہے۔ جب برھما کا دن ہو تو دنیا پیدا ہو کر اپنے ارتقائی منازل طے کرتی ہے۔ جب برھما کی رات ہو تو دنیا پردے دفنا ہو کر غائب ہو جاتی ہے برھما کی عمر ۱۰۰ سال بیان کی جاتی ہے۔ ایک برھما کے مرنے پر دوسرا برھما اسکی جگہ لے لیتا ہے اور دنیا کی حیات و ممات کا یہ لامتناہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دنیا مول پرکرتی (اصل مادہ فطرت) سے بنی ہے۔ ارتقا کے وقت اس کا رجوع وحدت سے کثرت کی طرف اور انقباض کے وقت کثرت سے وحدت کی طرف ہوتا ہے لیکن پرکرتی بغیر ارادے کے کوئی کام نہیں کرسکتی۔ وہ ہستی جسکے ارادے سے یہ جگ بنتا اور بگڑتا ہے جیسے ۲۰ اور ۲۱ ویں دو شلوکوں میں ظاہر کیا گیا ہے۔ باطن سے مراد اویکت (غیر محسوس) پرکرتی ہے اگرچہ اچھے اعمال سے انسان کو برھم لوک (بہشت بریں) میں بھی جگہ مل جائے لیکن چونکہ پرلے پر برھم لوک بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے دنیا کے دوبارہ ظہور پر وہ پھر جسم لے کر تناسخ کے ارتقائی مراحل طے کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ جب تک واصل بحق ہو کر نجات کامل حاصل نہ کرے۔

۱۹ یہ مخلوق پیدا جو ہو بار بار
ہو گم رات پڑنے پہ بے اختیار
سُن ارجن جو برھما کا دن ہو عیاں
ہو پھر موجِ ہستی کا دریا رواں

۲۰ پرے غیب سے بھی ہے اک ذاتِ غیب
وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب
کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے
فقط اک وہی ذات باقی رہے

۲۱ وہ ہستی جو باطن ہے اور بے زوال
کریں اس کی منزل کو اعلیٰ خیال
پہنچ کر جہاں سے نہ لوٹیں مدام
وہی ہے وہی میرا عالی مقام

سانکھیہ کے مطابق پرکرتی غیر محسوس اور لازوال ہے خدا کی ہستی بھی باطن اور لازوال ہے لیکن وہ پرکرتی سے بھی پرے ہے خدا حواس کو محسوس نہیں ہوتا نہ اس پر مکان و زمان کی قید ہے جو شخص خدا سے واصل ہو جاتا ہے۔ اسے ابدی نجات مل جاتی ہے اور وہ لوٹ کر دنیا میں واپس نہیں آتا۔ دنیا کے وجود میں آنے اور اس کے پرے ہونے کا ذات پاک پر کوئی اثر نہیں ہوتا:

۲۲ یہ دنیا ہے جس کی بسائی ہوئی
ہر اک شے ہے جس میں سمائی ہوئی
اگر چاہے تو اُس خدا کا وصال
رکھ اُس کی محبت کا دل میں خیال

۲۳ سُن اے نسلِ بھارت کے سرتاج سُن
بتاتا ہوں اب وقت کے تجھ کو گُن
کہ کب مر کے لوٹ آئیں یوگی یہیں
وہ کب مر کے قالب بدلتے نہیں

۲۴ اگر دن ہو یا موسم نار و نور
اُجالے کی راتیں ہوں مہ کا ظہور
ہو شش ماہہ سورج کا دورِ شمال
مرے ان میں عارف تو پائے وصال

۲۴ ویں اور ۲۵ ویں شلوکوں کی تشریح میں اختلاف ہے بعض شارح آگ۔ نور۔ دن۔ رات شکل پکش کرشن پکش اُترائن یا دکھنائن کے مہینوں سے مراد ان کے متعلقہ دیوتاؤں سے لیتے ہیں جو روح کو دیویانہ یا پترانہ راستوں سے لئے جاتے ہیں۔ بعض سمجھتے ہیں کہ آریہ لوگ شروع میں قطب شمالی کے قریب رہتے تھے جہاں ۶ ماہ دن اور ۶ ماہ رات ہوتی ہے۔ یہ اعتقادات اس وقت سے چلے آتے ہیں اور اُن کو فقط عہد پارینہ کی یادگاری سمجھنا چاہئے بعض کا خیال ہے کہ یہ الفاظ بطور استعارہ استعمال ہوئے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۸۳ پر)

۲۵ اندھیرا ہو پا کھ اور دُھند لگا ہو خُوب

ہو شش ماہہ سورج کا دَورِ جنوب

کہ ہو رات کا وقت جب جان جائے

تو یوگی یہیں چاند سے لَوٹ آئے

۲۶ اندھیرا کبھی ہوئے اُجالا کبھی

سدا سے جگت کے ہیں رستے یہی

اُجالے میں جب جائے واپس نہ آئے

اندھیرے میں جانا ہوا لَوٹ جائے

۲۷ جو ان راستوں سے نہ انجان ہو

وہ یوگی پریشان نہ حیران ہو

سُن ارجن ہے جبتک ترے دم میں دم

تو رہ یوگ میں اپنے ثابت قدم

اور ان کو استعارہ ہی سمجھنا چاہئے ورنہ لازم آئیگا کہ جتنے لوگ دن کو یا شکل پکش یا اترائن میں مریں۔ خواہ کیسے ہی بداعمال ہوں وہ سب ناجی اور واصل بخدا ہونگے اور باقی خواہ کتنے ہی عابد و زاہد ہوں کہ قمر تک جا کر واپس آجا بینگے۔ ان کے خیال کے مطابق ان شلوکوں میں عرفان ذات کو جو سراپا نور ہے۔ شعلہ۔ دن شکل پکش اور اترائن کے الفاظ سے بطور استعارہ بیان کیا گیا ہے اور اگیان یعنی جہل کے لئے دھواں۔ رات کرشن پکش اور دکھنائن کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں:

۲۸ ملے وید کے پاٹھ کرنے سے پُن
ہیں بے شک بہت دان یگ تپ کے گُن
مگر ان سے بالا ہے یوگی کی بات
ازل سے وُہ پائے مقامِ نجات

اکشر برھم یوگ نامی آٹھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۸ لوگ عبادت سخاوت ریاضت وغیرہ کے اعمال اس غرض سے کرتے ہیں کہ اس سے پاکیزگی نفس حصولِ دولت یا حصولِ جنت نصیب ہو۔ وہ محنت کرتے ہیں اور مزدوری کے طالب ہوتے ہیں۔ انکو اجر ضرور ملتا ہے لیکن عارف اپنی ہستی کو خدا کیلئے نثار کر چکا ہے اس کو جزا و ثواب کے حصول کا خیال تک نہیں آتا وہ عام زاہدوں سے بلند ہوتا ہے وہ جو کچھ کرتا ہے محض خدا کے لئے۔ اس کی ساری زندگی ایک مسلسل قربانی ہوتی ہے اور وہی واصل بحق ہو کر دائمی نجات حاصل کرتا ہے :

نوٹ ۱۔ آٹھویں ادھیائے کا مضمون سانکھیہ فلاسفی کے نظریہ تخلیقِ عالم کے مطابق ہے اس میں کائنات کے ارتقار اور انقباض کے مسلسل دور کا بیان ہے نیز روح جسمِ انسانی سے رخصت ہو کر جو راستہ اختیار کرتی ہے اُن ہر دو راستوں کا ذکر ہے۔ آگے چل کر نویں ادھیائے میں خدا کی عظمت اور بھگتی کی برکات کا بیان ہو گا :

نواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ تو ارجن نہیں عیب جو نکتہ چیں
کر اب مجھ سے رازِ خفی دل نشیں
ملے گا یہیں علم و عرفاں کا نور
اسے جان جائے تو ہوں پاپ دور

نویں ادھیائے میں خدائے پاک کی شان بالا و برتر کا ذکر ہے اوتاروں کے انسانی لباس میں ظہور کا بیان ہے۔ مہاتماؤں کے خواص بتائے گئے ہیں اور بھگتی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں

۱ رازِ خفی = پوشیدہ راز۔
علم و عرفان - وگیان اور گیان دیکھو صفحہ ۱۶۱ ۔

مرید یا ارادت کا سب سے ضروری وصف یہ ہونا چاہئے کہ وہ عیب جوئی اور بے معنی اعتراضات سے پرہیز کرے حسد اور تعصب سے پاک ہو دوسروں پر تہمت اور طعن و تشنیع سے باز رہے اور اس میں راستی ضبط تحمل اور سلامتیٔ طبع کے جوہر موجود ہوں ۔

۲ یہ علمِ شہی ہے یہ رازِ شہی!
کرے پاک ہر شے سے بڑھ کر یہی
عیاں خود بخود ہو کہ آساں ہے یہ
فنا سے بری عینِ ایماں ہے یہ

۳ جو اس دھرم پر دل لگاتے نہیں
وُہ ارجن کبھی مجھ کو پاتے نہیں
نہ واصل ہوں مجھ سے وہ مجھ تک نہ آئیں
جہانِ فنا کی طرف لوٹ جائیں!

۴ خفی سے خفی ہے مری ہست و بود
مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود
مجھی میں ہے مخلوق ساری مکیں
مگر میں مکیں خود کسی میں نہیں

۲ علمِ شہی - راج ودیا: رازِ شہی - راج گوہیہ۔
اس ادھیائے میں بھگتی مارگ کا بیان ہے یعنی ذات باری تعالےٰ کیساتھ عشق صادق رکھتے ہوئے خلوصِ محبت سے اُسکی عبادت کرنا۔ مجاز میں بھی محبوب حقیقی کے جمال کو دیکھنا اور اُسی کو پوجنا اور سوا ذات مطلق حق سبحانہ کے کسی کو قابل پرستش اور قابل محبت نہ سمجھنا:

۵ نہ لوگوں میں ہوں میں نہ مجھ میں لوگ
ذرا دیکھنا یہ مرا راج یوگ
مری آتما باعثِ خاص و عام
نہیں میرا لیکن کسی میں قیام

۶ ہَوا گو چلے زور سے سر بسر
اِدھر سے اُدھر یا اُدھر سے اِدھر
وُہ آکاش سے جائے باہر کہاں
سمجھ لو یونہی میرے اندر جہاں

۷ جب اک دَور ہو ختم کنتی کے لال
تو ہو میری مایا میں سب کا وصال
نئے دَور کی ہو جو پھر سے نمود
کروں میں ہی پیدا سب اہلِ وجود

---

۵ ذات مطلق کا نام۔ روپ اور گُن کی دُنیا سے کوئی تعلق نہیں اس خالق نے تمام خلقت کو پیدا کیا مگر وہ ان سے بے نیاز ہے۔ دُنیا کی حرکات اور افعال اسی کی وجہ سے سرزد ہو رہے ہیں مگر اُس پر اُن کا کوئی اثر نہیں۔ ہر چیز کا سہارا وہی ہے لیکن خود اسکو کسی سہارے کی ضرورت نہیں ؛

۷ دَور۔ کلپ دیکھو نوٹ صفحہ ۱۲۹ ؛

مایا۔ پرکرتی (فطرت۔ نیچر) ؛

۸ اسی اپنی مایا سے لیتا ہوں کام
میں کرتا ہوں جاندار پیدا تمام
چلیں جُوق در جُوق سب بار بار
کہ مایا کے ہاتھوں ہیں بے اختیار

۹ سُن اے ارجن اے صاحب سیم و زر
نہیں ایسے کرموں کا مجھ پر اثر
کہ رہتا ہوں میں بے غرض سرفراز
ان افعال و اعمال سے بے نیاز

۱۰ مَیں ناظر ہوں اس کا یہ کرتی ہے کام
ہوں مایا سے سیار و ثابت تمام
سمجھ لے اسی طور گنتی کے لال
ہے چکر ہی چکر میں دُنیا کا حال

---

۸ مایا۔ پرکرتی (نیچر فطرت)؛
۱۰ سیار و ثابت۔ حرکت کرنے والے اور ساکن اجسام؛ تشریح کے لئے دیکھو آٹھویں ادھیائے کا
۱۰ واں شلوک۔ تکوین عالم کا سبب اولیں خدا ہی کی ذات ہے۔ اُسی سے فطرت حرکت میں آتی ہے اور تمام مخلوقات پیدا ہوتی ہے۔ لیکن خدا خود بے نیاز ہے اور عالم کے ظہور و فنا سے متاثر نہیں ہوتا؛

۱۱ جب آتا ہوں انساں کا پہنے لباس
نہیں کرتے پروا مری ناشناس
مری شانِ عالی نہیں جانتے
شہنشاہ مجھ کو نہیں مانتے

۱۲ عبث ہیں امیدیں عبث ہیں عمل
عبث علم ان کا سمجھ میں خلل
طبیعت میں دھوکا بھی وحشت بھی ہے
کبھی شیطنت بھی خباثت بھی ہے

۱۳ وُہ انساں جو خصلت میں ہیں دیوتا
جو ہیں نیک فطرت مہا آتما
کریں قلب یکسو سے پوجا مری
میں ہوں لافنا منبع زندگی

۱۱ ناشناس۔ مورکھ۔ بےسمجھ لوگ ؛ ظاہر بیں آنکھیں صرف بیرونی صورت کو دیکھتی ہیں مورکھ لوگ اوتاروں کو بھی معمولی انسانوں کی طرح خیال کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس بھیس میں میں خود جلوہ نما ہو کر دنیا کو ہدایت دے رہا ہوں ؛
عبث۔ بیکار۔ شیطنت۔ اسری خصلتیں ؛
خباثت۔ راکشی خصلتیں ؛

۱۴ ہمیشہ وُہ گُن میرے گاتے رہیں
وُہ عہد اپنا جی سے نبھاتے رہیں
عبادت کریں محنت اور شوق سے
کریں مجھ کو سجدے دِلی ذوق سے

۱۵ کئی روپ دیکھیں مرے بے شمار
وُہ ہوں گیان یگ سے عبادت گزار
ہو وحدت کہ کثرت ہر آہنگ میں
مجھے پُوجتے ہیں وُہ ہر رنگ میں

۱۶ تو یگ اور پوجا مجھی کو سمجھ
شرادھوں کا غلّہ مجھی کو سمجھ
میں بُوٹی ہوں منتر ہوں اگنی ہوں گھی
میں یگ بھی ہوں اور اُن کے اعمال بھی

۱۴ عہد جیسے برھمچریہ کا عہد۔ اہنسا کا عہد ان پر پختگی سے قائم رہتے ہیں :
۱۵ گیان یگیہ۔ وہ روحانی یگیہ جس کا مقصد ذاتِ مطلق کا عرفان حاصل کرنا ہے یہ یگیہ عقل کی مدد سے کیا جاتا ہے اور مال و دولت کی قربانی سے افضل ہے اس میں عرفان کی آگ میں دُنیا و ما فیہا کو ہون کر دیا جاتا ہے اور اسی سے نجات حاصل ہوتی ہے :
۱۶ پوجا سے مراد کرتو یعنی شرتی کرم ہے :

۱۷ میں سارے جہاں کا ہوں ماتا پتا
میں دادا ہوں سب کا میں ہوں آسرا
سزاوارِ عرفاں ہوں پاکیزہ بھید
مَیں ہوں اوم مَیں رِگ یجُر سام وید

۱۸ مَیں آقا مَیں والی سجن مَیں گواہ
مَیں منزل مَیں مسکن مَیں جائے پناہ
مَیں آغاز و انجام و گنج و مقام
مَیں وُہ بیج ہوں جو رہے گا مدام

۱۹ مجھی سے تپش بھی ہو کنتی کے لال
کبھی خشک سالی کبھی برشگال
فنا و بقا کی مجھی سے نمود
مجھی سے ہے سَت اور اَسَت کا وجود

---

۱۷ سزاوارِ عرفاں۔ جاننے کے قابل: گواد اسی ادھیائے کے دسویں شلوک میں خدا کو "ناظر" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے مراد یہ ہے کہ سب کام پرکرتی کرتی ہے لیکن خدا کی رہنمائی میں۔ ذاتِ مطلق پر ان افعال کا کوئی اثر نہیں ہوتا:

۱۹ سَت اور اَسَت۔ سَت سے مراد باقی اَسَت سے مراد فانی: سَت سے مراد خیر۔ اَسَت سے مراد شر۔ سَت سے مراد ظاہر، اَسَت سے مراد باطن۔ سَت سے مراد پار برہم اَسَت سے مراد فانی دُنیا:

۲۰ جنہیں تینوں ویدوں میں ہے دسترس
وُہ جنت کے طالب پئیں سوم رس
پرستار میرے یہ معصوم لوگ
ملے ان کو جنت میں دیوں کا بھوگ

۲۱ فضاؤں میں جنت کی خوشیاں منائیں
مگر ہو کے خالی یہیں لوٹ آئیں!
مراد اپنی ویدوں سے پاتے رہیں
وُہ آتے رہیں اور جاتے رہیں

۲۲ جو کرتے ہیں خالص عبادت مری
جو یکدل ہوں جی میں نہ رکھیں دوئی
کروں حاجتیں ان کی پوری تمام
وُہ میری حفاظت میں ہوں صبح و شام

۲۰ اور ۲۱ ویں شلوکوں میں ویدوں پر چلنے والوں کا ذکر ہے اور ۲۲ ویں میں ویدانت کے ماننے والوں کا۔ جو لوگ دل میں جنت کی تمنا رکھتے ہوئے عبادت اور ریاضت کرتے ہیں وُہ بہشت میں تو ضرور پہنچ جاتے ہیں لیکن جب ان کے اعمال کا اجر و ثواب ختم ہو جاتا ہے تو پھر وُہ اسی جہانِ فنا میں آ کر دوبارہ جنم لیتے ہیں۔ لیکن اجر و ثواب سے بے نیاز ہو کر خلوص سے پرستش کرنے والوں کی بہبود کا خدا خود ضامن ہے ۔ ۲۰ سوم ایک پودے کا نام ہے جس کا رس یگیہ کے وقت پیا جاتا ہے ۔ معصوم = بے گناہ ۔

۲۳ صنم دوسرے جو مناتے رہیں
دل اُن پر یقیں سے لگاتے رہیں
کریں وہ نہ گو حسبِ دستور کام
پرستار وہ بھی ہیں میرے تمام

۲۴ کہ یگ جتنے کرتے ہیں دُنیا میں لوگ
مَیں ہوں اُن کا مالک مَیں کھاتا ہوں بھوگ
نہ جانیں وہ میری حقیقت کا حال
اسی واسطے پائیں آخر زوال

۲۵ منائیں جو پتروں کو پتروں تک آئیں
جو بھوتوں کو پوجیں وہ بھوتوں کو پائیں
صنم کے پجاری صنم سے ملیں
ہمارے پرستار ہم سے ملیں

۲۳، ۲۵۔ صنم۔ بُت یہاں دیوتاؤں سے مراد ہے۔ ۲۴ تمام نذر و نیاز خواہ وہ کسی کے نام پر دی جائے۔ اُس کا قبول کرنے والا اور اُس کا اجر دینے والا خدا ہے کیونکہ دیوتا وغیرہ سب اُسی کے مظہر ہیں :

۲۵ (۱) پتروں کی پوجا سے مراد ہے اپنے آبا و اجداد کے شرادھ وغیرہ :

۲۵ (۲) جو خالص میری پرستش کرتے ہیں وہ میری ذات میں داخل ہو کر ہمیشہ کیلئے نجات حاصل کر لیتے ہیں :

۲۶ مری نذر دیتا ہے جو شوق سے
دِلِ پاک سے، چاہ سے، ذوق سے
مَیں نذر اُس کی کرتا ہوں بیشک قبول
وُہ پھل ہو کہ پانی کہ پتّی کہ پھُول

۲۷ فقط میری خاطر تُو ہر کام کر
ہَون دان دے سب مرے نام پر
ترا کھانا پینا ہو میرے لئے
ترا تپ سے جینا ہو میرے لئے

۲۸ کٹیں گے یہ کرموں کے بندھن تمام
نہ ہوگا بُرے یا بھلے پھل سے کام
جو تُو پاک دل ہو کے سنیاس پائے
تو آزاد ہو کر مرے پاس آئے

۲۷ تناسخ کے چکر اور کرموں کے بندھن سے نجات پانے کا واحد طریق یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی، سونا کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا فکر و دانش سب کچھ خدا کیلئے وقف کر دے اس کے سب کام خدا کیلئے ہوں اسکے قوائے ظاہری و باطنی حواس و دل کے سب افعال خدا کی خوشنودی کیلئے ہوں۔ خدا ہی کا کام سمجھ کر کرے پھر تناسخ آواگون رہے گا نہ سزا و جزا۔ نجات کامل حاصل ہو جائے گی۔

۲۹ مرے واسطے خلق یکساں ہے سب
نہ اِس سے محبت نہ اُس سے غضب
جو پوجیں مجھی کو بہ صدق و یقیں
مَیں ان میں ہُوں اور وُہ ہیں مجھ میں مکیں

۳۰ کوئی آدمی گرچہ بدکار ہے
مگر میرا دل سے پرستار ہے
اُسے بھی سمجھ لے کہ سادھو ہے وُہ
ارادے میں نیکی کے یکسو ہے وُہ

۳۱ وُہ دھرماتما جلد ہو جائے گا
قرار و سکوں دائمی پائے گا
سمجھ لے مرا بھگت کُنتی کے لال
نہ ہوگا فنا اور نہ پائے زوال

۲۶ اپنی خودی کو خلوص کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے اور اپنی زندگی کو خدا کے لئے وقف کر دینے سے روح کے سب دروازے کھل جاتے ہیں۔ انسان خدا کا ہو جاتا ہے اور خدا انسان کو اپنا لیتا ہے طبع سفلی طبع علوی میں تبدیل ہو جاتی ہے عابد و زاہد قدم قدم اس منزل کو پہنچتے ہیں۔ لیکن عاشق صادق جو جذبِ حقیقی سے اپنے دل و جان پیش کر دیتا ہے۔ وُہ بلا تامل فائز المرام ہو جاتا ہے:

۳۲ بشر پاپ کے پیٹ سے ہو کوئی
وُہ ہو شودر یا ویش یا استری
مجھے آسرا جب بنائے گا وُہ
تو اعلیٰ منازل پہ جائے گا وُہ

۳۳ مقدس برہمن کا رتبہ نہ پوچھ!
رشی راج بھگتوں کا درجہ نہ پوچھ!
تجھے دُکھ کی دُنیائے فانی ملی
تو کر سچے دل سے پرستش مری

۳۴ جما دھیان مجھ میں ہو مجھ پر فدا
تو کر یگ تو میرے لئے سر جھکا
اگر یوگ میں دل لگائے گا تو
میں مقصود ہوں مجھ کو پائے گا تو

راج ودیا راج گوہیہ نامی نواں ادھیائے ختم ہوا

۳۲ سابقہ زمانے میں عورتوں اور شودروں کو وید کے مطالعہ کی ممانعت تھی۔ یہاں فرمایا ہے کہ پاپ کے پیٹ سے پیدا ہونے والا چنڈال ہو۔ ویش ہو شودر ہو یا عورت ہو اگر وہ مجھ پر بھروسا کرتے ہوئے میری طرف آئے تو اُسے اعلیٰ ترین درجے حاصل ہو جائیں گے۔

دسواں ادھیائے

شری بھگوان کا ارشاد

۱ سخن سنج بھگوان پھر یُوں ہوئے
کہ سُن اے قوی دست پیارے مرے
یہ اعلیٰ سُخن پھر بتاتا ہوں میں
بھلائی کا رستہ دکھاتا ہوں میں

دسویں ادھیائے میں مظاہر جمال و جلال ربانی کا ذکر ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جہاں جہاں قوت اور جلال نظر آئے سمجھ لو کہ وہ خدائے پاک ہی کی قوت اور جلال کا ادنیٰ سا ظہور ہے۔ چاند سورج ستاروں انسانوں دیوتاؤں غرض سب میں تمام خوبیاں اسی کی وجہ سے ہیں اور اُسی کی خوبیاں ہیں بلکہ یوں سمجھو کہ سارا جہان نورِ خداوندی کی جھلک ہے اور اسی ایک جھلک سے زمین و آسمان معمور ہیں :

۱ قوی دست ۔ مہا باہو ۔ بڑے بازوؤں والا مراد ارجن :

اس ادھیائے کا نام وبھوتی یوگ ہے یعنی مظاہرِ الٰہی پر غور کرنے سے "تلاشِ وصال :"

۲ ہوئے دیوتا مہرشی جس قدر
مری ابتدا سے ہیں سب بے خبر
مجھی سے ہے سب دیوتاؤں کی بود
ملا مجھ سے ہر مہرشی کو وجود

۳ سمجھتا ہے مجھ کو جو بے ابتدا
جنم سے بری شاہِ ارض و سما
فریبِ نظر سے وہی پاک ہے
گناہوں سے آزاد و بیباک ہے

۴ مجھی سے ہے سُکھ دُکھ دلیری ہراس
خرد علم قلبِ حقیقت شناس
صداقت سکوں ضبط عفو و کرم
مجھی سے وجود اور مجھی سے عدم

۲ مہرشی - بڑے رشی ؛

۳ جو شخص اپنی آتما اور پرماتما کی وحدت کا قائل ہے اور دونوں کو ایک سمجھتا ہے وہی حقیقت سے آگاہ اور دھوکے سے پاک ہے۔ برھم گیانی جب اگیان (جہالت) کے پردوں کو دور کرکے آتما کا عرفان حاصل کر لیتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ گناہوں کی بنیاد یہی اگیان ہے جو دور ہو جاتا ہے ؛

۵ اہنسا قناعت دلِ پُر سکوں
ریاضت و سخا نام نیک و زبوں
غرض جانداروں میں جو ہیں صفات
ہے اُن سب کا منبع مری پاک ذات

۶ وہ ساتوں معزز رشی نامدار
منو اور وہ چاروں قدیمی کمار
جہاں والے سب جن سے پیدا ہوئے
وہ میرے ہی من سے ہویدا ہوئے

۵ اہنسا۔ خیال زباں یا عمل سے کسی جاندار کو اذیت نہ دینا۔ ریاضت۔ تپ محنت وغیرہ

۶ برہم کی ہستی مطلق ابدالآباد سے ہے۔ سب سے پہلے من یا خیال ظاہر ہوا اور برہم کے من ہی سے سات رشی بھرگو وسشٹ وغیرہ پیدا ہوئے۔ من ہی سے چاروں کمار ہوئے جو پیدائش ہی سے برہمچاری تھے اور صرف برہم کے گیان دھیان میں لگے رہتے تھے۔ اسی طرح برہم کے من ہی سے منو پیدا ہوئے اُنکی پیدائش والدین کے ملاپ سے نہیں ہوئی۔ ہر منونتر کے شروع میں سب سے پہلا انسان جو ظاہر ہوتا ہے اُسے منو کہتے ہیں۔ منونتروں کا ذکر آٹھویں ادھیائے کے ۱۷ ویں شلوک کی شرح میں آچکا ہے۔ ایک کلپ میں ۱۴ منونتر ہوتے ہیں۔ اسطرح ۱۴ منو ہوگئے۔

۷ جو قوت مرے یوگ کی جان لے
حقیقت مظاہر کی پہچان لے
وُہ قائم رہے یوگ پر بالیقیں
توازن ہے اس میں تزلزل نہیں

۸ مری ذات ہے منبعِ کائنات
مجھی سے ہُوا ارتقائے حیات
یقیں اس پہ رکھتے ہیں جو اہلِ ہوش
کریں میری بھگتی بجوش خروش

۹ مجھی میں ہیں من کو جمائے ہوئے
ہیں پران اپنے مجھ میں لگائے ہوئے
وُہ کرتے ہیں آپس میں پُرنور دل
مرے ذکر سے شاد و مسرور دل

---

۷ (۱) خدائی یوگ سے مراد اسکی لامتناہی قوّت اور اس کا عالم الغیب ہونا ہے ؂

۸ جسطرح سمندر میں گوناگوں لہریں اُٹھتی ہیں طرح طرح کی شکلیں بناتی ہیں اور پھر سمندر ہی میں غائب ہو جاتی ہیں اسی طرح مول پرکرتی سے طرح طرح کی مخلوقات پیدا ہو کر اسی میں مل جاتی ہے۔ اس لئے دانا آدمی موت اور فنا کو دیکھ کر غمگین نہیں ہوتے۔ مول پرکرتی خدا ہی کا روپ ہے۔ اسی لئے وہ قائم دائم خدا ہی کو ہر چیز کا منبع اور مرجع سمجھتے ہیں اور اسی کی پرستش کرتے ہیں ؂

۱۰ وُہ رہتے ہیں یکدل مرے ذوق سے
وُہ کرتے ہیں پوجا مری شوق سے
میں دیتا ہوں اُن کو وُہ دانش کا یوگ
کہ ہو جاتے ہیں مجھ سے واصِل وُہ لوگ

۱۱ جو رحم اُن کی حالت پہ کھاتا ہوں مَیں
تو گھر اُن کے دل میں بناتا ہوں مَیں
دکھاتا ہوں اُن کو ہدایت کا نُور
اندھیرا جہالت کا ہو جس سے دُور

ارجن نے کہا

۱۲ تُو عالی خدا تیرا عالی مقام
وُہ ہستی ہے تُو جس کی عظمت مدام

---

۱۰ (۳۳) دانش کا یوگ سے مراد بدھی یوگ ہے جس سے برہم گیان یعنی عرفانِ ذات حاصل ہوتا ہے اسی عرفان سے دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان کو چراغِ ہدایت کے نور میں صفائی قلب حاصل ہوتی ہے اور جہالت کا اندھیرا اس کے منظر کو تاریک نہیں کر سکتا ؛

تو معبودِ اوّل تری پاک ذات
جنم سے بری مالکِ کائنات

۱۳ اسی طرح لیں آپ کے پاک نام
اَسِت ویاس دیول رشی بھی تمام
یہی دیو نارد بتائیں صفات
یہی آپ اپنی سنائیں صفات

۱۴ غرض آپ نے جو بتایا مجھے
یقیں کیشو بھگوان آیا مجھے
نہ سمجھا کوئی آپ کی شان کو
کوئی دیوتا ہو کہ شیطان ہو

۱۵ جگت کے پتی خالق و کبریا
سبھی دیوتاؤں کے ہو دیوتا

۱۳ (۲) رشی۔ وہ مقدس انسان جن کو اپنے من اور حواس پر پوری قدرت حاصل ہے۔

دیورشی وہ رشی ہیں جن کو اعلیٰ ترین درجہ حاصل ہو؛

۱۳ (۳) دیورشی نارد۔ سام وید اور ویدک موسیقی کے ماہر کامل جن کو برہما کا بیٹا بتایا جاتا ہے؛

پروشوتم اونچی ہے بات آپ کی
اگر بات جانے تو ذات آپ کی

۱۶ کریں آپ مجھ پر مکمل عیاں
جلالِ مقدّس کا واضح نشاں
جہاں فیض سے جس کے معمور ہے
زمین و زماں جس سے پُر نور ہے

۱۷ بتا دیجئے میرے یوگی ذرا
ملے دھیان سے کیسے گیان آپ کا
کروں کن مظاہر میں جم کر خیال
کہ کُھل جائے مجھ پر حقیقت کا حال

۱۸ ذرا یوگ اپنا بیاں کیجئے
جلال اپنا بھگون عیاں کیجئے

۱۷ وحدتِ وجود پر ایمان لانا اور اس پر یقین کامل کرنا آسان کام نہیں۔ انسانوں حیوانوں جمادات وغیرہ کو ایک ہی ذات باری کا مظہر سمجھنا بظاہر مشکل ہے اس کے لئے گہرے سوزِ گیان دھیان او خیالات کی یکسوئی اور دل کو ایک مرکز پر جمانے کی ضرورت ہے ارجن یہی سوال کرتا ہے کہ ایسے کون سے مرکز ہیں۔ جو باری تعالےٰ کے خاص مظہر ہیں۔ اور جن پر دھیان جمانے سے حقیقت روشن ہو سکتی ہے :: بھگوتم۔ نمن میں جنار دن ہے ::

کہ باتیں وُہ امرت سی ہیں آپ کی
طبیعت نہیں سیر ہوتی کبھی

شری بھگوان کا ارشاد

۱۹ ہوئے سُن کے بھگوان یُوں لب کُشا
ہیں ارجن مرے وصف لا انتہا
جلال اپنا کچھ کچھ بتاتا ہُوں میں
صفاتِ نمایاں دکھاتا ہُوں میں

۲۰ سُن ارجن ہُوں مَیں آتما بالیقیں
جو ہے جانداروں کے دل میں مکیں
مَیں ہوں مثلِ جاں اہلِ جاں میں نہاں
مَیں اوّل میں آخر میں ہُوں درمیاں

---

۱۹ ارجن۔ تمن ہیں کورو سرشٹھ ہے۔ یعنی کوروُوں میں سے بہترین:۔

۲۰ انسان کے غور و فکر کے لئے سب سے اوّل مظہر جلالِ الٰہی وُہ آتما ہے جو سب جانداروں میں موجود ہے اسی حقیقت کی نقاب کشائی عرفان کی منزل میں پہلا قدم ہے:۔

۲۱ ہے آدتیوں میں میرا وشنو خطاب
ہیں اشیائے پُر نور میں آفتاب
مریچی مروتوں کے اندر ہوں میں
منازل میں تاروں کی چندر ہوں میں

۲۲ سمجھ مجھ کو ویدوں میں تو وید سام
مرا دیوتاؤں میں واسو ہے نام
حسوں میں ہوں من مجھ کو پہچان تو
تو جاں اہلِ جاں کی مجھے جان تو

۲۳ میں رُدروں کے اندر ہوں شنکر دلیر
جو ہیں راکشس یکش ان میں کوبیر
تو وسوؤں میں اگنی مجھے تو سمجھ
سب اونچے پہاڑوں میں میرو مجھ

۲۱ آدتیہ۔ سورج: بارہ مہینوں کے مطابق بارہ آدتیہ مانے گئے ہیں: مروت۔ ہوائیں: نکشتر
تاروں کی منازل: ۲۲ واسو سے مراد اندر ہے: ۲۳ دس پران اور من مل کر رُدر کہلاتے
ہیں: شنکر۔ شوجی: راکشس یکش۔ جن بھوت: کوبیر۔ دولت کا دیوتا: وسو۔ زمین میں
پانی آگ وغیرہ کا دیوتا: میرو۔ وہ پہاڑ جس کے گرد دنیا چکر لگاتی ہے:

۲۴ جو پروہت ہیں اُن میں برہسپت ہوں میں
سُن ارجن کہ سرکردہ پروہت ہوں مَیں
سکند اہلِ لشکر کے اندر کہو
تو جھیلوں کے اندر سمندر کہو
۲۵ بھرگو یعنی رشیوں کا سردار ہوں
سخن میں سخن حرف اونکار ہوں
یگوں میں ہوں جپ یگ نرالا ہوں میں
جو محکم ہیں اُن میں ہمالا ہوں میں
۲۶ درختوں میں پیپل کا ہوں میں درخت
ہیں رشیوں میں نارد ہوں اے نیک بخت
ہوں گندھرب لوگوں میں چِترَرتھ مَیں
کپل ہوں مُنی ان میں جو سِدھ ہیں

۲۴ برہسپتی۔ اندر دیوتا کا پروہت ؛ سکند۔ شو کا دوسرا بیٹا جو دیوتاؤں کے لشکر کا کمانڈر تھا ؛
۲۵ بھرگو۔ برہما کا ذہنی فرزند ؛ اونکار۔ اوم ؛ جپ یگیہ۔ سب سے بڑا یگیہ جس میں دیوتا کا دھیان لگا کر منتر پڑھے جاتے ہیں ؛
۲۶ گندھرب۔ مطرب، آسمانی دگو یتے ؛ سِدھ۔ ولی کامل ؛

۲۷ میں گھوڑوں میں اندر کا ہوں اسپ نر
جو امرت کے منتھن سے آیا نظر
میں فیلوں کے اندر ہوں اندر کا فیل
جو انساں ہیں ان میں شہِ بے عدیل
۲۸ میں آلاتِ جنگی میں برقِ تپاں
میں گایوں میں ہوں کامدھگ بیگماں
شہنشاہ ناگوں کا میں واسکی
ہوں کندرپ جس سے ہوں پیدا سبھی
۲۹ میں ناگوں میں ہوں شیش لا انتہا
میں جل واسیوں میں ورن دیوتا
میں پتروں میں ہوں اریما ذی حشم
میں دنیا کے فرمانرواؤں میں یم

۲۷ امرت منتھن: دیوتاؤں اور شیاطین نے مل کر سمندر کو بلویا تا کہ اس میں سے امرت یعنی آبِ حیات حاصل ہو۔ آبِ حیات کے علاوہ بہت سی اور چیزیں بھی سمندر سے نکلیں۔ جن میں سے اندر کا گھوڑا بھی تھا:
۲۸ کندرپ۔ کام دیو: ۲۹ ورن۔ پانی کے دیوتاؤں کا راجہ:
اریما۔ پتروں کا راجہ: یم۔ ملک الموت:

۳۰ میں ہوں دیتیاؤں میں پرہلاد سن
میں وقت ان میں رکھیں جو گنتی کا گن
میں شیر ببر سب درندوں میں ہوں
تو وشنو کا شاہیں پرندوں میں ہوں

۳۱ میں صرصر ہوں اُن میں جو ہیں تیز گام
میں ہوں تیغ و شمشیر والوں میں رام
مجھے مچھلیوں میں مگر جان تو
تو نہروں میں گنگا مجھے مان تو

۳۲ میں آغاز و انجام اہلِ جہاں
جو کچھ درمیاں ہے تو میں درمیاں
میں علموں میں ہوں علم جان اے عقیل
دلیلوں میں ارجن میں حق کی دلیل

۳۰ (۱) دیتیا ایک بدکردار قبیلہ کا نام ہے۔ پرہلاد وشنو کا بھگت تھا جو اپنے باپ کی مرضی کے خلاف وشنو کی پرستش کرتا تھا۔ (۲) گرڑ جس پر وشنو سواری کرتا ہے۔

۳۱ ۔ مکر۔ مگرمچھ یا دسواں بُرج۔

۳۳ الف ہوں سخن جو کرے ابتدا
میں ہوں عطف لفظوں کو دے جو ملا
مَیں ہوں وقت جس کو فنا ہی نہیں
محافظ ہوں وہ جس کا رُخ ہر کہیں

۳۴ قضا ہوں جو کرتی ہے سب کو فنا
نئی زندگی کی ہوں میں ابتدا
مَیں ہوں صنفِ نازک میں اقبال و نام
سخن، حافظہ، عفو، عقل و قیام

۳۵ میں ساموں میں برہت سام اے ہوشمند
تو چھندوں میں گایتری کا ہوں میں چھند
مہینوں میں مجھ کو اگھن کر شمار
بہاروں میں پھولوں کی ہوں میں بہار

---

۳۳ (۲) عطف جس کو سنسکرت گرامر میں دوند کہتے ہیں ؞
۳۴ (۳) اقبال نام وغیرہ دیویوں کے نام ہیں جن کا دھرم کے ساتھ بیاہ ہُوا اور دھرم پتنیاں کہلائیں ؞
۳۵ برہت. برادِ گایتری - رگ وید کا مشہور منتر ؞
اگھن - ۱۵ نومبر سے ۱۵ دسمبر تک کا مہینہ جس میں موسم معتدل رہتا ہے ؞

۳۶ جوؤا ہوں میں اُن میں جو چلتے ہیں چال

جلال اُن کا جن میں ہے جاہ و جلال

ارادہ کبھی ہیں فتح و نصرت بھی ہیں

جو صادق ہیں اُن کی صداقت بھی ہیں

۳۷ میں برشنوں میں ہوں واسدیو اے مشیر

قبیلے میں پانڈو کے ارجن امیر

میں ہوں ویاس ان میں ہیں جتنے منی

جو شاعر ہیں اُن میں ہوں اُشنا کوی

۳۸ جو حاکم ہیں میں اُن کی تعزیر ہوں

جو فاتح ہیں میں اُن کی تدبیر ہوں

میں رازوں میں ہوں خامشی پردہ پوش

میں ہوں گیان اُن کا جو ہیں علم کوش

۳۷ برشنو یادو کی اولاد برشن کہلاتی ہے۔ شری کرشن بھی برشنوں میں سے تھے ان کے باپ کا نام وسودیو تھا۔

منی وہ لوگ جو من سے سوچ بچار غور مراقبہ وغیرہ کرتے ہیں۔

اُشنا۔ بھرگو رشی کا بیٹا جو دیتاؤں کا پروہت تھا۔

ویاس جی۔ وہ رشی جس نے ویدوں کو مرتب کیا۔

۳۹ کروں خلقِ عالم کی ترویج میں
ہوں ارجن ہر اک چیز کا بیج مَیں
ہے ساکن کوئی یا کہ سیّار ہے
مگر مجھ سے باہر نہ زِنہار ہے

۴۰ پرنتپ یہاں غور کر لے ذرا
مرے پاک جلوے ہیں لاانتہا
جو تھوڑا سا تم سے بیاں کر دیا
نمونہ سا گویا عیاں کر دیا

۴۱ نظر آئے قوت کہیں یا جلال
شکوہ و تجمل کہ حُسن و جمال
سمجھ لے کہ اس میں ہے جلوہ فگن
مرے بیکراں نور کی اک کرن

۴۰ پرنتپ۔ دشمنوں کو جلا دینے والا۔ وُہ جو شہوت۔ غضب۔ لالچ موہ وغیرہ کو تباہ کر دے۔

۴۲ نہ تفصیل میں جا کے اُلجھن بڑھا
کہ کثرت سے ارجن تجھے کام کیا
مرا ایک شمہ ہُوا ہے عیاں
اسی سے ہے معمُور سارا جہاں

وبھوتی یوگ نامی دسواں ادھیائے ختم ہُوا

۴۲ خدا لامحدود اور لاانتہا ہے جہاں محدود اور فنا ہی ہے جسطرح مکان کے اندر خلا موجود ہے اور ساری خلا کا محیط ایک شمہ ہے اسی طرح جہان بھی خدا سے معمور ہے مگر اس میں محض خدا کا ایک شمہ نظر آ رہا ہے جہان کے حدود خدا کو محدود نہیں کر سکتے وُہ زمان و مکان کی قید سے بالا اور تجزیہ اور تقسیم سے مبرا ہے اور یہ سارا عالم اس کا محض ایک چھوٹا سا کرشمہ ہے :؛

گیارھواں ادھیائے

گیارھواں ادھیائے کا نام وشو روپ درشن ہے ارجن کو بصارت اور بصیرت دونوں سے دکھایا گیا ہے۔

کہ دنیا وما فیہا سب خدا ہی کا ظہور ہے ان سب کی ہستی اسی کی شان جمالی و جلالی کے اندر ممکن ہے جو صورت ہے اُسی کی صورت ہے جو روپ ہے اسی کا روپ ہے ساکن سیارہ انسان حیوان فرشتے دیوتا سورج چاند ستارے سب اسی مجسم قدرت کے اندر موجود ہیں۔ اس ادھیائے کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ اگر اس ہستی مطلق کا صحیح عرفان ہو جائے اور انسان حقیقت کو سمجھ لے اور یقین کرے کہ اس دنیا کا حاکم اس سلطنت کو چلانے والا خود خدا ہے تو اس کا اپنا فرض صرف یہ رہ جاتا ہے کہ وہ خود کو خدا کا نائب اور اسی کا مقرر کردہ عامل سمجھ کر کام کرے اور دوسروں کو بھی اُسی کا نائب اور عامل سمجھ کر اُن سے حسن سلوک سے کام لے۔ کسی سے لگاؤ کسی سے دشمنی نہ ہو صرف خدا ہی کو اپنا مقصود سمجھے ایسا ہی شخص آخر میں وصالِ باری حاصل کرتا ہے :؛

گیارھواں ادھیائے

ارجن نے کہا

۱ کہا پھر یہ ارجن نے اے محترم
کیا آپ نے مجھ پہ لطف و کرم
بتایا خفی ادھیاتم کا راز
گیا موہ آنکھیں ہوئیں دل کی باز

---

۱ ادھیاتم۔ روح کی حقیقت دیکھو صفحہ ۱۰۷

موہ۔ فریبِ نظر۔ جہالت ؛ باز ہونا۔ کھلنا ؛

ہر انسان کے دل میں قدرتی خواہش ہے کہ اُسے دیدارِ الٰہی نصیب ہو ارجن بھی اسی خواہش کا اظہار کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ آپ نے ازراہِ کرم مجھے روحانیت کا پوشیدہ راز بتا دیا ہے اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس سے میرا وہم دور ہو گیا ہے لیکن مجھے آپکی ایشوری صورت دیکھنے کا کمال اشتیاق ہے اگر ممکن ہو سکے تو میں آپکا دیدار کر لوں حکم ہوتا ہے کہ ان خاکی آنکھوں سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے بصیرت کی نظر سے میرا دیدار ممکن ہے وہ بصیرت اس کو عطا کی جاتی ہے تاکہ وہ دیدارِ خداوندی دیکھ سکے ؛

۲ کنول نین ہیں نے سُنا آپ سے
کہ اجسام کس طرح پیدا ہوئے
جو پیدا ہوئے ہوں گے کیونکر فنا
تمہیں کو ہے عظمت تمہیں کو بقا

۳ کیا آپ نے حال جو کچھ بیاں
وہی ٹھیک ہے پرمیشور بے گماں
ہے پروشوتم اب اشتیاق اس قدر
کہ دیدارِ حق دیکھ لوں اک نظر

۴ پربھو آپ کا ہو اگر یہ خیال
کہ درشن کی ہے مجھ کو تاب و مجال
تو یوگ ایشور لطف فرمایئے
مجھے لافنا رُوپ دکھلایئے

---

۲ کنول نین - کنول اسی آنکھوں والا ؛
۴ یوگ ایشور - یوگ کے مالک ؛

شری بھگوان نے فرمایا

۵ کر ارجن نظر دیکھ میرے سروپ
مرے سینکڑوں اور ہزاروں ہیں رُوپ
مری پاک ہستی کے نیرنگ دیکھ
نئے رُوپ دیکھ اور نئے ڈھنگ دیکھ

۶ وِشو رُدر آدِتیہ کی صُورتیں
دو اشوِن بھی مرُت کی بھی مُورتیں
تو بھارت کے فرزند سب دیکھ لے
جو دیکھا نہیں تُو نے اب دیکھ لے

۷ جو کُچھ چاہے تو دیکھ تن میں مرے
جہاں سب ہے ارجن بدن میں مرے

---

۶ دیکھو ادھیائے دسواں شلوک ۲۱، ۲۳

دو اَشوِن - بُرنج جوڑا

یہیں سارا عالم نمودار دیکھ
تو ساکن بھی دیکھ اور سیّار دیکھ

۸ میری دید گر تجھ کو منظور ہے
تری آنکھ کا کب یہ مقدور ہے
میں دیتا ہوں تجھ کو خدائی بصر
مرے اس شہی یوگ پر کر نظر

سنجے کا بیان

۹ مہاراج! ارجن سے کہہ کر یہ بات
ہری یعنی یوگ ایشور پاک ذات
دکھانے لگے شانِ عالی کا روپ
تو ارجن نے دیکھا خدائی سروپ

---

۸ انسانی نگاہ صرف ظاہر بیں واقع ہوئی ہے۔ نورِ معرفت کے لئے بصیرت یعنی دل کی آنکھ کی ضرورت ہے:

۹ ہری۔ وشنو کا نام ہے یعنی کرشن:

۱۰ انیک اُس کی آنکھیں تو چہرے انیک
نگاہیں انیک ان میں جلوے انیک
انیک اُس کے پُر نور زیور سجے
خدائی وُہ ہتھیار ابھرے ہوئے
۱۱ خدائی وُہ کنٹھے۔ خدائی لباس
خدائی اُبٹنے، خدائی وُہ باس
وُہ لا انتہائی کھڑی روبرو
جو رُخ اس کا دیکھو تو رُخ چار سو
۱۲ فلک پر نکل آئیں سُورج ہزار
بہ یک وقت مل کر ہوں سب نور بار
تو دھندلی سی سمجھو تم اس کی مثال
مہا آتما کا تھا اتنا جلال

---

۱۰ انیک۔ بے شمار۔ اَن گنت:

۱۱ اُبٹنا۔ مالش کے لئے خوشبودار گلگونہ: باس۔ خوشبو:

۱۳ جو ارجن نے دیکھا کہ جلوہ نما
ہے سب دیوتاؤں کا وہ دیوتا
اُسی کے تنِ پاک میں ہے عیاں
گروہوں میں غولوں میں سارا جہاں
۱۴ تو ارجن کو اس درجہ حیرت ہوئی
کہ سہما ڈرا اور لگی کپکپی
حضورِ خداوند میں سر جھکا
وُہ یوں جوڑ کر ہاتھ کہنے لگا

---

۱۳ ارجن نے دیکھا کہ ہر شکل خدا ہی کی شکل ہے ہر سر خدا ہی کا سر ہے ہر آنکھ خدا ہی کی آنکھ ہے۔ ہر ہاتھ اُسی کا ہاتھ ہے۔ ہر پاؤں اُسی کا پاؤں ہے۔ ہر عضو اسی کا عضو ہے۔ غرض بمصداق جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تُو ہے۔ گویا تمام عالم مع اس کے حصوں کے سب ایک وجودِ باری میں شامل ہیں۔

ارجن کی مناجات

(۱)

۱۵ تمہارے پیکر میں دیو بھگون — یہ دیوتا سب سما رہے ہیں
انیک سنگوں میں جیو سارے — گروہ بن بن کے آرہے ہیں
کنول کے آسن پہ آپ برھما — براجماں ہیں تمہارے اندر
رشی ہیں یا ناگ آسمانی — سب اپنی صورت دکھا رہے ہیں
۱۶ انیک بازو انیک چہرے — شکم انیک اور انیک آنکھیں
اننت روپی تمہارے جلوے — دسوں دشاؤں میں چھا رہے ہیں
تمہارا اول ہے اور نہ آخر — نہ درمیاں ہے کوئی تمہارا
کہ وشو روپی جہاں کے مالک — تمہیں میں عالم سما رہے ہیں

۱۵- پیکر۔ وجود۔ قالب ۔؛ برھما کو خالق مانا جاتا ہے اسکے چار منہ ہیں؛ وہ میرو پہاڑ پر زمین کے کنول میں آسن جمائے تصور کیا جاتا ہے ۔؛ براجمان ہونا۔ رونق افروز ہونا۔ آسمانی ناگ جیسے واسکی وغیرہ ۔؛

۱۶ اننت روپی ۔ لا انتہا صورتوں والا ۔؛
دش دشائیں ۔ دس طرفیں ۔؛ وشو روپی ۔ عالمگیر صورت والا ۔؛

۱۷ مُکٹ ہے پُرنور گُرز پُر نور — اس پہ چکّر ہے شعلہ افشاں
چمکتے ہیں دمک رہے ہیں — جہاں کو بھی جگمگا رہے ہیں
ہو جسطرح آگ شعلہ افشاں — ہو جیسے سورج کا روئے تاباں
وُہ اپنی لا انتہا چمک سے — جہاں کو خیرہ بنا رہے ہیں

۱۸ تمہیں ہو برتر بھی لافنا بھی — تمہیں سزاوارِ علم و عرفاں
تمہیں ہو بے اختتام مخزن — وُہ جس میں عالم سما رہے ہیں
تمہیں قدیمی پُرش ہو بھگوان — پُرش وُہ جس کو فنا نہیں ہے
جو لافنا دھرم ہے اُسے بھی — تمہارے احساں بچا رہے ہیں

۱۹ نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے — نہ وسط ہے واسطہ ہے تم کو
تمہارے لا انتہا ہیں بازو — جو زور و طاقت دکھا رہے ہیں
تمہاری آنکھیں ہیں چاند سورج — تمہارا چہرہ ہَون کی اگنی
تمہارے جلوے ہیں شعلہ افشاں — جو کُل جہاں کو تپا رہے ہیں

---

۱۷ مُکٹ = تاج کلغی ؛ خیرہ ہونا۔ آنکھیں چندھیا جانا ؛

۱۸ لافنا۔ اکشر ؛ بے اختتام مخزن۔ کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ؛

۱۹ ہَون کی اگنی۔ وُہ آگ جو یگیہ کے وقت جلائی جاتی ہے ؛

۲۰ زمیں میں جلوہ سما میں جلوہ — اور اُن کے اندر خلا میں جلوہ
دسوں دشاؤں میں اِیشور سب — تمہارے جلوے سما رہے ہیں
مہاتما ہے تمہاری صورت — وہ جس سے برسے جلال و ہیبت
کہ تینوں دنیا کے رہنے والے — لرز رہے تھرتھرا رہے ہیں

۲۱ یہ دیوتاؤں کے غول سارے — تمہیں میں سب ہو رہے ہیں داخل
تمام ہیبت سے ہاتھ باندھے — تمہارے گُن گنگنا رہے ہیں
تمہاری سوستی پکارتے ہیں — مہارشی اور سِدھ مل کر
تمہاری تعریف گا رہے ہیں — تمہارے نغمے سُنا رہے ہیں

۲۲ وُہ رُدر آدتیہ ادر وسو سب — وُہ سادھیہ وشو دیو اشون
تمام مبہوت ہو رہے ہیں — نگہ کو حیرت میں لا رہے ہیں
گروہ پتروں کے اور مارُت — وُہ یکش گندھرب اسُر سب
گروہ سِدھوں کے مِل ملا کر — سبھی اچنبے میں آ رہے ہیں

---

۲۱ سوستی۔ خیر باد۔ بھلا ہو۔ (۲۲) سادھیہ۔ دیوتاؤں کی ایک جماعت جن کے سردار برہما ہیں۔
وشو دیو۔ وُہ دیوتا ہیں جن کو ویدوں کے زمانے میں انسانوں کا محافظ سمجھا جاتا تھا۔
مارُت۔ ۴۹ قسم کی ہواؤں کے مطابق ۴۹ دیوتا مانے گئے ہیں۔

۲۳ ہزاروں چہرے ہزاروں آنکھیں
ہزاروں بازو ہزاروں زانو
شکم ہزاروں قدم ہزاروں
بلا کے دنداں ڈرا رہے ہیں
تمہارا بے انت روپ وہ ہے
کہ اے شہنشاہِ زور و طاقت
میں خوف سے خود بھی کانپتا ہوں
جہاں بھی سب تھرتھرا رہے ہیں

۲۴ تمہارا یہ پُر جلال قامت
جو آسماں سے لگا ہوا ہے
انیک رنگ اُس پہ چھا رہے ہیں
جو زیب و زینت بڑھا رہے ہیں
فراخ چہرہ کھُلا ہوا منہ
بڑی بڑی شعلہ بار آنکھیں
نہ مجھ میں طاقت نہ چین و شانتی
یہ میرے من کو ڈرا رہے ہیں

۲۵ تمہاری ڈاڑھیں اُبھر رہی ہیں
کہ آگ محشر کی جل رہی ہے
فنا کے شعلے نکل رہے ہیں
جو اک جہاں کو جلا رہے ہیں
مرا سہارا نہ ہے ٹھکانا
کرم ہو مجھ پر کرم ہو مجھ پر
تمہارے سائے میں سارے عالم
سروں کو اپنے چھپا رہے ہیں

---

۲۳ بے انت۔ بے پایاں ؛

۲۶ وہ سارے دھرت راشٹر کے بیٹے — اور اُن کے ساتھی جہاں کے راجہ
پتامہ بھیشم درونا چارج — وہ کرن رتھ بان آ رہے ہیں
ہماری جانب کے اُونچے افسر — سپاہ سالار نام والے
تمہارے قالب میں آ رہے ہیں — تمہارے تن میں سما رہے ہیں

۲۷ تمہارے خونخوار مُنہ کے اندر — ہیں صف بہ صف ہولناک ڈاڑھیں
میں دیکھتا ہوں کہ اہلِ عالم — سب اپنی ہستی مٹا رہے ہیں
پہنچ کے جبڑوں کی چکیوں میں — سر اُن کے پِس کر ہوئے ہیں چورن
خلا میں دانتوں کے اُن میں اکثر — پھنسے ہوئے لڑکھڑا رہے ہیں

۲۸ دہن تمہارے چمک رہے ہیں — اور اُن میں لَو کوندتے ہیں شعلے
جہاں کے سب شُورِ بیر خود کو — انہی کے اندر گرا رہے ہیں
وہ اس طرح جا رہے ہیں سارے — کہ جیسے ندیوں کے تیز دھارے
کسی سمندر کے مُنہ کے اندر — سب اپنی ہستی مٹا رہے ہیں

اس نظارہ میں ارجن دیکھتا ہے کہ وہ عزیز و اقارب جن پر وار کرتے ہوئے وہ گھبراتا تھا سب فنا ہو رہے ہیں۔ گویا قادرِ مطلق انکو پہلے ہی برباد کر چکا ہے۔ اسلئے اسکی رحمدلی بیکار محض ہے:

۲۹ دہن کے شعلوں میں کودتے ہیں یہ تیز رفتار لوگ سارے
فدا ابھی تم پہ ہو رہے ہیں یہ موت کے منہ میں جا رہے ہیں
نہیں یہ انساں یہ ہیں پتنگے جو عشق ومستی میں والہانہ
اجل کے شعلوں پہ اُڑ رہے ہیں فنا سے جو لو لگا رہے ہیں
۳۰ مزے سے لب اپنے چاٹتے ہو تم اک جہاں کو نگل نگل کر
زباں سے شعلے نکل رہے ہیں ہر اک کو لقمہ بنا رہے ہیں
تمہاری تاب وتپش سے وشنو تمام آکاش ہے دہکتا
تمہاری کرنوں کے تیز جلوے زمانہ بھر کو جلا رہے ہیں
۳۱ ہو دیوتاؤں کے دیوتا تم نہیں نمسکار کچھ بتا دو
تمہاری اس پرجلال صورت میں کس کے جلوے سما رہے ہیں
تمہاری ہستی ازل سے پہلے بتاؤ مجھ کو کہ کون ہو تم
یہ کیسے اسرار ہیں تمہارے جو مجھ کو حیراں بنا رہے ہیں

---

۳۱ ارجن نے اس پیکرِ عظمت وجلالی میں دونوں پہلو دیکھے ہیں ایک شانِ خالقیت کیونکہ برھما جیسے خالق ملتے ہیں (وہ بھی ان دیوتاؤں میں سے ایک ہے جو اسے اس پیکر میں نظر آئے۔ دوسری شانِ تخریب جس میں تمام ہستیوں کو فنا کیا جا رہا ہے یہ معما اسکی سمجھ سے بالا ہے اس لئے اس نے یہ سوال کیا ؛

شری بھگوان کا ارشاد

۳۲ قضا ہوں میں قضا ہوں میں
کہ درپئے فنا ہوں میں
جہاں کی ہست و بود کو
مٹانے آ رہا ہوں میں
یہ سُورِ بیر لشکری
جو تُل رہے ہیں جنگ پر
تُو ہو نہ ہو یہ سب کے سب
ہلاک کر چکا ہوں میں

۳۳ تو ارجن اُٹھ ہو نیک نام
دشمنوں کو گھیر کر
بزور چھین تاج و تخت
ہمسروں کو زیر کر
یہ مر چکے یہ مر چکے
فنا میں ان کو کر چکا
تو بائیں ہاتھ والے اُٹھ
وسیلہ بن نہ دیر کر

---

۳۲ سُور بیر۔ جیسے بھیشم درون کرن وغیرہ۔
تُو ہو نہ ہو۔ اگرچہ تو جنگ میں شریک نہ ہو۔

۳۳ بائیں ہاتھ والا۔ کھیا۔ ارجن جو بائیں ہاتھ سے ویسا ہی تیر چلا سکتا تھا جیسے دائیں ہاتھ سے۔

۳۴ میں کرن بھیشم اور دروں انہیں ہلاک کر چکا!
جیدرتھ اور یہ جنگ جو سمجھ ہر ایک مر چکا
تو جیت جائے گا نہ ڈر عدو سے اپنے جنگ کر
تو مار انہیں یہ مر چکے سفر جہاں سے کر چکے

سنجے نے کہا

۳۵ سُنی جب یہ گفتار بھگوان کی
لگی صاحب تاج کو کپکپی!
زباں لڑکھڑائی گلا رُک گیا
جُھکا جوڑ کر ہاتھ کہنے لگا

۳۴ ارجن سے فتح کا وعدہ کیا جا رہا ہے اور اسے جنگ کا نتیجہ بتایا جا رہا ہے لیکن اسکی ذاتی بیدوجہد کے ثمر کے طور پر نہیں بلکہ اس لئے کہ قضا و قدر یہی فیصلہ کر چکی ہے اور ارجن محض قدرت کا آلہ کار ہے ؂

۳۵ تمن میں کیشو کا لفظ ہے ؂

ارجن کی مناجات

(۲)

۳۶ زمانہ کرتا ہے اے رشی کیشی　　جسکی حمد و ثنا تمہیں ہو
خوشی سے گُن گاتے ہیں تمہارے　　کہ سب کے پرماتما تمہیں ہو
تمہیں سے ڈر ڈر کے راکشس سب　　دسوں دشاؤں میں بھاگ لیتے ہیں
کریں نمسکار سادھو مل کر　　جیسے وہ سب کے خدا تمہیں ہو
۳۷ بڑے ہو برہما سے مرتبے میں　　کہ خود ہی برہما کے تم ہو موجب
کریں نمسکار کیوں نہ سارے　　کہ ذات لاانتہا تمہیں ہو
تمہیں ہو ست بھی تمہیں است بھی　　تمہیں ہو تت بھی تمہیں ہو اکشر
جگن نواس اور مہاتما　　دیوتاؤں کے دیوتا تمہیں ہو

۳۷ ست (وجود) جسکی ہستی ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں ہے ؛

است (لا وجود) جو ست نہیں جسکی ہستی عارضی ہے ؛

اکشر - لافنا ؛

تت ؛ تتو - اصل اصول ؛

۳۸ تمہیں ہو برتر خدائے اوّل — پرش قدیمی پناہِ عالم

تمہیں سزاوارِ علم و عرفاں — علیمِ رازآشنا تمہیں ہو

تمہیں سے پھیلا جہان سارا — تمہیں ہو سب کا مقامِ افضل

ہے جس سے بھرپور ساری دنیا — اننت روپی خدا تمہیں ہو

۳۹ تمہیں جہاں کے ہو باپ دادا — تمہیں ہو برہما تمہیں ہو یم بھی

تمہیں ورن ہو تمہیں ہو اگنی — تمہیں ہو چاند اور ہوا تمہیں ہو

تمہیں نمسکار پھر نمسکار — پھر نمسکار میرے دانا

تمہیں نمسکار ہوں ہزاروں — خدائے عزّ و علا تمہیں ہو

۴۰ تمہیں نمسکار حاضرانہ — تمہیں نمسکار غائبانہ

تمہیں نمسکار ہر طرف سے — کہ کُل میں جلوہ نما تمہیں ہو

تمہاری قوت کی کوئی حد ہے — نہ زور و طاقت کی انتہا ہے

تمہیں سے قائم ہے سارا عالم — نہیں کوئی دوسرا تمہیں ہو

---

۳۹ مریچی وغیرہ سات پرجاپتی برہما کے من سے پیدا ہوئے۔ انہی سے آگے مخلوقات پیدا ہوئی

یہاں پرجاپتی سے مراد برہما ہی ہے۔

ورن۔ پانی کا دیوتا۔

۴۱ کبھی کہا میں نے کرشن تم کو | کبھی کہا میں نے دوست یادوؔ
مَیں بے تکلف یہی سمجھتا رہا | کہ یارِ آشنا تمہیں ہو
اسے سمجھ لو مری محبت | اسے سمجھ لو مری جہالت
نہ پہلے افسوس میں نے سمجھا | کہ شاہِ ارض و سما تمہیں ہو
۴۲ جو بیٹھے اُٹھے جو کھاتے پیتے | جو جاگے سوتے جو کھیلتے میں
ہوئی ہوں گستاخیاں تو بخشو | کہ ذاتِ لاانتہا تمہیں ہو
کبھی اکیلے کبھی سبھا ہیں | کہا ہو کچھ دل لگی سے تم کو
تو پُر خطا کی خطا کو بخشو | کہ ہستیِ بے خطا تمہیں ہو
۴۳ ہیں جتنے ثابت ہیں جتنے سیار | سب جہانوں کے ہو پتا تم
تمہیں کو شایاں ہے ساری عزت | کہ مرشد و رہنما تمہیں ہو
نہیں تمہاری مثال کوئی | کسے فضیلت ہے تم سے بڑھکر
نہ جس کی طاقت کا تینوں عالم | میں ہے کوئی دوسرا تمہیں ہو

۴۱ ارجن کرشن مہاراج کو انسانی روپ میں دیکھتا رہا اور اسے یار دوست سمجھ کر ہمولیوں
جیسا سلوک کرتا رہا ہے۔ اب مرعوب ہو کر معافی کا طالب ہے ؛
یادوؔ۔ کرشن جی کا خاندانی نام ہے ؛ ۴۲۔ ہستیِ بے خطا۔ اُچیت ؛

۴۴ اسی لیے وہ سجدہ کر رہا ہوں — تمہارے آگے جھکا کے تن کو
کہ جس کو زیبا ہے سجدہ کرنا — فقط مرے کبریا تمہیں ہو
پدر نوازش کرے پسر پر — سجن سجن پر پیا پیا پر
دیا کرو تم بھی مجھ پہ بھگون — کہ بحر لطف و عطا تمہیں ہو

۴۵ تمہارا میں نے وہ روپ دیکھا — نہ جس کو دیکھا تھا میں نے پہلے
میں خوش بھی ہوں اور ہیں غمزدہ بھی — مقام بیم و رجا تمہیں ہو
مجھے دکھا دو مجھے دکھا دو — وہی وہ پہلی سی اپنی صورت
جگن نواس اب دیا ہو مجھ پر — کہ دیوؤں کے دیوتا تمہیں ہو

۴۶ مکٹ لگایا ہو گرز اٹھایا ہو — ہاتھ میں ہو تمہارے چکر
وہ روپ پہلا سا دیکھ لوں میں — کہ دیر سے آشنا تمہیں ہو
دیا کرو مجھ پہ پھر دکھا دو — وہ مورتی چار ہاتھوں والی
تمہارے ہیں گو ہزار بازو — کہ وشو روپی خدا تمہیں ہو

---

۴۴ عاشق معشوق پر یا پیا استری پر۔ ۴۵ بیم۔ خوف۔ رجا۔ اُمید۔
الایمان بین الخوف والرجاء (حدیث) جگن نواس۔ زمانے کی جائے پناہ۔

۴۶ وشو روپی۔ عالمگیر صورت والے۔

شری بھگوان نے فرمایا

۴۷ سُن ارجن اب مری دَیا یہ تجھ پر بالضرور ہے
کہ میں نے اپنے یوگ سے دکھا دیا ظہور ہے
نہ جس کو دیکھا آج تک کسی نے بھی ترے سوا
وُہ اوّلیں وہ دائمی یہ وشو رُوپ نور ہے

۴۸ کُرو کے خاندان میں ملی ہے تجھ کو سروری
دکھایا تجھ کو اپنا رُوپ ہے یہ بندہ پروری
نہ وید جپ سے مل سکے نہ دان تپ سے مل سکے
نہ یگ نہ کرم کانڈ سے دکھائی دے سکے ہری

۴۹ ہراس و خوف چھوڑ دے نہ زار ہو نہ زار ہو
نہ ہولناک روپ سے مرے تو بےقرار ہو

---

۴۸ وید جپ۔ ویدوں کے پڑھنے سے ؛ تپ۔ ریاضت ؛ دان۔ خیرات ؛ یگ۔ قربانیاں ؛ کرم کانڈ۔ کریا۔ اعمال مذہبی۔ مطلب یہ ہے کہ صرف ریاضت وعبادت سے خدا کا دیدار حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اُس کی مہربانی نہ ہو ؛

لے میری شکل دیکھ لے
تو جس سے آشنا بھی ہے
بہ بیم و خوف دور کر
خوشی سے ہم کنار ہو

سنجے نے کہا

۵۰ یہ کہہ کر مہا آتما نے وہیں
دکھا دی وُہی پہلی صورت حسیں
گیا خوف سب آن کی آن میں
تسلّی سے جان آگئی جان میں

ارجن کا قرار

۵۱ جو ارجن نے دیکھا تو بھگوان کی
وُہی پہلی صورت تھی انسان کی

۵۰ پہلی صورت۔ وہ شکل جس میں آپ واسیدیو کے گھر پیدا ہوئے تھے اور جس سے ارجن ہمیشہ مانوس تھا۔

کہا اب مرا دل ٹھکانے لگا
مجھے ہوش بھگوان آنے لگا

شری بھگوان کا ارشاد

۵۲ پھر ارجن سے بھگوان کہنے لگے
کہ تو نے جواب میرے درشن کئے
سدا دیوتاؤں کو ارماں رہا
یہ درشن کہاں اُن کو حاصل ہوا
۵۳ مجھے تو نے دیکھا ہے جس طور سے
یہی طور ممکن نہیں اور سے
یہ دیدار یگ سے نہ تپ سے ملے
نہ دان اور نہ ویدوں کے جپ سے ملے

۵۳ $\frac{۳}{۴}$ یہ دیدار عالم افروز ویدوں کے مطالعہ۔ ریاضت۔ دان دینے اور ہر قسم کے یگیہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

۵۴ اگر میری بھگتی میں یکسو رہے
مرا گیان ہو اور مجھے دیکھ لے
حقیقت کا عرفاں بھی حاصل ہو پھر
مری ذاتِ عالی میں واصل ہو پھر

۵۵ مرا بھگت ہر کام میرا کرے
تعلق کسی سے نہ نفرت اُسے
کرے مجھ کو مقصود اپنا خیال
تو ارجن وُہ پا جائے مجھ سے وصال

وشو روپ درشن یوگ گیارھواں ادھیائے ختم ہُوا

---

۵۵ اس شلوک میں گیتا کی تعلیم کا نچوڑ بیان کر دیا گیا ہے۔ جس کو وصال الٰہی مطلوب ہو وُہ ہر کام خدا ہی کے لئے کرے۔ خُدا ہی کو اپنی منزل مقصود سمجھے۔ خلق خدا سے نفرت نہ کرے۔ دنیوی علائق سے بے نیاز ہو۔ ساری دُنیا کو خدا ہی کا روپ سمجھے۔ ایسا ہی شخص آخر میں خدا سے واصل ہو گا۔

بارھواں ادھیائے

ارجن کا سوال

۱ جو اس طرح بھگتی میں سرشار ہیں
فقط آپ ہی کے پرستار ہیں
وہ یوگی ہیں بہتر کہ باطن پرست
خفی لم یزل ذاتِ عالی کے مست؟

بارھویں ادھیائے میں بھگتی مارگ کی عظمت بیان کی گئی ہے اور اس کے حصول کے طریق بتلائے گئے ہیں۔ اس میں سچے بھگت کے خصائل اور اسکی طرزِ زندگی کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ خدا اپنے بھگتوں سے بے انتہا محبت کرتا ہے:

۱۔ بعض لوگ ہر وقت خدا کا نام لیتے اسی کی عبادت کرتے اور اُسی سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ وہ خدا ہی سے عشق و محبت کرتے ہیں۔ اسی کا نام بھگتی یوگ ہے یہ لوگ عابد و زاہد ہیں۔ بعض لوگ خدا کو مکان زمان اور علائق سے مبرا سمجھتے ہوئے اس کو صفات و ظہور و بیان سے بالا سمجھتے ہیں۔ اسی کا نام گیان یوگ ہے۔ یہی لوگ عارف ہیں!

ارجن پوچھتا ہے عابد اچھے ہیں کہ عارف؟

اس طرح جیسے گیارھواں ادھیائے کے شلوک نمبر ۵۵ میں بیان کیا گیا ہے:

---

۲ ہوئے سُن کے بھگوان یُوں گلفشاں
ہیں بہتر وہی یوگ میں بے گماں
یقیں سے جو بھگتی کریں مستقل!
مجھی سے جو اپنا لگاتے ہیں دل

۳ مگر وُہ جو پوجیں خفی پاک ذات
جو قائم ہے دائم ہے اور پُر ثبات
خیال وظہور و بیاں سے بلند
جو حاضر ہے ناظر ہے اور بے گزند

۴ حواس اپنے قابو میں رکھیں تمام
سکُون و توازن ہو دل میں مدام
ہر اک کی بھلائی سے مسرور ہوں
مجھی سے ہوں واصل نہ مہجور ہوں

۳ خفی - ادیکت ؛ پُر ثبات - اٹل ؛ بے گزند - بے زوال ؛

۴ عارف ذات کا آخری درجہ وصال الہٰی ہے ؛
مہجور - علیحدہ - دُور ؛

۵ جو ذاتِ خفی میں لگاتے ہیں دِل
اُٹھاتے ہیں تکلیف وہ متصل
کہ ذاتِ خفی کا ہے مشکل شہود
خفی کو نہ سمجھیں گے اہلِ وجود

۶ جو اعمال سب مجھ پر قرباں کریں
پرستش مری بادل وجاں کریں
جو مقصود اعلےٰ مجھی کو بنائیں
فقط میرے ہی دھیان میں دِل لگائیں

۷ مَیں کرتا ہُوں ارجن اُنہیں کامگار
تناسخ کے فانی سمندر سے پار
دل اپنا جو مجھ میں لگاتے رہیں
مجھی سے نجات اپنی پاتے رہیں

۵ خدائے پُرصفات (سگن) اور خدائے بے صفات (نرگن) کے پرستار دونوں کی منزل ایک ہی ہے لیکن انسان جب تک پابندِ وجود ہے۔ اس کے ذہن میں خدائے بے صفات (خفی نرگن) کا خیال جم نہیں سکتا۔ اس لیے عارف کا راستہ عابد کے راستہ کی نسبت زیادہ مشکل ہے:
شہود۔ ظہور، مشاہدہ:

۶ دیکھو گیارھویں ادھیائے کا شلوک نمبر ۵۵:

۸ لگائے تو مجھ میں دل اپنا لگا
مجھی میں تو کر محو عقلِ رسا
تو پھر اس میں ہرگز نہیں کچھ کلام
تو پائے گا مجھ میں قیام و دوام

۹ جو قائم نہ تو رکھ سکے مجھ میں دل
نہ یکسو رہے دھیان میں مستقل
تو ابھیاس سے کر تلاشِ کمال
اسی یوگ سے ڈھونڈ ارجن وصال

۱۰ تو ابھیاس کے ہو نہ قابل اگر
تو پھر میری خاطر سب اعمال کر
مرے واسطے ہی جو عامل ہو تو
تو اعمال سے مردِ کامل ہو تو

۹ ابھیاس۔ مشق۔ ریاضت:۔ اپنے من کو حواس اور محسوسات سے روک کر صرف خدا کے دھیان میں مصروف کرنا اور بار بار اسی کی طرف لگانا یہی ریاضت اور ابھیاس ہے:۔

۱۰ اعمال صالح کو خالص رضائے الٰہی کی خاطر کرنے سے بھی کمال حاصل ہوتا ہے:۔

۱۱ ریاضت میں بھی گر تُو ہیٹا رہا
تو لے پھر مرے یوگ کا آسرا
تُو رکھ دِل پہ قابو کیے جا عمل
کیے جا عمل چھوڑ دے اُن کے پھل

۱۲ کہ افضل ہے ابھیاس کرنے سے گیان
مگر گیان سے بڑھ کے ہوتا ہے دھیان
ہے ترکِ ثمر دھیان سے بھی فزوں
کہ ترکِ ثمر سے ہو فوراً سکوں

۱۳ وہ انساں جو سُکھ دُکھ میں ہموار ہے
جو ہر اک کا ہمدرد غم خوار ہے
کسی کا نہ بیری ہو بخشے قصور
خودی سے بھی دُور اور تعلق سے دُور

---

۱۲ مشق و مجاہدہ بغیر علم کے زیادہ مفید نہیں۔ علم و عرفان کا درجہ ان سے بہتر ہے۔ عرفان سے بھی غور و فکر کا درجہ بلند تر ہے۔ اور غور و فکر سے بھی ایسا عمل افضل ہے جس میں ثمرے کی خواہش نہ ہو۔ کیونکہ اس سے طبیعت میں سکون و اطمینان پیدا ہو کر یکسوئی کی طرف رغبت ہو جاتی ہے اور شانتی حاصل ہوتی ہے ؎

۱۴ وُہ یوگی جسے خود پہ ہے اختیار
جو صابر ہے اور عزم میں استوار
دل و عقل جو مجھ پہ قرباں کرے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۵ جو دُنیا کو آزار دیتا نہیں
جو دُنیا سے آزار لیتا نہیں
بَری بُغض و عیش و غم و خوف سے
وُہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۶ جو چوکس ہے بے لاگ اور بے نیاز
دکھوں سے مبّرا ہے اور پاکباز
جو ترکِ جزا ابتدا سے کرے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۶ جو اپنے تمام افعال و اعمال کا سرچشمہ ذاتِ باری کو مانتا ہوا ہر کام کو شروع ہی سے اس طرح کرے گویا خدا ہی اس کے ذریعے سے وہ کام کر رہا ہے اور اس میں اس کی اپنی مرضی کوشش یا کمال کو دخل نہیں اور نہ اس کو اس کام کے نتائج کی فکر یا اس کے ثمر کی اُمید ہو۔

۱۷ مسرت سے بھی دُور نفرت سے دُور
غم و خواہش و نیک و بد سے نفور
ہمیشہ جو بھگتی میں شاداں رہے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۸ برابر جسے دوست دشمن تمام
نہ سُکھ دُکھ نہ عزت نہ ذلت سے کام
ہو گرمی کہ سردی جسے ایک سی
لگن ہو کسی سے نہ جس کی لگی

۱۹ برابر ہوں جس کے لئے مدح و ذم
وہ کم گو نہ جس کو غم بیش و کم
قوی دل کا آزاد گھر بار سے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

---

۱۸ دوستی دشمنی سکھ دکھ عزت ذلت. گرمی سردی وغیرہ متضاد خاصیتیں اضداد کہلاتی ہیں۔ عام دُنیا کے آدمی انہیں اضداد سے متاثر ہوتے ہیں لیکن عاشقانِ الٰہی ان سے پاک اور بلند ہیں:

۱۹ مدح و ذم- تعریف اور بد تعریفی۔ آزاد گھر بار سے۔ بعض عالموں کے نزدیک اس سے مراد اپنے تن کی محبت سے بے نیاز ہونے کے ہیں:

۲۰ جو کرتے ہیں قائم یہ امرت سا دھرم
یقیں سے جو رکھتے ہیں سینوں کو گرم
جو مقصود اعلیٰ سمجھ لیں مجھے
وہی بھگت ہیں سب سے پیارے مرے

بھگتی یوگ نامی بارھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۰ یہ جس کا ذکر اُوپر آچکا ہے: امرت۔ آبِ حیات:

تیرھواں ادھیائے

اس ادھیائے میں کشیتر اور کشیتر گیہ یعنی کھیت اور کھیت کے جاننے والی کی تمثیل میں جسم انسانی کے خواص اور روح کے خواص۔ دونوں کے باہمی میل۔ جیو آتما کی قید و بند وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اصل حقیقت کو سمجھنے والا انسان کس طرح قید تعلق سے خود کو رہا کر سکتا ہے اس ادھیائے میں عرفان کے حصول پر زور دیا گیا ہے۔ ہماری روح پر ہمارا جسم سوار ہے۔ جسم ہماری خدمت کے لئے ملا تھا۔ ہم خود اس کے خادم بنے ہوئے ہیں۔ ہر وقت پیٹ کا دھندا لگا رہتا ہے۔ عارف ہی اس مخمصے سے نکل کر اونچا اور بلند مرتبہ حاصل کر سکتا ہے اور پرماتما سے واصل ہو سکتا ہے۔

تیرھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ تجھے اب بتاتا ہوں کُنتی کے لال
کہ یہ جسم اک کھیت کی ہے مثال
ہے اس کھیت کا راز جس پر عیاں
کہیں کھیترگ اس کو سب رازداں

---

۱ جسم کو کھیت اس لئے کہا گیا ہے کہ دکھ سکھ کی فصل اسی میں بوئی اور کاٹی جاتی ہے۔ اس میں مادی حیوانی۔ قلبی خیالی اور روحانی پانچوں قسم کے اجسام شامل سمجھنے چاہئیں کھیترگیہ سے مراد کھیت کا جاننے والا ہے۔ موجودہ ادھیائے میں پرکرتی اور پرش کے فرق اور ان کے باہمی تعلق کا ذکر ہے۔ پرکرتی یعنی نیچر کو کھیت اور کھیترگیہ کو پُرش یا خدا سمجھئے۔

یہاں کھیت کے گن بھی ملاحظہ ہوں جو بیج اس میں بویا جاتا ہے وہی اُگتا ہے۔ گندم سے گندم جو سے جو۔ آم سے آم اِملی سے اِملی۔ اسی طرح اگر من میں پریم کا بیج ڈالا جائے تو پریم ہی اُگیگا۔ نفرت کا بیج ہو تو نفرت بھرا ایک بیج کے بدلے سو سو بیج اُگینگے نیکی اور بھلائی کا بیج دنیا میں نیکی اور بھلائی پھیلائیگا

۲ سمجھ کھیتر کا راز داں ہُوں تو مَیں
کہ ہر کھیتر کے درمیاں ہُوں تو مَیں
جو یہ کھیتر اور کھیترگیہ کا ہے علم
مری رائے میں سب سے اعلیٰ ہے علم

۳ سُن ارجن ہے کیا کھیتر کیا اُس کے گُن
تغیّر ہوں کیسے، کہاں سے، یہ سُن
ہے کون اور کیا قوت راز داں
میں کرتا ہوں اب مختصر سا بیاں

۴ یہ رشیوں نے گایا کئی رنگ سے
بہت میٹھے چھندوں کے آہنگ سے
یہ برہم سُوتروں میں بھی مسطور ہے
یہی بادلیل ان میں مذکور ہے

۲۔ کھیتر مختلف ہیں۔ کھیترگیہ ایک ہی ہے۔ جیوآتما مختلف نظر آتے ہیں پرماتما ایک ہی ہے:۔

۴۔ چھند۔ منتر: برہم سوتر۔ اپنشدوں کی عالمانہ تفسیر جس میں عرفانِ الٰہی کی تعلیم ہے:۔

۵ عناصر، اہنکار، عقلِ محیط
یہ دل دس حواس اور یہ فطرتِ لبسیط
یہ آواز مس ذائقہ رنگ باس
کریں جن کو محسوس پانچوں حواس
۶ یہ سُکھ دُکھ یہ نفرت بھی ترغیب بھی
خرد پائداری بھی ترکیب بھی
یہ ہیں کھیت اور ان کی تبدیلیاں
انہی کا ہے یہ مختصر سا بیاں
۷ میں کرتا ہوں اب گیان کے گُن شمار
یہ ہیں راستی حِلم عفو انکسار
اہنسا بھی اور خدمتِ استاد کی
دلی پختگی ضبط پاکیزگی

---

۵ اس شلوک میں ۲۴ تتو یا اصول سانکھیہ فلسفہ کے مطابق بیان کیے گئے ہیں یعنی مول پرکرتی (فطرتِ لبسیط) مہان، اہنکار، پانچ تن ماترا۔ من، پانچ حواس باطنی۔ پانچ حواس عمل اور پانچ عناصر لبسیط۔ پُرش کو شامل کرکے کل ۲۵ تتو یا اصول ہوئے۔

۷ تا ۱۱ شلوکوں میں عرفان کی خصوصیات کا ذکر ہے۔

۸ نہ ہونا سروکار لذات سے
کنارا اہنکار کی بات سے
یہی غور کرنا کہ ہیں چھین سکھ
جنم، موت، پیری، مرض، درد، دکھ
۹ نہ وابستگی رشتہ و بند سے
نہ گھر سے نہ زن سے نہ فرزند سے
توازن سے ہونا سکون و قرار
گوارا ہو صورت کہ ہو ناگوار
۱۰ فقط دھارنا میری بھگتی کا یوگ
دوئی کا نہ ہونا ذرا دل میں روگ
الگ رہ کے محسوس کرنا سرور
ہجوم خلائق سے ہونا نفور

---

۸ اہنکار، خودبینی غرور۔ عارف کو ولادت۔ موت۔ بڑھاپے۔ بیماری اور درد کا احساس رہتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ عرفان سے واصل بخدا ہو کر تناسخ کی مصیبت سے نجات پائے۔

۱۱ خیالِ ادھیاتم کا شام و سحر
حقیقت کے مقصد پہ رکھنا نظر
یہ علموں کا ہے علم یہ گیان ہے
خلاف اس کے جو کچھ ہے اگیان ہے

۱۲ سزاوارِ عرفاں ہے وہ پاک ذات
کہ ہے علم ہی اس کا آبِ حیات
وہ بے ابتدا لم یزل، ذی حشم
نہ سَت یا اسَت کہہ سکیں جس کو ہم

۱۳ اُسی کے ہیں سب دست و پا چار سُو
اُسی کا ہے رُخ رونما چار سُو
اُسی کی نظر، کان، سر ہر طرف
محیطِ جہاں سر بستہ ہر طرف

۱۱ ادھیاتم۔ حقیقتِ روح ؛ اگیان۔ جہالت ؛ ۱۲۔ سزاوارِ عرفاں۔ جاننے کے لائق
سَت سے مراد عالمِ ظاہری اور اسَت سے مراد عالمِ باطنی ہے جو محسوس نہیں ہو سکتا؛
اگر پرماتما کو سَت مان لیا جائے تو اس کے مقابلے میں کسی اسَت کے ہونے کا ماننا ضروری ہو جاتا
ہے جس سے دوئی لازم آتی ہے اسلئے وہ ذات پاک سَت اور اسَت دونوں سے پرے ہے؛

۱۴ بظاہر نہیں گرچہ اُس کے حواس
درخشاں صفاتِ حواس اُسکے پاس
وُہ ہے بے تعلق مگر سب کا رب
گنوں سے بری اور گُن اُس میں سب

۱۵ کسی شے میں جنبش کسی میں سکوں
وُہ موجود سب میں دُروں اور بروں
لطیف ایسا احساس معذور ہے
وہی ہے قریب اور وہی دُور ہے

۱۶ محال اُس کی تقسیم اے ذی شعور
مگر اُس کا ہر شے میں حصّہ ضرور
سزاوارِ عرفاں وُہ پروردگار
فنا و بقا کا اُسی پر مدار

۱۴ اُسکی آنکھیں نہیں مگر ہر آنکھ سے وہی دیکھتا ہے اس کے کان نہیں مگر ہر کان سے وہی سنتا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس:

۱۵ اندر بھی وہی ہے۔ باہر بھی وہی ہے درمیان بھی وہی ہے اوپر بھی وہی نیچے بھی وہی۔ ظرف بھی وہی قطرہ بھی وہی:

۱۶ وہ یکتا ناقابلِ تقسیم ہے مگر ہر شے میں اُسی کا ظہور ہے:

۱۷ وہی ذات نور علیٰ نور ہے
جو تاریکیوں سے بہت دور ہے
وہ عرفاں کا حاصل بھی مقصود بھی
وہ عرفاں بھی ہر دل میں موجود بھی

۱۸ تجھے مختصر طور پر کہہ دیا
کہ عرفان و مقصودِ عرفاں ہے کیا
بنایا تجھے کھیت کا میں نے حال
جو سمجھے مرا بھگت پائے وصال

۱۹ یہ مایا انادی ہے لا ابتدا
اسی طرح لا ابتدا آتما
گن اشیا کے اور اُنکی شکلیں انیک
یہ مایا سے ظاہر ہوئیں ایک ایک

---

۱۹ سانکھیہ فلاسفی کے مطابق پرکرتی (مایا) اور پُرش (آتما) دونوں انادی یعنی ازلی ایک دوسرے سے مستغنی اور غیر مخلوق ہیں۔ ویدانت کے مطابق پرکرتی (مایا) کا ظہور پریشور سے ہُوا اس لئے وہ غیر مخلوق نہیں۔ لیکن چونکہ اسکی ابتدا کا وقت ہم متعین نہیں کر سکتے اس لئے وُہ انادی ہے۔ جیو آتما پریشور کا جزوِ قدیم ہے اس لئے وہ بھی انادی ہے ؛

۲۰ حواس و بدن جو بھی پیدا ہوئے
یہ مایا کے باعث ہویدا ہوئے
جو سُکھ دُکھ کا ہوتا ہے احساس سب
یہ احساس ہے آتما کے سبب

۲۱ کہ مایا میں جب آتما ہو مکیں
گُنوں سے ہو مایا کے لذت گزیں
گُنوں سے جو آلودہ ہو بینش و کم
بُری یا بھلی جُون میں لے جنم

۲۲ مہا پرش تن میں جو ہے جلوہ گر
وُہ پرماتما ہے مہا ایشور
وُہ ناظر بھی ہے کار فرما بھی ہے
وُہ لذت گزیں بھی سہارا بھی ہے

۲۰ (۱) بعض شارحین کے مطابق یہ مصرع یوں ہونا چاہئے۔ "جو علّت سے معلول پیدا ہوئے" اس صورت میں علّت سے مراد پرکرتی اور معلول سے مراد مہت۔ اہنکار۔ پانچ تن ماترا وغیرہ وکار (تغیرات) لئے جائیں گے۔

۲۳ اگر آتما کو کوئی جان لے
گنوں اور مایا کو پہچان لے
رہے جیسے چاہے وُہ جس حال میں
نہ آئے تنا سخ کے جنجال میں
۲۴ کوئی دھیان سے من میں ڈالے نظر
تو دیکھے وُہ خود آتما جلوہ گر
کوئی سانکھ کے یوگ سے دیکھ لے
کوئی دیکھ لے یوگ سے کرم کے
۲۵ مگر ان سے ہیں بے خبر بھی کئی
کریں سُن سُنا کر جو پوجا مری
جو سُن لیں اُسی میں وُہ سرشار ہوں
فنا کے سمندر سے بھی پار ہوں

۲۳ مایا اور آتما کا صحیح علم انسان کو معرفت خدا کی طرف لے جاتا ہے اور عرفان وُہ آگ ہے جس سے تمام اعمال سوخت ہو جاتے اور انسان کرم پھل کی جکڑ بند سے آزاد رہتا ہے اور تنا سخ کے چکر میں نہیں آتا۔

۲۶ ملے کھیت سے کھیتر کا راز داں
تو ارجن اسی سے ہو سب کچھ عیاں
کسی میں ہے جنبش کسی میں قیام
اسی میل سے پائیں ہستی تمام

۲۷ جو ہے کچھ نظر تو اسی کی نظر
نظر میں رہے جس کی پرمیشور
ہے سب جان والوں میں جانی وہی
کہ فانی میں ہے غیر فانی وُہی

۲۸ جو اُس ذاتِ مطلق پہ رکھے یقیں
کہ ہر اک مکاں میں وہی ہے مکیں
کرے خود نہ وُہ آتما کو تباہ
کہ اُتم گتی کی یہ اچھی ہے راہ

---

۲۶ (۱) یعنی وجود اور آتما کا میل ہو:

۲۸ جاہل آدمی خود کو وجود سے الگ نہیں سمجھتا وُہ اپنی آتما کو نہیں پہچانتا۔ اس لئے اس کا نظریہ درست نہیں وُہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ جیون مکت کا حال اس کے بالکل برعکس ہے:
اتم گتی۔ اعلیٰ منزل:

۲۹ جو سمجھے کہ دُنیا کی سب ریل پیل
ہے مایا کا کرتب ہے مایا کا کھیل
ہے خود آتما پُرسکوں بے عمل
نظر ہے اُسی کی نظر بے خلل

۳۰ جسے آئے کثرت میں وحدت نظر
کہ ہر رنگ میں ہے وہی جلوہ گر
جو وحدت سے کثرت کا سمجھے ظہور
خدا سے ہو واصل وہی بالضرور

۳۱ مکیں تن کے اندر ہے پرماتما
انادی گنوں سے بری، لافنا
عمل سے وُہ فارغ ہے گنتی کے لال
عمل سے نہ آلودہ ہو لایزال

۲۹/۳۱۔ پرماتما پرکرتی سے بالا ہے وُہ انادی یعنی بے ابتدا ہے۔ پرکرتی کے گنوں کا اس پر کوئی اثر نہیں وہ پرکرتی یا مایا کا تماشا دیکھتا ہے لیکن اس سے آلودہ نہیں ہوتا

۳۲ ہے آکاس دُنیا پہ جیسے محیط
مُجلّا مصفّا کہ ہے وُہ لبیط
بدن میں یونہی آتما ہے مکیں
مگر اُس سے آلودہ ہوتی نہیں

۳۳ ہو سورج سے جس طرح روشن جہاں
چمک اُٹھیں بھارت زمیں آسماں
اسی طرح کھیتوں پہ چھا جائے نور
جو ہو کھیت کے رازداں کا ظہور

۳۴ جو چشم بصیرت سے کرتا ہے غور
کہ کھیت اور ہے رازداں اس کا اور
جو مایا سے دے ہستیوں کو نجات
بلندی میں حاصل کرے وصلِ ذات

کشیتر کشیتر گیہ یوگ نامی تیرھواں ادھیائے ختم ہوا

۳۳،۳۲، ۳۴۔ کھیت کا مطلب وجود اور کھیت کے رازداں کا مطلب آتما سمجھیے۔

چودھواں ادھیائے

شری بھگوان کا ارشاد

۱ پھر ارجن سے بھگوان بولے کر سُن
جو گیانوں کا ہے گیان سُن اُس کے گُن
مُنی جس کو یہ گیان حاصل ہُوا
کمالِ فضیلت سے واصل ہُوا

تیرھویں ادھیائے کے ۱۸ ویں شلوک میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح جیوآتما گنوں سے آلودہ ہو کر بُری یا بھلی جونیوں میں جنم لیتی ہے ؛

چودھویں ادھیائے میں پرکرتی (مایا) کے تینوں گنوں کا بیان ہے۔ مایا تینوں گنوں سے بنی ہے تینوں میں اعتدال ہو تو پرکرتی میں سکون ہوتا ہے جو گن غالب ہو۔ مایا بھی وہی صورت اختیار کریگی انسان کی اخلاقی زندگی پر یہی گن موثر ہیں ستوگن کے غلبے سے اس کے اخلاق بلند ہونگے رجوگن کے غلبے سے وہ کارزارِ حیات میں قوت و ہمت کا مظاہرہ کریگا۔ تموگن کے غلبے سے وہ پستی کی طرف جائیگا مگر عارف تینوں گنوں سے بلند ہو کر واصل بحق ہو جاتا ہے ؛

۲ جو لیتے ہیں اس گیان کا آسرا
وہ یکرنگ ہو جائیں مجھ سے سدا
جو پیدا ہو دنیا تو آئیں نہ وہ
فنا ہو تو تکلیف پائیں۔ نہ وہ

۳ شکم ہے مری قدرتِ کاملہ
جو میں تخم ڈالوں تو ہو حاملہ
یہی ہے مہا برھم اصلِ حیات
کہ بھارت اسی سے ہو کل کائنات

۴ کسی پیٹ سے کوئی پائے جنم
ہو ارجن کوئی شکل کوئی شکم
شکم ہے مہا برھم میں باپ ہوں
کہ بیج اس میں میں ڈالتا آپ ہوں

---

۲ عارف کو عرفان ہی سے تکمیل دلبقا کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے اور وہ واصل بحق ہو کر فنا اور موت کو فتح کر لیتا ہے:

۳ قدرت کاملہ اور مہا برھم سے مراد عظیم الشان پرکرتی ہے جس سے عالم کا ظہور ہوا ہے لیکن جس طرح مٹی خود بخود برتن کی شکل میں تبدیل نہیں ہو جاتی۔ اسی طرح فطرت سے عالم کا ظہور خدا کے حکم سے ہوا ہے:

۵ نمودار مایا سے ہوں تین گُن
ستوگن رجوگن تموگن یہ سُن
جو ہے لافنا روح تن میں مکیں
یہ گُن قید کرتے ہیں اس کو وہیں

۶ ستوگن کی فطرت ہے پاکیزہ نور
نہ عیب اس میں ارجن نہ کوئی قصور
کرے روح کو شوقِ راحت سے قید
کرے روح کو ذوقِ دانش کا صید

۷ رجوگن کی فطرت ہے جذبات کی
ہے سنگت کا شوق اس کو اور تشنگی
یہ ذوقِ عمل کا بناتی ہے جال
کرے روح کو قید کنتی کے لال

۵ گن کا ترجمہ صفات کیا جاتا ہے لیکن در اصل گنوں سے مراد فطرت کے عناصر حقیقی ہیں۔
ستوگن۔ صفاتِ علوی جو بلندی کی طرف لے جاتے ہیں۔
رجوگن۔ صفاتِ انعالی جو دنیا کی طرف لے جاتے ہیں۔
تموگن۔ صفاتِ سفلی جو پستی کی طرف لے جاتے ہیں۔

۶ "علم فضل اور راحت کی تلاش اگر وصالِ باری میں حائل ہو تو روح کے لئے ایک قسم کی قید ہے۔"

۸ تموگن جہالت کی اولاد ہے
کب اس سے یکیں تن کا آزاد ہے
کرے قید دھوکے سے بھارت اِسے
کرے خواب و غفلت سے غارت اِسے

۹ ستوگن کا رہتا ہے سُکھ سے لگاؤ
رجوگن کا شوق عمل ہے سبھاؤ
تموگن کا پردہ پڑے گیان پر
تو غفلت مسلّط ہو انسان پر

۱۰ ستوگن کا جس وقت بالا ہو دست
رجوگن تموگن رہیں اس سے پست
رَجس سے ستوگن تموگن دبے
تمس سے ستوگن رجوگن گھٹے

---

۸ تموگن سے جہالت نیند موہ اور غفلت کا غلبہ ہوتا ہے ؛ انسان کے اعمال و افعال عقل کے تابع نہیں رہتے وہ باقی اور فانی میں تمیز نہیں کرتا اس کا ضمیر اس کو ملامت نہیں کرتا اور وہ گناہ کی زندگی بسر کرتا ہے ؛

۱۰ رجس۔ رجوگن۔ تمس۔ تموگن ؛

۱۱ بدن ہے مکاں اور حواس اس کے در
اگر در ہے روشن تو روشن ہے گھر
اگر گیان کا نور ہو ضو فشاں
ستوگن کے غلبے کا ہے یہ نشاں

۱۲ رجوگن کا غلبہ ہو ارجن اگر
تو ہو جائیں حرص و ہوا زور پر
تمنا ہو جوشش ہو اور پیچ و تاب
رہے شوقِ کردار میں اضطراب

۱۳ تموگن جب انساں میں ہو زور پر
تو ہو موہ غالب کرو کے پسر
اندھیرا طبیعت پہ چھا جائے گا
جمود اس کو غافل بنا جائے گا

۱۱ ستوگن کا غلبہ انسان کے ہوش و حواس اسکی عقل اس کے خیالات کی پاکیزگی اس کے عمدہ چال چلن اسکی راحت وغیرہ ہر بات میں عیاں ہوگا۔

۱۲ شوقِ کردار سے مراد کسب دولت حصول جاہ و تمنو و جنگی کارنامے اور دیگر دنیوی جد و جہد ہے نہ کہ روحانی ترقی کا شوق۔

۱۴ ستوگن جو غالب ہو انسان پر
اسی حال میں موت آئے اگر
مکیں تن کا پائے پوتر مقام
وُہ سِدھوں کی دُنیا میں جائے مدام

۱۵ رجوگن میں انساں اگر جان دے
جنم اہلِ کردار میں آ کے لے
تموگن میں مر کر جو زندوں میں آئے
درندوں پرندوں چرندوں میں آئے

۱۶ جو کرتا ہے انساں ستوگن عمل
تو پاتا ہے پاکیزہ اور نیک پھل
رجوگن عمل سے ملے پیچ و تاب
تموگن عمل ہیں جہالت کا باب

---

۱۵ سِدھوں کی دُنیا وہ بے عیب دُنیا جس میں عالمانِ علم الٰہی (سدھ) رہتے ہیں۔ پاک لوگوں کی بہشت ؛

۱۶ جہالت کا باب۔ جہالت کا دروازہ جس سے علم و عرفان سے دوری ہو جاتی ہے اور روح تاریکی میں داخل ہو جاتی ہے ؛

۱۷ ستوگن سے عرفاں کا پیدا ہو نور
رجوگن سے حرص و ہوا کا ظہور
تموگن سے دھوکا بھی غفلت بھی ہو
طبیعت پہ غالب جہالت بھی ہو

۱۸ ستوگن سے جائیں سوئے آسماں
رجوگن سے نکلے رہیں درمیاں
تموگن کا گُن ہے جو سب سے رذیل
یہ پستی میں ڈالے یہ کر دے ذلیل

۱۹ جو اہلِ بصیرت ہیں اہلِ نظر
گنوں کو سمجھتے ہیں جو کارگر
مجھے مانتے ہیں گنوں سے بلند
تو واصل مجھی سے ہوں وہ ارجمند

---

۱۹ اہلِ بصیرت۔ دل کی آنکھیں رکھنے والے۔
اہلِ نظر۔ ہوشیار۔
گنوں سے بلند۔ گنوں کا تعلق پرکرتی سے ہے پرماتما سے نہیں۔

۲۰ بدن کا ہے تینوں گنوں پر مدار
مکینِ بدن گر کرے اُن کو پار
وُہ چکھتا ہے امرت وُہ پاتا ہے سُکھ
نہ جینا نہ مرنا نہ پیری نہ دُکھ

ارجن کا سوال

۲۱ پھر ارجن نے پوچھا کہ اے کردگار
وُہ انساں جو تینوں گنوں سے ہو پار
چلن کیا ہے اُس کا علامات کیا
وُہ تینوں گنوں سے ہو کیونکر رہا

شری بھگوان کا ارشاد

۲۰ اِس تینوں گنوں والی پرکرتی (فطرت) کا نام مایا ہے جو شخص مایا کے فریب کو چھوڑ کر پار برہم کا گیان حاصل کر لیتا ہے اسے حیاتِ ابدی حاصل ہو جاتی ہے اور وُہ جنم مرن کی مصیبت سے نجات (موکش) پا جاتا ہے ؛

۲۲ سُن ارجن! ستو گن سے حاصل ہو نُور
رجو گن سے قوّت تمس سے فتُور
ہے کامل جسے اِن کی چاہت نہیں
جو ہوں تو اُسے اِن سے نفرت نہیں

۲۳ جو انساں گنوں سے رہے بے غرض
نہ بے کل ہو اُن سے نہ رکھے غرض
جو سمجھے کہ کرتے ہیں گُن ہی یہ کام
رہے پُرسکوں خود میں قائم مدام

۲۴ جو سُکھ دُکھ میں یکساں جو ہے مستقل
برابر جسے زر ہو مٹی کہ سِل
مساوی پسندیدہ و ناپسند
ہو تحسیں کہ نفریں وُہ سب سے بلند

۲۲ اس شلوک میں اس جیون مکت کامل شخص کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ جو گنوں سے پار ہو چکا ہے۔ اس کے نزدیک ان گنوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

۲۵ نہ ذلت کی پروا نہ عزت کی بھوک
کرے دوست دشمن سے یکساں سلوک
غرض تیاگ دے مجھ پہ سب کاروبار
سمجھ لو گنوں سے وہ ہوتا ہے پار

۲۶ جو خادم مرا ہی پرستار ہے
جو میری ہی بھگتی میں سرشار ہے
ہو تینوں گنوں سے نہ کیوں پار وہ
ہے وصلِ خدا کا سزاوار وہ

۲۷ مری ذات ہی برہم کا ہے مقام
ثبات و بقا کا مجھی میں قیام
ہیں دینِ ازل کا بھی ہوں آسرا
مری ذاتِ عالی میں راحت سدا

گن تریے وبھاگ یوگ نامی چودھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۷ خدائے بالا و برتر کی شان ملاحظہ ہو کہ ست چت آنند یا پر برہم جو لافانی اور لاتغیر ہے اس کا مسکن بھی خدائے تعالیٰ ہی کے بطون میں ظاہر کیا گیا ہے یعنی خدا کی عظمت کے متعلق جہاں تک انسان کا ذہن جاتا ہے وہ فی الحقیقت اس سے بھی بالاتر ہے۔

پندرھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ سُن اب ایسے پیپل کا ارجُن بیاں
جڑیں جس کی اُوپر تلے ڈالیاں
شجر لافنا جس کے پتّے ہیں وید
وہ ہے وید داں پائے جو اُس کا بھید

دنیا (سنسار) کو لبطور استعارہ ایک پیپل کا درخت بیان کیا گیا ہے:

پُرانوں میں لکھا ہے "۔ اس کی جڑیں برہم میں ہیں عقل اسکا تنا ہے حواس اسکے سوراخ ہیں ۔ عناصر اسکی شاخیں اشیائے محسوس اسکے پتے۔ دھرم اور ادھرم اسکے پھُول سکھ اور دُکھ اسکے پھل ہیں:

تیرھویں ادھیائے میں روح کا تعلق خدا اور پرکرتی سے بیان کیا گیا تھا۔ چودھویں میں مادہ اور قوت کے طبیعی خواص کا ذکر تھا اور بتلایا گیا تھا کہ پرکرتی کے گُن روح کو کیسے مقید کرتے ہیں اور ان سے کیسے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ پندرھویں ادھیائے میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مادی دُنیا اور جیو آتما دونوں خدا کے محتاج اور اسی پر منحصر ہیں:

۲ گنوں سے بڑھیں ڈالیاں لاکلام
ہیں اشیائے محسوس غنچے تمام
جڑیں اسکی انساں کی دُنیا تک آئیں
جکڑ کر اُسے کرم سے باندھ جائیں

۳ تصوّر میں شکل اُس کی آئے کہاں
نہ اوّل نہ آخر نہ جڑ کا نشاں
جڑیں اس کی مضبوط ہیں چارسُو
یہ شمشیرِ تجرید سے کاٹ تُو

۴ انہیں کاٹ کر ڈھونڈ پھر وہ مقام
جہاں جاکے تو پھر نہ لوٹے مدام
تو کہہ "مجھ کو پرمیشور کی اماں
کیا جس نے ہستی کا دریا رواں"

---

۳ تجرید۔ اسنگ۔ تعلقاتِ دنیوی سے علیحدگی :

۵ فریب و تکبّر سے پا کر نجات
ہوس چھوڑ کر جو رہیں محوِ ذات
تعلق نہ سُکھ دُکھ کے اضداد ہوں
مقامِ ابد پا کے دل شاد ہوں

۶ جلے مہر و مہ کی نہ مشعل وہاں
نہ ہو اُس جگہ آگ شعلہ فشاں
مقامِ معلّےٰ مرا ہے وُہی
پہنچ کر جہاں سے نہ لوٹے کوئی

۷ مری آتما ہی کا جزوِ قدیم
بنے روح ہو اہلِ جاں میں مقیم
جو مایا میں لپٹے ہیں من اور حواس
یہی روح کھینچے انہیں اپنے پاس

۷ جیو آتما پرماتما ہی کی ایک کرن ہے۔ پرماتما ناقابل تقسیم ہے لیکن ہر جاندار میں اسی کا پرتو کام کر رہا ہے جیسے جیو آتما یا روح کہا جاتا ہے جب روح پرکرتی میں آتی ہے تو وہ من اور حواس اپنے گرد جمع کر کے زندگی کا لطف اُٹھانے لگتی ہے اودیا کی وجہ سے روح خود کو فاعل سمجھنے لگتی ہے لیکن اودیا دور ہونے پر آتما اور پرماتما میں دوئی نہیں رہتی ؎

۸ جہاں ایشور یعنی جیو آتما
ہو اک تن میں داخل اور اک سے جُدا
تو ساتھ اپنے لے جائے من اور حواس
صبا جیسے لے جائے پھولوں کی باس
۹ زباں کان مَس آنکھ اور ناک سے
انہیں پانچ اور من کے ادراک سے
یہی روح لذّت اُڑاتی رہے
سدا لطفِ محسوس پاتی رہے
۱۰ مسافر جو آیا جو آکر گیا
جو لطف اِن گنوں کا اکٹھا کر گیا
نہیں اس کو گمراہ پہچانتے
ہیں اہلِ بصیرت فقط جانتے

۸ دل اور حواس روح کے آنے ہی پر کام شروع کر دیتے ہیں اور روح کے جاتے ہی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ گویا روح کے ساتھ ہی ہوا ہو جاتے ہیں:

۱۱ جو یوگی ریاضت میں کوشاں رہے
تو وہ بھی اُسے رُوح میں دیکھ لے
وہ مورکھ ہیں کمزور جن کے شعورُ
کریں لاکھ کوشش نہ پائیں وہ نورُ

۱۲ یہ سورج کی تابش مرا نُور ہے
جہاں جس کے جلوؤں سے معمُور ہے
رہے چاند درخشاں مرے نُور سے
تو آتش درخشاں مرے نور سے

۱۳ زمیں میں جو کرتا ہوں خود کو نہاں
تو قوت سے میری ملے قوّتِ جاں
بنوں نورِ مہتاب کی آب میں
تو کرتا ہوں پودوں کو شاداب میں

۱۳ قُوت سے مراد ہے خوراک۔ روزی۔ مطلب یہ ہے کہ اناج اور پھلوں میں جو انسان کی زندگی قائم رکھنے کی خاصیت ہے۔ وُہ خدا ہی کی قوت سے ہے خیال کیا جاتا ہے کہ پودوں میں رس چاند کی روشنی کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے لیکن چاند کی روشنی اور اسکی یہ تاثیر خدا ہی کی عطا کردہ ہے۔

۱۴ حرارت ہوں میں ہی شکم میں نہاں
مَیں ہوں جان والوں کے تن میں تواں
درون و بروں دم میں آتا ہوں مَیں
تو چاروں غذائیں پچاتا ہوں مَیں

۱۵ ہر انساں کے دل میں ہوں پنہاں بھی مَیں
کہ ہوں حافظہ، علم، نسیاں بھی مَیں
مَیں دانا ہوں روشن ہیں سب مجھ پہ وید
ہے ویدانت مجھ سے میں ویدوں کا بھید

۱۶ جہاں میں ہیں دو طرح کی ہستیاں
ہے فانی کوئی اور کوئی جاوداں
جہاں کی ہے مخلوق فانی تمام
ازل سے جو باقی ہے اس کو دوام

---

۱۴ اصلی شلوک میں "ویش وَنار" کا لفظ ہے اِس سے مُراد وہ آگ ہے جس سے تنورِ معدہ گرم رہتا ہے:
درون و بروں دم سے مراد پران اور اپان ہے جنکی مدد سے چاروں قسم کی غذائیں ہضم ہوتی ہیں چاروں غذاؤں سے بعض لوگ چبانے، چوسنے، چاٹنے اور نگلنے والی غذائیں مراد لیتے ہیں:

١٧ وہ پرمیشور ہے وُہ پرماتما
جو ہے سب پہ چھایا ہُوا لافنا
ہے باقی و فانی سے بالا و حق
کہ قائم ہوئے جس سے تینوں طبق

١٨ جو فانی ہیں ذات اُن سے میری بلند
جو باقی ہیں بات اُن سے میری بلند
ہے پرشوتم اپنا زمانے میں نام
یہی نام لیں وید داں اور عوام

١٩ جو پرشوتم اِس طرح جانے مجھے
دلِ حق نگر سے جو مانے مجھے
تو بھارت سمجھ باخبر ہے وہی
وُہ تن من سے کرتا ہے بھگتی مری

١٧ تینوں طبق سے مراد تینوں دُنیائیں ہیں یعنی عالم علوی۔ عالم سفلی اور عالم وسطی
(زمین۔ آسمان اور درمیان فضا)

١٨ پرشوتم (اُتم پرش) ہستی اعلیٰ۔

۲۰ سکھایا تجھے بھارت اے پاکباز
یہ علموں کا علم اور رازوں کا راز
سمجھے جو اسے صاحبِ ہوش ہو
فرائض سے اپنے سبکدوش ہو

پرشوتم یوگ نامی پندرھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۰ انسان کا سب سے بڑا فرض علم الٰہی حاصل کرنا ہے جس نے یہ علم حاصل کیا وہ سب فرائض سے سبکدوش ہو گیا:

تعلیم اخلاق کی بنیاد کن اصولوں پر قائم ہو سکتی ہے؟ بعض فلاسفر کے نزدیک یہ بنیاد محض سماجی زندگی کی تنظیم اور امداد باہمی پر قائم ہونی چاہئے لیکن یہ نظریہ افراد اور اقوام کی ذاتی اغراض پر منحصر ہے اور اس کے نتیجہ کے طور پر باہمی مناقشت اور جنگ وجدل ظہور میں آتے ہیں لیکن علمائے مذاہب اخلاق کی بنیاد احکام الٰہی پر رکھتے ہیں۔ یہی گیتا کا نظریہ ہے۔ مثلاً اگر سب انسانوں کی آتما یکساں ہے تو رنگ اور نسل کی تمیز دور کر کے ہمارے باہمی اعمال مساوات انسانی پر قائم ہونے چاہئیں۔ تمام اخلاق کا دارومدار مادہ، روح اور خدا کی حقیقت سمجھنے پر ہے۔ تن اور من کی دنیا کا حاکم پرشوتم ہے اور یہی دھرم کا بنیادی اصول ہے۔ اسی کا عرفان فلسفہ کا منتہائے نظر ہے اور اسی کے علم پر صحیح اخلاق کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے:

سولھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ سُن ارجن ہیں کیا دیوتائی صفات
دلیری و علم و عمل میں ثبات
سخا، ضبط، یگ، دل کی پاکیزگی
تلاوت، ریاضت، اسلامت روی

سولھویں ادھیائے میں پہلے دو قسم کے افراد کے خصائص بیان کئے گئے ہیں اوّل وہ جو فرشتہ خصائل ہیں اور فطرت سے اُن کی طبیعت میں خوبیاں موجود ہیں یا اچھے لوگوں کی صُحبت اور تعلیم سے وہ اپنی طبیعت کو سدھار لیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو رذیل خصائل اور شیطانی خصلت کے لوگ ہیں۔

پہلے تین شلوکوں میں وہ ملکوتی صفات (دیوی سمپدا) بیان کئے گئے ہیں جو انسان کو نجات کی طرف لیجاتے ہیں (۱) بیخوفی (۲) دل کی پاکیزگی (۳) گیان اور یوگ میں استقلال (۴) خیرات (۵) حواس پر ضبط (۶) یگیہ (قربانی) (۷) شاستروں کا مطالعہ (۸) ریاضت (۹) سلامت روی

۲ اہنسا۔ صداقت۔ کرم۔ ترکِ عیش
نہ فطرت کا چنچل پنا اور نہ طیش!
دلِ بے ہوس۔ پُرسکوں۔ طبع نرم
نہ دل تنگ ہونا نگاہوں میں شرم

۳ صبوری صفا۔ زور۔ عفوِ خطا
حسد سے تکبّر سے رہنا جُدا
جب ان نیک وصفوں پہ مائل ہے وُہ
تو انسان فرشتہ خصائل ہے وُہ

۲ و ۳ ان شلوکوں میں ۱۷ مزید ملکوتی صفات بیان کئے گئے ہیں:۔
(۱۰) اہنسا۔ خیالات الفاظ یا افعال سے کسی کو ایذا نہ دینا
(۱۱) صداقت۔ سچائی
(۱۲) کرودھ۔ غصہ اور طیش نہ ہونا۔
(۱۳) تیاگ۔ لذات اور کاموں کے پھل چھوڑ دینا اور اپنے کرتا پن کا خیال ترک کر دینا:
(۱۴) شانتی۔ طبیعت میں قرار و سکوں ہونا
(۱۵) تنگدل نہ ہونا۔
(۱۶) دیا۔ لطف و کرم
(۱۷) ہوس و حرص و طمع نہ ہونا۔
(۱۸) نرمی
(۱۹) شرم و حیا
(۲۰) بچلا پن سے رُکنا۔
(۲۱) تیج۔ زور طاقت۔
(۲۲) شما۔ عفو۔ معاف کر دینا۔
(۲۳) دھرتی۔ مصیبتوں پر صبر اور ضبط۔
(۲۴) دل کی صفائی۔
(۲۵) اودروھ۔ حسد نہ کرنا
(۲۶) تکبر اور غرور نہ کرنا۔

۴ دو رنگی - غرور و نمائش غضب
سخن تلخ باتیں جہالت کی سب
انہی سے اُس انساں کی پہچان ہے
سدا سے جو فطرت کا شیطان ہے

۵ ہیں نیکو خصائل رہائی پسند
شیاطین کی خصلت سے ہو قید و بند
تجھے رنج و غم کیا ہے پانڈو کے لال
کہ فطرت سے تو ہے فرشتہ خصال

۶ زمانے میں جتنے بھی انساں ہوئے
فرشتے کوئی کوئی شیطاں ہوئے
سُنا ہے مفصل فرشتوں کا حال
جو شیطاں ہیں سن اُن کا اب حال چال

---

۴ اس بند میں اُسری یعنی شیطانی صفات کا ذکر ہے۔
(۱) منافقت۔ دو رنگی (۲) غرور (۳) خود پسندی (۴) غضب یعنی غصہ (۵) دُرشت کلامی (۶) اگیان۔ جہالت ؛

۷ خباثت کے پتلے۔ انہیں کیا تمیز
یہ کرنے کی ہے وہ نہ کرنے کی چیز
نہ ست اُن کے اندر نہ پاکیزہ پن
معرا ہے شائستگی سے چلن

۸ وہ کہتے ہیں جھوٹا ہے سنسار سب
نہ اس کی ہے بنیاد کوئی نہ رب
کریں مرد و زن مل کے جب مستیاں
انہی مستیوں سے ہوں سب ہستیاں

---

۷ جن لوگوں کی فطرت شیطانی ہوتی ہے وُہ امر اور نہی کی شناخت نہیں کرتے ان کے اندر سچائی اور پاکیزگی نہیں رہتی اور اسی لئے اُن کا چلن درست نہیں رہتا۔

۸ یہ دہریوں اور منکران خدا کے خیالات ہیں ان کے نزدیک کوئی خدا نہیں وُہ دُنیا کو بے بنیاد تصور کرتے ہیں وُہ سمجھتے ہیں یہ دُنیا ذرّوں کے میل سے پیدا ہو گئی ہے اور ذرّوں کا میل باہمی کشش سے ہے جسکو ایک قسم کی مستی سمجھنا چاہئے بعض شارحین کے نزدیک اس شلوک کا آخری حصہ یوں ہونا چاہئے۔

"ہم میل ہو جب ٹرھیں سنتیاں انہی مستیوں سے ہوں سب ہستیاں"

۹ جو ہیں ان خیالوں کے بدکُن بشر
وہ خونخوار بے روح کوتہ نظر
عدو بن کے دنیا میں آتے رہیں
جہاں میں تباہی مچاتے رہیں
۱۰ تکبّر ریا اور بناوٹ سے کام
وہ تسکیں نہ پائیں ہوس کے غلام
وہ کھائیں فریبِ خیالاتِ بد
بدی میں دکھائیں سدا شد و مد
۱۱ غمِ بے حساب ان کو دن ہو کہ رات
ملے فکرِ دُنیا سے مر کر نجات
ہے مقصود اُن کا ہوس رانیاں
ہیں مدِ نظر عیش سامانیاں

۹ بے روح۔ جن کی آتما نشٹ ہو چکی ہے ٭ کوتہ نظر۔ جنکی نظر تنگ ہے وُہ صرف اپنے جسم ہی کو اپنی کل کائنات سمجھتے ہیں ٭ عدو۔ دُشمن ٭

۱۱ مدِ نظر۔ وہ اپنا مدعائے زندگی اور منزل مقصود صرف تعیش اور ہوس رانی کو سمجھتے ہیں ٭

۱۲ امیدوں کے پھندوں میں اٹکے ہوئے
غضب اور شہوت میں لٹکے ہوئے
بدی سے وہ دولت کماتے رہیں
جو عیش و طرب میں گنواتے رہیں

۱۳ وہ کہتا ہے آج ایک پائی مراد
تو کل دوسری ہاتھ آئی مراد
یہ دولت مری ہے یہ دھن ہے مرا
مرے پاس ہی یہ رہیں گے سدا

۱۴ کیا ایک دشمن کو میں نے ہلاک
کروں گا میں اوروں کو اب زیر خاک
سکھی ہوں قوی حاکم پُر جلال
مزے لے رہا ہوں کہ ہوں باکمال

---

۱۲ ایسے آدمی سو سو طرح کی اُمیدیں لگائے پھرتے ہیں۔ طبیعت کے غصیل اور شہوت پرست ہوتے ہیں۔ ان کا کام دھوکے اور فریب سے روپیہ کمانا اور عیش و عشرت میں تباہ کرنا ہے:

۱۵ میں دھنوان میرا گھرانا شریف
بھلا کون ہوتا ہے میرا حریف
میں لوں گا مزے یگ سے اور دان سے
یُہیں کھائے دھوکا وہ اگیان سے

۱۶ خیالوں کے پھندوں میں جکڑے ہوئے
توہّم کے جالوں میں پکڑے ہوئے
تعیّش سے جی کو لگاتے ہیں وہ
تو ناپاک دوزخ میں جاتے ہیں وہ

۱۷ وہ مغرور ضدّی ہیں اور خود پرست
وہ دولت کے نشے میں رہتے ہیں مست
جو کرتے ہیں یگ بھی تو بہرِ نمود
نہیں پائے بندِ رسوم و قیود

۱۵ دھن وان۔ دولت والا۔ شریف۔ ہاں کیوں نہ ہو اگر اشرفی ہے تو اشرف ہے۔ حریف۔ مدمقابل۔ وہ سمجھتا ہے کہ یگیہ اور دان اسکی نجات کے لئے کافی ہیں خواہ وہ کیسے ہی بُرے اعمال کرے۔ اُن کے یگیہ اور دان بھی نام و نمود کے لئے ہوتے ہیں۔

۱۸ وہ گستاخ پُر کینہ و پُر غرور
خودی مستی و طیش و طاقت میں چُور

میں خود اُن کے تن میں ہوں یا غیر کے
نہ خیر اُن سے پہنچے سوا بیر کے

۱۹ یہ حاسد کمینے جفا کار لوگ
یہ ذلّت کے پُتلے یہ خونخوار لوگ

نہ ذلّت سے ان کو نکالوں گا مَیں
شکم میں شیاطیں کے ڈالوں گا مَیں

۲۰ شکم میں شیاطیں کے پڑ کر کہیں
یہ بھٹکے ہوئے مجھ تک آتے نہیں

یہ ارجن جنم پر جنم پائیں گے
یہ گرتے ہی گرتے چلے جائیں گے

۱۸ ایشور اُن کے اپنے جسم میں بھی موجود ہے اور دوسروں کے جسم میں بھی۔ وُہ ہر سکوں حاضر و ناظر ہے یہ شیطانی صفات کے لوگ اس بات کو بھولے ہوئے ہیں مانند مجھ سے نفرت کرتے ہیں ان کو اپنے جسم میں میری موجودگی کا کچھ پاس نہیں تاکہ وہ اچھے اعمال کریں نہ وُہ دوسروں کے جسم میں میری موجودگی سمجھ کر ان سے اچھے سلوک کرتے ہیں۔

۲۱ جہنم کے ہیں تین در لاکلام
طمع شہوت اور غصہ جن کے ہیں نام
انہیں چھوڑ ان میں نہ جانا کہیں
نہ ہستی کو اپنی مٹانا کہیں

۲۲ تموگن کو جاتے ہیں یہ تین در
جو اِن سے بچے وہ رہے بے خطر
ملے اس کو آنند کنتی کے لال
اسی کو میسّر ہو اوجِ کمال

۲۳ جو اِنساں چلے شاستر کے خلاف
ہوس کے ہو تابع کرے انحراف
ملے اس کو راحت نہ اوجِ کمال
رہے دُور اس سے مقامِ وصال

---

۲۱ کام کرودھ اور لوبھ سے انسان جہنم کو جاتا ہے ؛

۲۳ انحراف ۔ مُنہ پھیر لینا ۔ احکام کو نہ ماننا ؛

۲۴ فقط شاستر کو بنا رہنما
کہ کرنا ہے کیا اور نہ کرنا ہے کیا
بس اب دھرم پر دل دِئے جا مدام
عمل شاستر پر کئے جا مدام

دیو اُسر سمپت یوگ نامی سولھواں ادھیائے ختم ہُوا

۲۴ شاستروں سے یہ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ امر یعنی قابلِ عمل کام کیا ہے اور نہی کیا ہے یعنی کس کام سے انسان کو رُک کے رہنا چاہئے:۔

سولھویں ادھیائے میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں ایک وُہ جو فرشتہ خصلت ہیں دوسرے وہ جو شیطان سیرت ہیں فرشتہ خصائل انسان خود بخود نیکی کی طرف مائل ہوتے ہیں اور شیطان سیرت بدی کی طرف۔ دونوں قسم کے انسانوں کے خصائل بیان کرنے کے بعد بتایا گیا ہے کہ شیطان سیرت انسان کس طرح امر و نہی جائز و ناجائز سے قطع نظر کرکے ہوا و ہوس کے شکار بنے رہتے ہیں اسی واسطے آخری دو شلوکوں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسان کو شاستروں اور احکام مذہبی کے خلاف نہ جانا چاہئے بلکہ ان کے مطابق عمل پیرا ہو کر نجات کی راہ اختیار کرنی چاہئے:۔

سترھواں ادھیائے

ارجن کا سوال

۱ جو یگ کرنے والے ہیں اہلِ یقیں
مگر شاستر پر جو چلتے نہیں
تو فرمائیے وہ ستو گن پہ ہیں
کہ عامل رجو گن تمو گن پہ ہیں

---

۱ ارجن پوچھتا ہے کہ جو لوگ شاستروں کے مقرر کردہ اصول و قواعد چھوڑ کر شردھا کے سا تھ مذہبی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

پچھلے ادھیائے کے آخر میں شاستروں کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے پر زور دیا گیا ہے لیکن دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو شاستروں اور تعلیمات مذہبی کے کاربند ہونے پر بھی زورِ اعتقاد سے نیک زندگی بسر کرتے ہیں۔ جواب میں شری کرشن بگھیہ یعنی مذہبی زندگی اور عبادت کو تین طرح کی زندگی بتاتے ہیں ایک جس میں ستگن دوسری جس میں رجگن کا غلبہ ہو تیسری جس میں تمگن کا غلبہ ہو ان کی تشریح آئندہ شلوکوں میں ملاحظہ ہو۔

---

۲ کہا سُن کے بھگوان نے یہ سوال
مطابق ہے فطرت کے ایماں کا حال
کہ ایماں کے اندر بھی ہیں تین گُن
ستوگن رجوگن تموگن تو سُن

۳ کہ جو جس کی فطرت کا آہنگ ہے
وہی اس کے ایماں کا بھی رنگ ہے
کہ انساں خود ایماں کی تفسیر ہے
عقیدہ ہی انساں کی تصویر ہے

۴ ستوگن تو پوجیں گے دیوؤں کو بس
رجوگن مگر یکش اور راکشس
تموگن کے بندے ہیں سب سے الگ
کہ وہ بھوت پریتوں کو دیتے ہیں یگ

۲و۳ ان شلوکوں میں ایمان کا لفظ شردھا کے لئے استعمال کیا گیا ہے ایمان بھی تین قسم کا بتایا گیا ہے جیسی جس کی فطرت ہوگی ویسا اُس کا ایمان ہوگا۔ جیسا ایمان ہوگا ویسا ہی وہ انسان ہوگا۔

۴ ہر انسان جیسی اسکی فطرت ہوتی ہے ویسی ہی پوجا کرتا ہے۔

۵ جو تپ ہیں اٹھاتے ہیں رنج و تعب
اُلٹ شاستر کے کریں کام سب
وہ مکار خود بیں ہیں اور سخت کوش
بھری اُن میں ہے قوتِ حرص و جوش

۶ کریں وہ دُکھی پانچ تت کا بدن
مجھے بھی جو اس تن میں ہوں خیمہ زن
بظاہر تو ہر چند انساں ہیں وہ
جو عزم اُن کا دیکھو تو شیطاں ہیں وہ

۷ غذا جس کے شائق ہیں سب اُن کی سُن
کریں فرق اس میں یہی تین گُن
یہی گُن اُسی طرح دیں گے بدل
عبادت ریاضت سخاوت کے پھل

---

۵ بعض لوگ دوسروں کو مرعوب کرنے، دکھاوے اور طلب زر کیلئے کئی پاکھنڈ کرتے ہیں اور اپنے جسم کو طرح طرح کی اذیت دیتے ہیں۔ اُن کی مذمت کی گئی ہے وہ نہ فقط اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہیں۔ بلکہ اپنی روح کو بھی دُکھ پہنچاتے ہیں:

۷ اس شلوک اور آئندہ شلوکوں میں بتایا گیا ہے کہ تینوں قسم کے لوگوں کی خوراک ریاضت دان اور یگیہ کیسے ہوتے ہیں: (۹) عبادت سے مراد یگیہ ہے:

۸ غذا جس سے صحت ہو اور زندگی
بڑھے زور و طاقت خوشی خرمی
مقوی ہو پُر روغن اور خوشگوار
ستوگن کے شائق کو ہے اُس سے پیار

۹ سلونی ہو کھٹی کہ کڑوی غذا
جلی، چٹ پٹی گرم یا بے مزا
غذا ایسی کھائیں رجوگن کے لوگ
انہیں رنج ہو دکھ ہو یا تن کا روگ

۱۰ جو باسی ہو بُودار گندی غذا
ہو بد ذائقہ یا ہو جھوٹی غذا
یہ کھانا تموگن کے بندوں کا ہے
کہ کھانا جو گندہ ہے گندوں کا ہے

۸ تا ۱۰ ان تینوں شلوکوں میں تینوں قسم کی غذا کا ذکر ہے۔ پاک۔ سادہ اور قدرتی غذا ستوگن بڑھاتی ہے۔ چٹ پٹی اور مصالحہ دار اور کھٹی میٹھی غذا رجوگن بڑھائے گی اور گندی غذا تو بلا شک و شبہ تموگن ہی کا حصہ ہے۔

۱۱ وہی ہے ستوگن کا یگ بالضرور
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں فتور
عمل شاستر کی رعایت سے ہو
عبادت عبادت کی نیّت سے ہو
۱۲ اگر یگ کیا پھل کی خواہش کے ساتھ
خیالِ نمود و نمائش کے ساتھ
تو ارجن نہیں یہ ستوگن کا یگ
رجوگن کا ہے یہ رجوگن کا یگ
۱۳ جو کرتے ہیں یگ شاستر کے خلاف
نہ اَن دان جس میں نہ منتر ہو صاف
نہ ہو دکھشنا اور نہ ذوقِ یقیں
تموگن کے یگ کے سوا کچھ نہیں

۱۱ تا ۱۳ ان شلوکوں میں تینوں قسم کے یگیہ کا ذکر ہے۔ یگیہ یعنی نذر و نیاز بطریق عبادت کے لئے لازم ہے کہ:-

(۱) اُس سے فائدے اور پھل کی خواہش نہ ہو۔

(۲) اُس میں نمائش نہ ہو۔

(۳) شاستر کے احکام کے مطابق کیا جائے ورنہ وہ یگیہ بیکار ہوگا۔

۱۴ جو پوجا کرے دیوتاؤں کی تو
برہمن ہوں عالم ہوں یا ہوں گرو
اہنسا، تجرد، صفا راستی
بدن کی ریاضت یہی ہے یہی

۱۵ سخن وہ جو سچّا ہو اور بے خروش
مفید خلائق ہو فردوسِ گوش
مقدّس کتب کی تلاوت مدام
زباں کی ریاضت اِسی کا ہے نام

۱۶ سکوں دل میں ہو لب پہ ہو خامشی
حلیمی خیالوں میں پاکیزگی
رہے نفس پر ضبط اور دل ہو رام
اِسی شے کا من کی ریاضت ہے نام

۱۴ تا ۱۶ ان شلوکوں میں تین قسم کی ریاضت کا ذکر ہے اور اُنکے خواص بتلائے گئے ہیں یعنی بدن کی ریاضت زبان کی ریاضت اور دل کی ریاضت کے لئے ضروری باتیں سب بیان کی گئی ہیں:

۱۵ فردوسِ گوش، جو کانوں کو اچھا معلوم ہو:

۱۷ جو یکدل یقیں سے عبادت کریں
وہ تن من زباں سے ریاضت کریں
نہ ہو پھل کی خواہش پہ آمادگی
ستوگن ریاضت یہی ہے یہی

۱۸ ریاضت دکھاوے کی گر جی کو بھائے
کہ لوگوں میں عزت ہو پوجا کرائے
ریاضت وہ چنچل ہے ناپائدار
کر اس کو رجوگن ریاضت شمار

۱۹ وہ تپ جس میں ضد ہی اٹھاتا ہے کشٹ
وہ تپ جس کا مقصد ہو اوروں کا نشٹ
جہالت کا تپ اس کو گردان تو
تموگن ریاضت اسے جان تو

۱۷ تا ۱۹۔ ان شلوکوں میں ریاضت کے تینوں اقسام بیان کئے گئے ہیں۔

۱۹ بعض لوگ ایسے جپ تپ کرتے کراتے ہیں جن سے دوسروں کو اذیت پہنچے (جیسے جادو ٹونا وغیرہ) یہ تموگن ریاضت ہے اور قابل نفرت ہے:

۲۰ اُسے جان کر فرض خیرات دیں
جو حقدار ہو جس سے خدمت نہ لیں
مناسب ہو وقت اور ہو موزوں مقام
ستوگن سخاوت اسی کا ہے نام

۲۱ ہو احساں سے بدلے کی خواہش اگر
سخاوت میں پھل پر لگی ہو نظر
اگر بیدلی سے کوئی دان دے
رجوگن سخاوت اُسے جان لے

۲۲ اگر نامناسب ہے وقت اور مقام
اُسے دان دیں جس کو دینا حرام
جو لے اُس کی ذلت کریں دل دکھائیں
تموگن سخاوت اُسی کو بتائیں

۲۰ تا ۲۲ شلوکوں میں تین قسم کی سخاوت کا ذکر کیا گیا ہے۔
ستوگن طبیعت والے جب دان دیتے ہیں محض رضائے الٰہی کے لئے دیتے ہیں مناسب آدمی کو دیتے ہیں مناسب جگہ پر دیتے ہیں دان کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں نہ جس کو دان دیں اس سے کوئی خدمت لیتے ہیں ورنہ سخاوت سخاوت نہیں رہتی ؂

۲۳ جو ہے اوم تت ست مقدس کلام
سہ گونہ ہے یہ برہم کا پاک نام
انہی سے برہمن ہوئے آشکار
انہی سے ہوئے یگیہ اور وید چار

۲۴ عبادت، سخاوت، ریاضت کے کام
موافق جو ہیں شاستر کے تمام
وہ سب برہم داں مردم پارسا
ہمیشہ کریں اوم سے ابتدا

۲۵ جہاں میں ہے مطلوب جس کو نجات
ثمر سے نہیں کچھ اُسے التفات
عبادت ریاضت سخاوت کرے
مگر حرفِ تت پہلے منہ سے کہے

---

۲۳ اور اس کے بعد کے شلوکوں میں "اوم تت ست" کے مقدس الفاظ کا مطلب اور اُن کے استعمال کا ذکر ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ تینوں الفاظ خدا ہی کے نام ہیں۔ خدا کے پرستار ہر اچھے کام کو شروع کرتے وقت یہ نام لیتے ہیں؛

۲۵۔ تت سے مراد ہے۔ "یہ سب کچھ پرماتما کا ہے"۔ ایسا سمجھ کر عبادت۔ ریاضت۔ سخاوت کرے؛

۲۶ حقیقت یہی ہے حقیقت ہے سَت
صداقت یہی ہے صداقت ہے سَت
کہ دُنیا میں جو بھی بھلا کام ہے
سُن ارجن کہ اُس کا بھی سَت نام ہے

۲۷ یہی سَت سمجھ اُس عقیدت کو جو
عبادت، ریاضت، سخاوت میں ہو
کریں "اُس" (خدا) کے لئے جو بھی کام
تو اُس کام کا بھی یہی سَت ہے نام

۲۸ ہَوَن دان میں ہو عقیدت نہ شوق
ریاضت میں ایماں، عمل میں نہ ذوق
اِن افعال کا پھر اَسَت نام ہے
یہاں ہے نہ اُن کا وہاں کام ہے

شریمد بھاگوت گیتا کے دھرم شاستر سے وبھاگ یوگ نامی سترھواں ادھیائے ختم ہوا

اُپنشدوں کے مطابق "اوم" کو اسمِ اعظم سمجھا گیا ہے۔
"تت" سے مراد ہے "وہ" یا "ھُو" (باصطلاحِ صوفیائے کرام)
"ست" سے مراد ہے "حق"۔

اٹھارھواں ادھیائے

ارجن نے کہا

رشی کیش فرمایئے اب ذرا
ہے سنیاس اور تیاگ میں فرق کیا
قوی دست، کیشی کے قاتل مجھے
اصول ان کے کیا ہیں بنا دیجئے

اٹھارھویں ادھیائے میں ہمیں سکھایا گیا ہے کہ اپنے تمام کاموں کو خدا ہی کے کام سمجھ کر سرانجام دیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنی زندگی میں شگفتہ صفات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی تمام زندگی کو مسلسل قربانی (یگیہ) سمجھ کر بسر کریں اور شاستروں کے اصول پر کاربند ہوں ؎

۱ کیشی کا قاتل۔ کیشی ایک اُسر (شیطان) تھا جسے شری کرشن نے قتل کیا تھا ارجن جانتا ہے کہ شری کرشن اسکی جہالت کے کیشی کو بھی فنا کر دیں ؎

۲ یہ کہتے ہیں دانا کہ خواہش کے کام
انہیں چھوڑنے کا ہے سنیاس نام
مگر تیاگ میں ہو نہ ترکِ عمل
کریں سب عمل چھوڑ کر اُس کے پھل

۳ کئی مردِ دانا کہیں چھوڑ کام
کہ کرموں میں پنہاں ضرر ہے مدام
کئی یوں کہیں یہ سعادت نہ جائے
عبادت سخاوت ریاضت نہ جائے

۴ مگر مجھ سے بھارت کے سردار سُن
مرا قول میرے پر سنا رسُن
کہ اس تیاگ کے بھی ہیں اقسام تین
گنُوں سے ہوئے اس کے بھی نام تین

---

۲ انسانی افعال دو قسم کے ہیں۔
(۱) اضطراری۔ جیسے سانس لینا دورانِ خون۔ غذا کا ہضم۔ آنکھ کا جھپکنا وغیرہ؛
(۲) اختیاری افعال جن میں انسان کے ارادے کو دخل ہے۔ اضطراری افعال سے چھٹکارا
ناممکن ہے۔ اختیاری افعال ترک کر دینا اس کا نام دانا لوگوں نے سنیاس رکھا ہے۔
تیاگ یہ ہے کہ انسان اختیاری افعال نہ چھوڑے بلکہ اپنے فرائض (باقی اگلے صفحہ پر)

۵ تو یگ اور سخاوت ریاضت نہ چھوڑ
یہ تینوں ہیں عینِ سعادت نہ چھوڑ
کہ یگ اور سخاوت ریاضت کے کام
کریں پاک دانا کے دل کو مدام

۶ یہی فیصلہ میرے نزدیک ہے
یہی رائے پختہ ہے اور ٹھیک ہے
کہ یگ اور سخاوت ریاضت بھی کر
تعلق رکھ اُن سے نہ فکرِ ثمر

۷ کہ جو کام سر پر ترے فرض ہے
نہ چھوڑ اس کو (یہ فرض اک قرض ہے)
یہ ترک اک فریبِ جہالت سمجھ
یہ تیاگ اک تموگن کی صورت سمجھ

ادا کرتا رہے لیکن اُن کے پھل تیاگ دے یعنی جو کام کرے بے غرض اور بے تعلق ہو کر کرے اور اُن سے کسی فائدے کی اُمید نہ رکھے۔ شری کرشن عمل کو جاری رکھتے ہوئے تیاگ کو پسند کرتے ہیں یعنی
کام کیئے جاؤ اور اس سے پھل کی توقع نہ رکھو بلکہ یہ خیال بھی ترک کردو کہ میں کر رہا ہوں۔

۸ وُہ بزدل جو تکلیف کے خوف سے
جو کرنے کا ہے کام اُسے تیاگ دے
سمجھ لے رجوگن وُہ ترکِ عمل
نہ حاصل ہو اِس تیاگ سے کوئی پھل

۹ کرے فرض کو فرض اگر جان کر
تعلق ہو اُس سے نہ فکرِ ثمر
جو اصلی ہے ارجُن یہی تیاگ ہے
کہ عینِ ستوگن یہی تیاگ ہے

۱۰ جو تیاگی ستوگن ہے اور ہوشیار
شکوک اپنے کر دے وہ سب تار تار
جو ہو کارِ ناخوش تو ناخوش نہ ہو
اگر کارِ خوش ہو ذرا خوش نہ ہو

۹،۱۰ وہی تیاگ اور ترک قابلِ تعریف ہے جس میں انسان اپنا فرض بجا لائے لیکن فرض کو فرض جان کر پورا کرے اس کے نتائج اور تعلقات سے بے پرواہ ہے۔ فرض پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ اس کی بجاآوری میں کوتاہی نہ کرے:

۱۱ کہ دُنیا میں جتنے ہیں تن کے مکیں
کریں ترک سب کام ممکن نہیں
ہے تیاگی وہی تارکِ باعمل
عمل جو کرے چھوڑ کر اُن کے پھل

۱۲ جو تیاگی نہیں جب وہ دنیا سے جائیں
تو مر کر وہ پھل تین صورت سے پائیں
بُرے یا بھلے یا مرکب ثمر
جو تارک ہیں بچ جائیں اُن سے مگر

۱۳ زبردست ارجن سمجھ مجھ میں اب
کہ کام کے پانچ ہوں گے سبب
ہو پانچوں سے تکمیل ہر کام کی
کہے سانکھ کا فلسفہ بھی یہی

---

۱۲ اگر عمل اُن کے پھل کی غرض سے کئے جائیں تو اُن کا پھل ضرور ملے گا۔ تناسخ کے عقیدے کے مطابق اچھے عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عامل دیوتاؤں میں جنم لے گا۔ بُرے عمل کی وجہ سے حیوانوں یا نباتات میں پیدا ہوگا مرکب عمل کا یہ نتیجہ ہوگا کہ پھر انسان کی جون میں آ کر اپنا چکر جاری رکھیگا

۱۴ سبب اولیں ہے عمل کا مقام
دوم عامل اس کا پھر اعضا تمام
چہارم سبب سعی و تدبیر ہے
تو پنجم سبب دستِ تقدیر ہے

۱۵ کوئی کام انساں جتن سے کرے
زباں سے کہ تن سے کہ من سے کرے
روا کام یا ناروا کام ہو
انہی پانچ سے وہ سرانجام ہو

۱۶ قرینِ خرد پھر نہیں اُس کی بات
جو سمجھے ہے عامل فقط اس کی ذات
حقیقت بیں ہے وہ حقیقت سے دُور
وہ مورکھ ہے دانش میں جس کی فتور

---

۱۴ (۲) کسی کام کا عامل (فاعل) متذکرہ بالا پانچ اسباب میں سے ایک سبب ہے اگر باقی چار سبب موجود نہ ہوں تو فاعل کچھ بھی نہیں کر سکتا اس لئے صرف اپنی ذات کو فاعل سمجھ کر نتائج کا متوقع ہونا اور کامیابی یا ناکامیابی اپنی طرف منسوب کرنا غلط ہے ؛

عمل کا مقام۔ وجود ؛

۱۷ وہ انساں جو دل میں نہ رکھتے خودی
نہیں جس کی دانش میں آلودگی
نہیں اس کو کرموں کے بندھن سے کام
وہ قاتل نہیں گر کرے قتلِ عام

۱۸ عمل کے محرک ہیں مفہوم تین
وہ ہیں عالم و علم و معلوم تین
وہ اجزا ہے جن پہ عمل کا مدار
ہیں کار زادہ و کار و آلات کار

۱۹ جو گُن شاستر سے کرے تو نظر
عمل۔ عامل اور گیان کے راز پر
تو جس طرح دُنیا میں گُن تین ہیں
یُونہیں اُس کے اقسام سُن تین ہیں

۱۷ (م) جو شخص خودی کو دُور کر چکا ہے اور جسے یقین کامل ہے کہ جو کام ہو رہا ہے خدا ہی کر رہا ہے اور وہ خود محض قدرت کا آلۂ کار ہے۔ وُہ فرض کو فرض سمجھ کر بجا لاتا ہے۔ خواہ وہ پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ۔ وہ کاموں کے ثمر سے بے نیاز ہے اور ایسی صورت میں اس پر کوئی گرفت نہیں:

۲۰ نظر آئے جس گیان سے برملا
ہر ایک میں وہی ہستیِ لافنا
جو کثرت میں وحدت کی پہچان ہے
تو عینِ ستوگن یہی گیان ہے

۲۱ نظر آئے کثرت میں کثرت اگر
کہ سب ہستیاں ہیں جُدا سربسر
جو کثرت میں وحدت سے انجان ہے
رجوگن اُس انساں کا گیان ہے

۲۲ اگر جزو میں دل لگانے لگے
اسی جزو کو کُل بنانے لگے
تو دانش ہے کوتہ نظر ننگ ہے
تموگن اسی گیان کا رنگ ہے

---

۲۰ تا ۲۲ شلوکوں میں تین قسم کے گیان (عرفان) کا ذکر ہے۔ عالم کی کثرت میں وحدت کی شناخت کرنا ہی اصل گیان ہے ؛

۲۳ عمل وہ جو لازم ہے اور بے لگاؤ
نہ رغبت نہ نفرت کا جس میں سبھاؤ
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں خلل
یہی ہے یہی ہے ستوگن عمل

۲۴ مگر وہ عمل جس میں پھل کا ہو شوق
رہے لذت و کامرانی کا ذوق
خودی کی نمائش ہو اور دوڑ دھوپ
یہ سمجھو عمل کا رجوگن ہے روپ

۲۵ فریب نظر سے کریں کام اگر
نہ ہو فکر امکان و انجام اگر
نہ ہو جس میں ایذا و نقصاں پہ غور
تموگن عمل کے یہی بس ہیں طور

---

۲۳ تا ۲۵ شلوکوں میں تینوں اقسام کے عمل کا ذکر ہے۔ اچھے متوسط اور بُرے اعمال کی شناخت صاف صاف بیان کی ہے۔ بہترین عمل وہی ہے جو رضائے الٰہی کے لئے کیا گیا ہو اور جس میں جزا اور ثواب کا خیال تک نہ آئے۔

۲۶ تعلق سے بالا خودی سے بری
ارادے کا مضبوط دل کا قوی
برابر ہیں جس کے لئے ہار جیت
وہ عامل ستوگن کی رکھتا ہے ریت
۲۷ جو طالب ہے پھل کا ہوسناک ہے
جو لوبھی ہے ظالم ہے ناپاک ہے
خوشی سے جو خوش ہو جو غم سے ملول
وہ عامل رجوگن کے برتے اصول
۲۸ جو چنچل کمینہ ہے ضدی کرخت
نہیں کام کرنے میں چالاک و چست
فریبی شریر اور مغموم ہے
وہ عامل تموگن سے موسوم ہے

۲۶ تا ۲۸ شلوکوں میں عامل یعنی کام کرنے والے کے خواص بیان کئے گئے ہیں۔ بہترین کام کرنے والا خودی سے بلند۔ ارادے کا پختہ اور دل کا مضبوط ہوتا ہے اسے ہار جیت کی مطلق پروا نہیں ہوتی۔ وہ فرض کو فرض سمجھ کر کرتا ہے۔

۲۹ عیاں عقلِ انساں میں ہوں تین گُن
بتاتا ہوں ارجن توجّہ سے سُن
ہیں گُن عزمِ دل کے بھی تینوں یہی
بہ تفصیل سُن مجھ سے لے آگہی

۳۰ ہوں ترک و عمل خیر ہو یا ہو شر
نجات و اسیری دلیری کہ ڈر
جو فرق و تمیز ان میں سمجھائے گی
ستوگن وہی عقل کہلائے گی

۳۱ بتائے نہ جو صاف دھرم اور ادھرم
روا کون ہے ناروا کون کرم
تو ارجن نہیں ہے ستوگن وہ عقل
ہے اپنے گنوں سے رجوگن وہ عقل

۳۰ تا ۳۲ شلوکوں میں عقل کے تینوں اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ بہترین عقل وہ ہے۔ جو اوامر و نواہی۔ جائز و ناجائز اور نیر و شر میں تمیز کرنے کا راستہ بتاسکے۔

۳۲ گھری ہو اندھیرے میں دانش اگر
جو شر کو کہے خیر نیکی کو شر
ہر اک بات اُلٹی ہر اک میں فتور
تموگن وہی عقل ہے بالضرور

۳۳ اگر یوگ سے عزم ہو استوار
حواس و دل و دم پہ ہو اختیار
تو اچھا وہی عزم ارجن سمجھ
وہی عزمِ راسخ ستوگن سمجھ

۳۴ مگر عزم وہ جس میں ہو شوقِ زر
فرائض سے مقصد ہو فکرِ ثمر
ہوا و ہوس سے رہے التفات
رجوگن ہے ارجن وہ عزم و ثبات

---

۳۲ تا ۳۴ شلوکوں میں دھرتی یعنی عزم و استقلال کے تینوں اقسام بیان کئے گئے ہیں:

۳۵ ہے وہ عزم خالی جہالت کا باب
رہے آدمی جس سے پابندِ خواب
بڑھے خوف و رنج و ملال غرور
تموگن وہی عزم ہے بالضرور

۳۶ سُن اب مجھ سے بھارت کے سردار سُن
کہ سُکھ کے بھی انساں میں ہیں تین گُن
ہے پہلے وہ سُکھ جس سے دُکھ دور ہو
بشر مشق سے جس کی مسرور ہو

۳۷ وہ سُکھ جس سے حاصل ہو دُکھ سے نجات
وہ پہلے ہے زہر اور پھر آبِ حیات
وہ سُکھ آتما کے ملے گیان سے
ستوگن وہی سُکھ ہے پہچان لے

---

۳۶ تا ۳۹ شلوکوں میں سُکھ کے تین اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ بہترین خوشی وُہ ہے جو انسان کو عرفان ذات باری سے حاصل ہوتی ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے پہلے مصیبتیں اُٹھانی پڑتی ہیں۔ لیکن آخر میں یہی آبِ حیات ثابت ہوتی ہے۔

۳۸ جو محسوس سے میل کھا کر حواس
مسرت کی لذت سے ہوں روشناس
تو پہلے وہ امرت ہے پھر زہر ہے
رجوگن مسرت کی اک لہر ہے

۳۹ ہو مدہوش انساں جس آرام میں
جو دھوکا ہے آغاز و انجام میں
بڑھے سستی و غفلت و خواب سے
تموگن وہ سکھ ہے سمجھ لیجئے

۴۰ جو مایا سے پیدا ہوئے تین گن
کوئی اُن سے باہر نہیں خوب سُن
زمیں کے جو باشی ہیں سب اُن میں قید
فلک پر جو ہیں دیوتا اُن کے صید

---

۳۸ جتنی کسی چیز سے محبت ہوگی اس سے کئی گنا اس کے کھوئے جانے پر رنج ہوگا
شہوانی لذات پہلے دل خوش کن اور بعد میں رنج آور ہوتی ہیں۔

۴۱ برہمن کہ ہو چھتری شودر ویش
سُن ارجن ہر اک کا نرالا ہے کیش
فرائض جُدا سب کی خصلت جدا

کہ فطرت نے کی سب کی طینت جدا

۴۲ سکون، ضبط، عفوِ خطا، راستی
خرد، علم، ایمان، پاکیزگی
ریاضت عبادت کے پاکیزہ کرم
یہ فطرت نے رکھا برہمن کا دھرم

۴۳ شجاعت، سخاوت، ثبات اور جلال
خداوندگاری و فن میں کمال
کبھی چھوڑ آنا نہ میدانِ جنگ
یہی چھتری کی ہیں فطرت کے رنگ

۴۱ ان شلوکوں سے چار علیحدہ علیحدہ ذاتوں کا جواز معلوم نہیں ہوتا بلکہ غالباً یہ مفہوم ہے کہ ہر شخص کو چاہیئے وہ پیشہ اختیار کرے جو اسکی فطرت کے مطابق ہو اگر شودر کا بیٹا اپنے ذہنی قویٰ کی وجہ سے عالم و فاضل بن سکتا ہے تو اسے ایسا بننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اگر برہمن کا لڑکا لشکر کشی کر سکتا ہے تو دروناچارج کی طرح میدانِ جنگ میں نکلے۔ "خدا نے کام بانٹے ہیں۔ ذات تقسیم نہیں کی"۔

۴۴ جو ہے ویش طبعاً تجارت کرے
کرے گلہ بانی، زراعت کرے
جو ہے شُدر سب کے وہ کرتا ہے کار
ہے فطرت سے خلقت کا خدمتگذار

۴۵ اگر اپنے اپنے کرو کاروبار
تو ہو جاؤ گے کامل انجام کار
اگر فرض کی اپنے تعمیل ہو
تو سُن کیونکر انساں کی تکمیل ہو

۴۶ وہی ذات جس سے خدائی ہوئی
جو سارے جہاں پر ہے چھائی ہوئی
اُسی کی پرستش ہے تعمیلِ فرض
ہے تکمیل انساں کی تکمیلِ فرض

---

۴۶ اپنا فرض بجا لانا منشائے ایزدی کی تعمیل ہے اور منشائے ایزدی کی تعمیل ہی ایزد تعالےٰ کی پرستش ہے اور اسی سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے ؛

۴۷ نہیں منصبی دھرم تیرا اگر
جو خوبی سے بھی کر سکے تو نہ کر
جو ہے دھرم تیرا وہ کر کام آپ
بُرا ہو بھلا ہو نہیں اس میں پاپ
۴۸ جو طبعی ہے دھرم اُس کی تعمیل کر
جو ناقص بھی ہو اُن کی تکمیل کر
کہ کاموں میں ارجن زیاں ساتھ ہے
جہاں بھی ہے آتش دھواں ساتھ ہے
۴۹ جو کاموں سے من کو لگاوٹ نہیں
ہوس ترک ہو نفس زیرِ نگیں
تو اس ترک سے پائے رتبہ بلند
نہ کرموں کی باقی رہے قید و بند

۴۸ ہر آدمی کی فطرت میں چاروں دھرم موجود ہوتے ہیں چنانچہ کوئی بھی ہو، جس کو علم کا شوق، حکمت کا شوق۔ کمائی کا شوق یا خدمت کا شوق نہ ہو جس دھرم کا غلبہ ہوگا۔ ویسا ہی پیشہ انسان اختیار کرے گا۔

۵۰ سُن اب مختصر مجھ سے کُنتی کے لال
کہ حاصل جو کرتا ہے اوجِ کمال
وہ پھر برہم سے جا کے واصل ہو کب
یہ اعلیٰ ترین گیان حاصل ہو کب

۵۱ ہو قابو جسے نفس پر مستقل
کرے پاک دانش ہیں سرشار دل
نہ آواز و محسوس اشیا سے کام
جو رغبت سے نفرت سے بالا مدام

۵۲ جو کھاتا ہو کم اور ہو خلوت نشیں
ہوں تن من زباں جس کے زیرِ نگیں
رہے دھیان اور یوگ میں مستقل
ہمیشہ ہو ویراگ میں اُس کا دِل

۵۱ تا ۵۵ ان شلوکوں میں اُس عارفِ کامل کا ذکر ہے جو عرفان کے اعلیٰ مدارج طے کرکے واصل بحق اور فنافی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس کے خصوصیات بیان کیے گئے ہیں ؛

۵۳ اہنکار اس میں نہ بل کا غرور
تکبّر غضب حرص و شہوت سے دُور
خودی سے بری جس کے دل میں سکوں
وہی برھم کا وصل پائے نہ کیوں

۵۴ ہو جب واصلِ برھم دل شاد ہو
غم و رنج و اُلفت سے آزاد ہو
جو سمجھے ہے مخلوق یکساں سبھی
نصیب اس کو بھگتی ہو اعلیٰ مری

۵۵ وہ بھگتی سے میری مجھے جان لے
کہ میں کون ہوں کیا ہوں پہچان لے
مرا گیان جب اُس کو حاصل ہُوا
مری ذاتِ عالی میں واصل ہُوا

---

۵۴ یہاں بھگتی سے مراد انتہائے شوقِ وصال ہے:

۵۶ کرے جس قدر اُس پہ لازم ہیں کام
مگر آسرا مجھ پہ رکھتے مدام
وہ رحمت میں میری سما جائے گا
مقام بقا کو وہ پا جائے گا

۵۷ تو مجھ پہ سبھی کام سنیاس کر
انہیں چھوڑ دل سے مری آس کر
تو لے عقل کے یوگ کا آسرا
خیالات اپنے مجھی میں لگا

۵۸ اگر مجھ کو من میں لگائے گا تو
تو ہر روگ سے پار جائے گا تو
سنے گا نہ میری اہنکار سے
تباہی میں جائے گا پندار سے

۵۶ مقامِ بقا کو وہی شخص پا سکتا ہے جو تناسخ کے چکّر سے آزاد ہو جائے اور جس کو موت سے چھٹکارا مل جائے۔

۵۷ سنیاس کرنا۔ چھوڑ دینا۔

۵۹ یہ کہنا ترا خود اہنکار ہے
کہ "مجھ کو لڑائی سے اِنکار ہے"
یہ سب عزم کافور ہو جائے گا
تو فطرت سے مجبور ہو جائے گا

۶۰ بنایا ہے جو تیری فطرت نے دھرم
کرائے گی فطرت وہی تجھ سے کرم
تجھے لاکھ روکے فریبِ خیال
کرے گا تو ناچار کنتی کے لال

۶۱ سُن ارجن خدا ہے خدا ہر کہیں
خدائی کے دل میں خدا ہے مکیں
وہ سب ہستیوں کو گھماتا رہے
وُہ مایا کا چکر چلاتا رہے

---

۵۹ ارجن فطرتاً کشتری ہے اس لئے جنگ میں شریک ہونے کے سوائے اُسے کوئی چارہ نہیں:
۶۱ مایا کے معنی نیچر کے بھی ہیں اور فریبِ نظر کے بھی:

۶۲ تو ماوا و ملجا اُسی کو بنا
اُسی ذات میں اپنی ہستی لگا
تو رحمت میں اُس کی سما جائے گا
سکون و بقا اُس سے پا جائے گا

۶۳ بتایا تجھے میں نے اے پاکباز
یہ گیانوں کا گیان اور رازوں کا راز
توجہ سے اِس راز پر غور کر
عمل اس پہ تو چاہے جس طور کر

۶۴ سُن اب سرِ پنہاں کی اک اور بات
بڑے راز کی قابلِ غور بات
کہ ارجن تو پیارا ہے محبوب ہے
ترا فائدہ مجھ کو مطلوب ہے

---

۶۲ ماوا و ملجا۔ جائے پناہ

۶۵ لگا مجھ میں دل بھگت ہو جا مرا
تو کر یگ میرے سامنے سر جھکا
مجھے تجھ سے مجھ سے تجھے پیار ہے
مرا وصل کا تجھ سے اقرار ہے

۶۶ تو سب دھرم چھوڑ اور لے میری راہ
تو مانگ آ کے دامن میں میرے پناہ
ترے پاپ سب دور کر دوں گا میں
نہ غمگیں ہو مسرور کر دوں گا

۶۷ یہ راز اس سے مت کہہ جو زاہد نہ ہو
یہ راز اس سے مت کہہ جو عابد نہ ہو
نہ اس سے جو ہو بد زباں نکتہ چیں
نہ اس سے جو سننے کا خواہاں نہیں

۶۶ سب دھرموں سے مراد ہر قسم کے فرائض ہیں۔ سب سے بڑا فرض جو انسان پر لازم ہے وہ رضائے الٰہی کو پورا کرنا ہے۔ اسی میں سب فرائض شامل ہیں۔ اگر صحیح عرفان حاصل ہو جائے تو سب فرائض پورے ہو جائیں گے۔

۶۸ مرا بھگت ہو کر بعجز و نیاز
جو بھگتوں سے میرے کہے گا یہ راز
انہیں سِرِّ عالی سکھا جائے گا
وہ بے شک مرا وصل پا جائے گا

۶۹ کہاں اُس سے بڑھ کر ہے انساں کوئی
کرے ایسی پیاری جو سیوا مری
مروت کی آنکھوں کا تارا ہے وہ
مجھے ساری دُنیا سے پیارا ہے وہ

۷۰ پڑھے گا جو کوئی براہِ ثواب
ہمارے مقدس سوال و جواب
مَیں سمجھوں گا اُس نے دِیا گیان یگ
عبادت میں میری کیا گیان یگ

۶۸ سِرِّ عالی سے مراد گیتا شاستر ہے۔

۷۰ سوال و جواب سے مراد شری کرشن اور ارجن کی گفتگو ہے جو گیتا شاستر کا موضوع ہے۔
گیان یگ عقل کی قربانی۔ عبادت بصورت معرفت۔

۷۱۔ فقط جو سُنے رکھ کے دل میں یقیں
نکالے نہ عیب اور نہ ہو نکتہ چیں
گناہوں سے وہ مخلصی پائے گا
کہ نیکوں کی دنیا میں آجائے گا

۷۲۔ سُنا تو نے ارجن یہ میرا کلام
سُنا طبعِ یکسُو سے تُو نے تمام؟
بتا تیرے دل سے دھنجے کہیں
فریبِ جہالت گیا یا نہیں

۷۳۔ پُکارا پھر ارجن کہ اے لایزال
ہُوا دُور شک اور فریبِ خیال
پتہ چل گیا دل ہے مضبوط اب
بجا لاؤں گا آپ کے حکم سب

۷۱۔ پُنیا کرم۔ وُہ لوگ جو اگنی ہوتری اور دیگر یگیہ کرتے ہیں:

۷۲۔ اگیان سنموہ۔ فریبِ جہالت:

۷۳۔ فریبِ خیال۔ موہ یہی وُہ ہتھیار ہے جس سے مایا جیو آتما کو قابو میں کرتی ہے:

سن جے نے کہا

۷۴ سُنا میں نے شری کرشن نے جو کہا
جو ارجن مہا آتما نے سُنا
عجب حیرت انگیز تھی گفتگو
کھڑے ہیں مرے رونگٹے مو بمو

۷۵ سنا بیاس جی کی دیا سے تمام
یہ شری کرشن یوگ ایشور کا کلام
خود اُن کے لبوں سے سُنا ہے سبھی
یہی یوگ عالی یہ سِتر خفی

۷۶ جو کیشو سے ارجن ہوئے ہمکلام
عجب گفتگو ہے مقدس تمام

---

۷۵ بیان کیا جاتا ہے کہ شری ویاس منی نے سن جے کو روحانی نظر عطا کی تھی کہ وہ مہا بھارت کی جنگ کے چشم دید حالات نابینا راجہ دھرت راشٹر کو سنائے۔ راجہ نے خود روحانی نگاہ لینے سے انکار کیا تھا کیونکہ وہ اپنی اولاد کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھنا نہ چاہتے تھے۔

اُسے یاد کرتا ہوں مَیں بار بار
تو دل شاد کرتا ہوں مَیں بار بار

۷۷ ہری کی ہوئی دید مجھ کو نصیب
مرے سامنے ہے وہ صورت عجیب
اُسے یاد کرتا ہوں مَیں بار بار
تو دل شاد کرتا ہوں مَیں بار بار

۷۸ جدھر ہیں کرشن مہرباں | یوگیشور ہیں خود جہاں
جدھر ہے صاحب کماں | وہ ارجن ایسا پہلواں
وہیں ہیں شاد کامیاں | وہیں خوش انتظامیاں
وہیں ہیں کامرانیاں | وہیں ہیں شادمانیاں

سوکشش سنیاس یوگ نامی اٹھارھواں ادھیائے ختم ہُوا

یوگیشور: یوگ کا مالک مراد شری کرشن ہے ۔

ھ۷ (۲) نیتی۔ جس کو انگریزی میں (POLICY) کہتے ہیں۔ خوش انتظامی ۔

6/7 Ram 2/9/66	17/9/66		